



سرکاری رپورٹ

انماروال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ ۹ ستمبر ۱۹۹۹ء برطابق ۲۷ جمادی الاول ۱۴۲۰ ہجری

نمبر شار	مندرجات	صفہ نمبر
۱	آغاز کارروائی تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	۳
۲	وقفسوالات۔	۵
۳	غیر سرکاری کارروائی۔ قراردادیں۔	۵۲
۴	۱۔ قرارداد نمبر ۵۔۔۔ مجاہب عبدالرحیم خان مندوخیل ۲۔ مشترکہ قرارداد نمبر ۶۔۔۔ مجاہب عبدالرحیم خان مندوخیل سردار غلام مصطفیٰ ترین۔	۵۲
۵	۳۔ مشترکہ قرارداد نمبر ۷۔۔۔ مجاہب عبدالرحیم خان مندوخیل سردار غلام مصطفیٰ خان ترین، پنس موئی جان۔	۴۰
۶	۴۔ قرارداد نمبر ۸۔۔۔ مجاہب ڈاکٹر تارا چند۔	۷۲
۷	تحریک اتو۔ واقعہ سوراب اور تفتان پر بحث۔	۸۲

بلوچستان صوبائی اسمبلی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا انحصار و اس اجلاس مورنے ۹ ستمبر ۱۹۹۹ء بہ طابق ۲۷ جمادی الاول ۱۴۲۰ھ بھری بروز جمعرات ۳ بجکر ۳۰ منٹ پر زیر صدارت جناب اپنیکر میر عبدالجبار خان بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونکر میں منعقد ہوا۔

تلاؤت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالحقین اخوندزادہ

أَعُوذُ بِاللّٰهِ عَنِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ يٰسِمُ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
إِنَّ الَّذِي يَتَبَرَّأُ مِنَ اللّٰهِ ثُمَّمَا أَشْتَقَّ إِمْوَالَهُ
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَخْرُجُونَ ۵۰ أُولَئِكَ هُمُ
آصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَنَّاءٌ أَوْ
يِمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۵۰

ترجمہ : یہ فک جن لوگوں نے کماکہ ہمارا رب الہ ہی ہے اور ہم اسی کے بندے ہیں اور پھر وہ اس پر مستقیم رہے۔ تو اپنی کوئی خوف و خطر نہیں۔ اور نہ ان کو رنج و فم ہو گا۔ وہ سب چیزیں۔ اپنے اعمال کے بدله میں وہ جنت ہی میں بیٹھ رہیں گے۔

جناب اپنیکر: وقفہ سوالات۔ عبدالرحیم خاں مندوخیل سوال نمبر ۶۱۲ دریافت کریں۔

X ۶۱۲ مسٹر عبدالرحیم خاں مندوخیل: ۲۹ جون ۱۹۹۹ء کو موفر ہوا۔

کیا وزیر صنعت و حرفت از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیم جولائی ۱۹۹۷ء سے مکمل متعلقہ اور اس سے متعلق حکاموں / اداروں کے بھنوں وزیر کن کن آفیسران دامتکاران کو سرکاری گاڑی فراہم کی گئی جیس ان آفیسران اور دامتکاران کے نام و عہدہ فراہم کردہ گاڑی رجسٹریشن نمبر، بعد تاریخ الامتحن اور دیگر ضروری کوائف کی ضلع و اتفاقیل کیا ہے؟

(ب) کیم جولائی ۱۹۹۷ء سے تا حال مذکورہ ہر گاڑی کے (POL) و مرمت پر آمد اخراجات کی ضلع و اتفاقیل بھی دی جائے؟

وزیر صنعت و حرفت (مکمل صنعت حکومت بلوچستان):

نام آفیسران	عہدہ	تاریخ	گاڑی رجسٹریشن نمبر
۱۔ جناب عبدالحق بلوچ	ڈائریکٹر اڈیشنریز	کیم جولائی ۱۹۹۷ء تا ۳۰ دسمبر ۱۹۹۸ء	سوزوکی QAH-19 کار ۱۹ سوزوکی QAH-19
۲۔ جناب قاضی احمد	ڈائریکٹر اڈیشنریز	کیم جولائی ۱۹۹۷ء تا حال	راکی QAD-5050
۳۔ جناب ظفر الرحمن	ڈپٹی ڈائریکٹر	کیم جولائی ۱۹۹۷ء تا حال	سوزوکی جیپ QAF-3423
۴۔ محترم سردار عبدالرحمن صاحب کھیڑان	سابق وزیر صنعت بلوچستان	کیم جولائی ۱۹۹۷ء تا حال	سوزوکی جیپ QAF-3421
۵۔ محترم سردار عبدالرحمن صاحب کھیڑان	سابق وزیر صنعت بلوچستان	کیم جولائی ۱۹۹۷ء تا حال	سوزوکی جیپ QAH-4515

سوزوکی جیپ QAF-3422	کم جولائی ۱۹۹۷ء تا ۸ جنوری ۱۹۹۸ء رجنوری تا حال	اکاؤنٹس آفسر چیف انسپکٹر آف بواں کرزا	۶۔ جناب محمد امین جناب علی رضا
سوزوکی جیپ QAF-3367	کم جولائی ۱۹۹۷ء تا ۳ دسمبر ۱۹۹۸ء درد سبز تا حال	اکاؤنٹس آفسر / اپول	۷۔
سوزوکی جیپ QAF-7874	کم جولائی ۱۹۹۷ء تا حال	اسٹنٹڈ اے ریکٹر	۸۔ جناب محمد فیض

کم جولائی ۱۹۹۷ء سے تا حال مذکورہ ہر گازی کے POL و مرمت پر آمدہ اخراجات کی

تفصیل درج ذیل ہے۔

مرمت	POL	گازی نمبر
۲۲۲۸۷۶۰۰	۸۷۷۴۰۰۰	QAH ۱۹ (۱)
۲۰۱۸۵۶۰۰	۲۳۸۸۱۶۰۰	QAD ۵۰۵۰ (۲)
۲۶۵۰۵۶۰۰	۲۵۲۹۲۶۰۰	QAF ۳۳۲۲ (۳)
۲۲۲۸۷۶۰۰	۳۰۰۹۱۶۰۰	QAH ۳۳۲ (۴)
۱۵۳۶۵۶۰۰	۳۵۷۳۰۰۰	QAH ۵۳۱۵ (۵)
۱۸۶۸۶۶۰۰	۲۷۲۸۸۶۰۰	QAF ۳۳۲۲ (۶)
۳۵۸۲۰۰۰	۵۰۵۳۵۰۰	QAF ۵۳۱۷ (۷)
۳۸۸۲۶۰۰	۳۰۲۵۰۰۰	QAF ۷۸۷۳ (۸)

محکمہ سماں انڈسٹریز بلوچستان:

(الف) کم جولائی ۱۹۹۷ء سے محکمہ سماں انڈسٹریز کے کسی آفیسر / ایبل کارکوئی سرکاری گازی فراہمیں
کی گئی۔

(ب) جیسا کہ (الف) بالا میں وضاحت کردی گئی ہے۔ لہذا جواب نئی میں ہے۔

نظامت ترقی معدنیات بلوچستان کوئئے:

نمبر شمار	رجسٹریشن نمبر	نام آفیسر	عہدہ	تاریخ الامتحان
۱	QAF-۲۳۵۹	فہد پروین	سکریٹری انٹرنس	۲۱-۱۱-۱۹۹۸
۲	QAH-۲۳۵۳	ارباب محمد افضل کاہی	ڈائریکٹر منزل ذیوپیٹنٹ	۲۲-۳-۱۹۹۸
۳	QAH-۲۳۶۷	حاجی محمد رفیق	ڈپی ڈائریکٹر آرائیڈ آر	۲۰-۷-۱۹۹۸
۴	QAE-۳۱۱۰	ڈی-ایم-ڈی-جی ایس-پی پراجیکٹ	ڈی-ایم-ڈی-جی	۱۲-۱۹۹۷
۵	QAE-۲۲۴۲	زربت خان	انچارج ڈپی ڈائریکٹر آفس لورالائی	۱۲-۱۲-۱۹۹۶
۶	QAF-۳۵۹۱	چوہدری عرفان احمد	ڈپی ڈائریکٹر ویکنیکل مارٹ سیکشن	۲۸-۱-۱۹۹۱
۷	QAF-۳۵۹۲	انوار حسن باشی	ڈپی ڈائریکٹر (سینکڑک) کول سیکشن	۲۸-۱-۱۹۹۱
۸	QAF-۳۵۹۳	تمیر احمد ملاغانی	ڈپی ڈائریکٹر (سینکڑک) ایس ایڈڈی سیکشن	۲۸-۱-۱۹۹۱
۹	QAE-۲۲۳۲	محمد علیم خان	ڈپی ڈائریکٹر (سینکڑک) او-ایم سیکشن	۹۸-۱-۱۹۹۵
۱۰	QAE-۲۲۲۳	لیاقت علی درانی	رائٹنٹ آفیسر	۱۰-۵-۱۹۹۵
۱۱	QAE-۱۳۲۲	ڈاکٹر کبوتر یلوچ	سیکشن آفیسر (ایم-آر)	۱۸-۳-۱۹۹۷
۱۲	QAD-۲۳۵۰	غلام سرور	ایڈٹریٹر آفیسر	۱۲-۱-۱۹۹۸
۱۳	QAD-۲۳۵۱		پوری ہو گئی ہے۔	

۲۰۔۷۔۱۹۹۷	ڈی۔ایم۔ڈی (جی۔ائی۔پی پراجیکٹ)	ڈی۔ایم۔ڈی۔تی ائیس پی پراجیکٹ	QAC_۱۸۹۹	-۱۳
۱۰۔۷۔۱۹۹۸	انچارج ریکٹل آفس حب	بیش احمد مسٹوئی	QAB_۲۰۲۲	-۱۵
	خراب ہے۔		QAB_۲۸۰۳	-۱۶

نظامت ترقی معدنیات بلوچستان کوئٹہ:

نمبر شمار	رجسٹریشن نمبر	مرمت	پیش روی
-۱	QAE_۲۲۵۹	۵۱۳۱۹	۲۲۰۳۰
-۲	QAH_۲۲۵۲	۱۰۸۰۰	۱۷۰۲۵
-۳	QAH_۲۲۴۷	۸۶۳۰۰	۳۲۸۸۱
-۴	QAE_۲۱۱۶	۵۵۱۱۵	۳۲۸۸۹
-۵	QAE_۲۲۷۲	۱۲۳۹۰	۲۲۲۹۵
-۶	QAF_۲۵۹۱	۹۰۶۸	۳۲۱۶۸
-۷	QAF_۲۵۹۲	۱۹۲۹	۳۹۸۵۱
-۸	QAF_۲۵۹۳	۱۸۱۷۲	۳۵۵۹۸
-۹	QAE_۱۲۲۲	۸۵۶۱	۲۲۹۲
-۱۰	QAE_۱۲۲۳	۱۸۲۷	۲۸۲۵
-۱۱	QAF_۱۲۲۴	۱۱۶۲۰	۲۴۲۸۰
-۱۲	QAD_۲۲۵۰	۱۲۸۵۲	۳۴۹۲۲
-۱۳	QAD_۲۲۵۱	۱۳۱۱۵	۲۹۳۶۱
-۱۴	QAC_۱۸۹۹	۲۰۲۰۳	۱۵۹۰۰

۳۰۵۲۷	۲۲۵۴۰	QAB-۲۰۲۲	-۱۵
۲۸۳۲۳	۵ ۶	QAB-۷۸۰۳	-۱۶

گورنمنٹ پرنٹنگ پر لیں:

(الف) مکمل ہذا کے کسی اہلکار، آفیسر کو کم جولائی ۱۹۹۷ء سے کوئی گاڑی فراہم نہیں کی گئی۔ لہذا جواب نقی میں تصور کیا جائے۔

(ب) کم جولائی ۱۹۹۷ء سے تا حال کوئی گاڑی فراہم نہیں ہوئی لہذا (POL) پول و مرمت پر آمد اخراجات کی تفصیل بھی کوئی نہیں ہے۔

جناب اپسیکر: سوال نمبر چھ سو چودہ کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ختمی سوال ہے تو دریافت فرمائیں۔

سردار محمد اختر مینگل: جناب وزیر موصوف یہ بتانا چاہیں گے کہ صفحہ نمبر دو پر جو گاڑی نمبر ہے ان دو گاڑیوں کے اخراجات اب تک آپ کا ہی مکمل برداشت کر رہا ہے۔ اس کی میشنیشن اور اس کی اوائل آپ کا مکمل برداشت کر رہا ہے جبکہ سردار عبدالرحمان کھیتر ان گاڑیوں کے معاملے میں خود کفیل ہیں تو آپ کے مکمل نے یہ دریادلی کیوں کی ہے۔

جامع علی اکبر وزیر صنعت و حرفت: جناب ہم نے سردار کھیتر ان صاحب کو لکھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ واپس گردیں گے اور گاڑیوں کا جتنا خرچ ہے وہ برداشت کر لیں گے۔

جناب اپسیکر: آپ واپس کروائیں۔ کہتے ہیں کہ گاڑیاں آپ کے مکملے کی ہیں اور ان کا خرچ جبکہ ان کے پاس ہے آپ کیوں برداشت کر رہے ہیں۔

جامع علی اکبر وزیر صنعت و حرفت: ہم نہیں برداشت کر رہے ہیں۔

سردار عبدالرحمان کھیتر ان: پوچھت آف پر ٹل ایک پلینیشن۔ دو گاڑیاں میرے پاس ہیں جب میں ایڈسٹری ڈپارٹمنٹ کا مفسٹر تھا اس وقت سے میرے پاس ہیں اور انکا خرچ ڈپارٹمنٹ ایک۔

پیسہ نہیں کر رہا ہے جب تک میں منظر تھا اس وقت سے میرے پاس ہیں اور پی اولیں میں دے رہا ہوں
جناب اپنیکر: کیا آپ اس کاپی اولیں دے رہے ہیں اور آپ کو چاہئے گاڑیاں واپس کر دیں
سردار عبدالرحمان ٹھیٹران: جناب میں نے ادھر بھی بیان جاری کیا تھا کہ گاڑیاں واپس کر
دیں ہم تو یہ واپس کر دیں گے اور جو گاڑیاں غیر وہ کے پاس ہیں وہ تو میر بانی کر کے واپس کریں۔
سردار محمد اختر مینگل: جو اخراجات لکھے گئے ہیں وہ ملکے کے ہیں۔

سردار عبدالرحمان ٹھیٹران: یہ جواب غلط ہے جب سے میں نے منظری چھوڑی ہے ایک پیسہ
ان کے لئے رپہر میں نہیں لیا ہے۔

جناب اپنیکر: آپ دے رہے ہیں یا آپ کا حکم دے رہا ہے۔

سردار عبدالرحمان ٹھیٹران: جی ہاں میں خود دے رہا ہوں اور اپنی جیب سے دے رہا ہوں۔

سردار محمد اختر مینگل: یہ کہاں دے رہے ہیں۔ جناب اگر اس جواب میں دیکھیں چوپیں ہزار
ایک ہیں، پندرہ ہزار ایک ہیں پیٹھا لیں ایک ہیں تیس ہزار ایک ہیں۔

جناب اپنیکر: واقعی یا ایک اہم سوال ہے۔

سردار عبدالرحمان ٹھیٹران: جی بالکل اہم سوال ہے اور یہاں پر غلط بیانی ہے۔

جناب اپنیکر: آپ کی گورنمنٹ نے یہ جواب دیا ہے۔

سردار عبدالرحمان ٹھیٹران: یہاں وقت کا جواب ہے۔

جناب اپنیکر: سردار صاحب وزیر صاحب موجود ہیں ان کو جواب دینے دیں۔

جام علی اکبر وزیر صنعت و حرفت: میں اس کی روپورث کچھ دونوں میں دے دوں گا۔ تحقیقات
کر کے سید یحییٰ صاحب سے پوچھ کر کے actual کیا پوزیشن ہے۔

سردار محمد اختر مینگل: جام صاحب کی تحقیقات پر اعتبار کر لیتے ہیں۔

سردار عبدالرحمان ٹھیٹران: سردار صاحب یہیں وفد جام صاحب جواب دے رہے ہیں
زیادہ شک نہ کریں۔ آئندہ جواب نہیں دیں گے۔

سردار محمد اختر مینگل: آپ کی طرح فرینڈ کر رہے ہیں۔

سردار عبدالرحمان ھسپتار: ہم تو فرینڈ ہو گئے ہیں آپ کے شاگرد ہیں۔

جناب اپسیکر: میں مولا نا صاحب کی توجہ چاہوں گا مولا نا صاحب، واقعی یہ ہماری اچھی Good Governess کے لئے اچھی حکومت کے لئے یہ لازمی ہے کہ جو محمد جس کے پاس ہے اگر اس ملکے میں الف وزیر تھا ب وہ بے میں چلا گیا اس کے پاس گاڑیاں تھیں اور استعمال کر سکتا تھا ب وہ دوسرے ملکے میں وزیر چلا گیا تو وہ گاڑیاں اس ملکے کی واپس کرنی چاہیں تو یہ ن صرف سردار عبدالرحمان کی بات ہے بلکہ میں نے یہ محسوس کیا ہے یہ ہر جگہ ہو رہا ہے چونکہ آپ یہاں سینئر وزیر ہیں اس لئے گزارش کر رہا ہوں کہ اس آرڈر کی تمام نظر صاحبان پابندی کریں اور سکریٹری صاحبان بھی سن رہے ہیں مہربانی کر کے یہ گاڑیوں کی جو آپ کی تقسیم میں ملکہ والے اس کو آپ بھی مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں وہ کریں واقعی گاڑیاں Mis use بھی ہو رہی ہیں۔

سردار عبدالرحمان ھسپتار: جناب گاڑیوں کے بارے میں یہ ہے اس کے بارے میں پہلے ہمارے سی ایم صاحب نے بھی بیان جاری کیا ہے اس فلور پر ہم نے کہا ہے اور آج بھی کہ رہے ہیں کہ یہ گاڑیاں بالکل illegal میرے پاس ہیں میں کوشش کر رہا ہوں کہ واپس کر دوں ایک گاڑی جو ہم نے رکنی میں پولیس اسٹیشن کھولا ہے وہاں پر ذرک مریک کافی ہوتی تھی تو یا پولیس اسٹیشن ہم نے کھولا تھا عارضی طور پر ہم نے ایس اسچ او کو دی ہوئی ہے وہ اس پر گشت کر رہا ہے انشاء اللہ ہم اس کے لئے نبی گاڑی خرید رہے ہیں اور سے واپس کر دیں گے۔ باہم گفتگو۔

جناب اپسیکر: آپ آپس میں بات نہ کریں آپس میں الجھ جائیں گے۔

سردار عبدالرحمان ھسپتار: نہیں نہیں۔ اس الجھتے میں تو مرا آتا ہے اس لئے ہم یہاں آتے ہیں دوسری گاڑیوں کے متعلق میں اس ایوان کے توسط سے کہتا ہوں کہ ہم نے دو چار روز کے لئے اس کا نواس دیا ہوا ہے بصورت دیگر ہم اس کے لئے ایف آئی آر کٹوار ہے ہیں جو غیر قانونی طور پر لوگوں کے استعمال میں ہیں چاہے وہ ہمارے سابق وزیر اصلاحیان ہیں ان کی تو اپنی جگہ پر۔ اس کے علاوہ

ہمارے بیوو کریٹ جو ہیں سینکڑوں کے حساب سے انہوں نے گازیاں رکھی ہوئی ہیں اگر یہاں پر کوئی سیکر پڑی ہے اور وہ تبدیل ہو کر کہیں کمشز گیا ہے وہ چیزیں انہوں نے آج تک رکھی ہوئی ہوئی ہیں گاڑی اس ذمیہارثست کی اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں پس ڈبل اکامودیشن رکھی ہوئی ہے۔

جناب اپسیکر: تصور کس کا ہے۔

سردار عبدالرحمان خان کھیتران: وہ ایک لطیفہ ہے کہ قصور پختاں کا ہے۔

جناب اپسیکر: نہیں جی قصور تو آپ کا ہے آپ تو حکومت نہیں آپ خود اچار ہیں۔

سردار عبدالرحمان خان کھیتران: جی پرانس موی جان۔

پرانس موی جان: سر میر اسوال یہ ہے کہ کیوں۔ اے۔ ذی 2351 گاڑی چوری ہو گئی ہے کہاں سے چوری ہوئی ہے اور مستیاب ہوئی ہے یا نہیں۔

شہزادہ جام علی اکبر: اسکی ایف آئی آرکنی ہو گی۔

پرانس موی جان: جناب اپسیکر یہ کہتی ہو گی میں تو پڑا فرق ہے۔

میر محمد عاصم کر دیکلو: نہیں جام صاحب آپ یہ بتائیں کہ گاڑی کہاں سے چوری ہوئی ہے۔

شہزادہ جام علی اکبر: آپ مجھے جائیں سوال مجھ سے پرانس نے پوچھا ہے۔

میر محمد عاصم کر دیکلو: آپ مجھے نہیں بخواستے مجھے اپسیکر بخواستے ہیں آپ ذرا استبلی کے آداب کا خیال رکھیں۔

(شور اپسیکر صاحب کی روشنگ کے باوجود جام علی اکبر اور عاصم کر دیکلو میں بولتے رہے)

جناب اپسیکر: پرانس کا سوال یہ ہے کہ گاڑی کہاں سے چوری ہوئی ہے ایف آئی آرکنی ہے۔

شہزادہ جام علی اکبر: جناب اپسیکر ایف آئی آر درج ہوئی ہے اور گاڑی اب تک برآمد نہیں ہوئی

میر محمد اکبر عاصم کر دیکلو: ایف آئی آر کس تھانے میں درج ہوئی ہے۔

جناب اپسیکر: بتا دیا کہ ایف آئی آر وحدت کا لوٹی کوئی شہر میں درج ہوئی ہے۔

سردار عبدالرحمان کھیتران: جناب اپسیکر جب میں غسل اندر سفر یز تھا تو گاڑی میرے وقت

میں چوری ہوئی تھی اور جس آفیسر کو گاڑی الٹ کی جب وہ اپنے گھر گیا وہ پس آیا تو گاڑی غائب تھی ایف آئی آر درج ہے اور اس آفیسر کے خلاف کارروائی کا بھی حکم دیا گیا ہے میں نے اگر آنے والے ممبر کو چاہیے تاریخ دون ہاتھ منٹ سینڈ تو ہم پیش کرنے کے لیے حاضر ہیں۔

عبد الرحمن خان مندو خیل: جناب والا میر اسوال یہ کہ ایک منتر ہے انچارج ہے وہ اپنے واپس نہیں کرتا تو اسکے بعد باقی لوگوں کو یادو پہنچنے تھے چلے گئے یا یہور و کریت ہیں انہوں نے قبضے میں لے لیا آپ ان کو کیسے کنٹرول کریں گے جب کہ مشر صاحب خود اس پر عمل نہیں کر رہے ہیں۔

شہزادہ جام علی اکبر: میں نے ایک لیٹر لکھا ہے امید ہے کہ عمل کریں گے۔

سردار اختر محمد مینگل: جناب اپنے کریکٹ ایک سپلائمنٹری ہے میر اصفہان اور یہ پرو یکھا جائے ملکیہ سال انڈسٹریز بلوچستان اور گورنمنٹ پرنسپل پریس ان دو محکموں کو کوئی گاڑی نہیں دی گئی ہے یا تو ان کے افسرنا کا رہ ہیں کوئی نشان نہیں کرتے کیونکہ یہ ہر گورنمنٹ کی کوشش ہے کہ سال انڈسٹریز ہم آگے لائے۔

جناب اپنے کریکٹر: کرد صاحب آپ لوگ ایک ہی وقت میں چار چار آدمی کھڑے ہوتے ہیں اسیلی کے آداب ہوتے ہیں ایسے اسٹینٹ دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اختر جان ٹھیک ہے آپ متعلقہ ہیں وہ آپ کا جواب بالکل دینگے موسیٰ جان پلیز آپ بنیس گیلو صاحب آپ آرام سے نہیں بینھ سکتے رحیم صاحب آپ سے گزارش ہے کہ آپ سوال کے جوابات جا کر کے جیسا ہر گورنمنٹ میں لے لیں شکر یہ۔

مولانا امیر زمان سینھ وزیر: جناب اپنے کریکٹر جواب بالکل واضح ہے وہ کہتے ہیں کہ سال انڈسٹریز والوں کو ہم نے 1997ء سے گاڑی نہیں دی ہے۔

جناب اپنے کریکٹر: نہیں مولانا صاحب سوال یہ ہے کہ ان کو گاڑی کیوں نہیں دی گئی ہے گیلو آپ کو کس نے اجازت دی ہے کہ پھر آپ درمیان میں کھڑے ہو گئے یہاں ضمنی سوال ہو گا اسکی فضول بات نہیں ہو گی۔ دوسرا سوال دریافت فرمائیں۔

جناب اپنے کریکٹر: وفق سوالات جاری ہے وزیر متعلقہ اس کا جواب نہیں دے سکتے تو اور بات ہے

آپ تشریف رکھیں۔

سردار عبدالرحمان کھمیران (وزیر پرائمری انجوکیشن) : جناب جب کہ میں بھی اسی محکمے کا وزیر ہوں آپ کوئی روٹ کوٹ کریں جس کے تحت میں جواب نہیں دے سکتا۔

جناب اپسیکر : آز-ہبل ممبر صاحب میری گزارش یہ ہے کہ جو طریقہ ہے جو تو انہیں جو ضمی سوال ہوتا ہے اس کا متعلقہ وزیر جواب دیتا ہے۔

جناب اپسیکر : اس سوال کو موفر کر سکتے ہیں اس کو جیسا ہر میں بلا یا جاسکتا ہے آپ اس کی تسلی کر سکتے ہیں۔

پرنس موسیٰ جان : جام صاحب یا آپ کا insult ہے آپ کو یہ کہہ رہے ہیں۔

جناب اپسیکر : موسیٰ جان no agreement PI آپ تشریف رکھیں۔

میر محمد عاصم کرڈیلو : جناب اپسیکر اگر آپ نے اس طرح سے ہمیں نہ بولنے دیا ہم واک آؤٹ کریں گے۔

جناب اپسیکر : آپ ریلوینٹ بولیں غیر متعلق نہ بولیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب وزیر صاحب جواب دیں اور ایسے ہی وقت ضائع ہو رہا ہے۔

میر جام علی اکبر وزیر : یہی اس کا جواب ہے کہ فندہ نہیں ملا کوئی ویکل نہیں خریدی گئی۔

جناب اپسیکر : میں آز-ہبل ممبر ان سے گزارش کروں کہ اگر کوئی ضمی سوال ہے تو آپ ان کے جیسا ہر سے لے لیں۔

مولانا امیر زمان سینئر مفسر : جناب جواب یہاں واضح ہے کہ ہمال انڈسٹری والوں کو ہم نے 1997 سے کوئی گازی نہیں دی ہے۔ یہی بات ہے اس سے پہلے ان کے پاس گازیاں ہیں۔

جناب اپسیکر : سوال یہ ہے کہ یوں ہواں نہیں ہیں۔

مولانا امیر زمان سینئر مفسر : یہ جواب میں واضح لکھا ہوا ہے۔ (مدخلت)

جناب اسپیکر: یہاں ضمنی سوال ہو گا ایسے کوئی فضول بات نہیں ہو گی۔

جناب اسپیکر: اگلا سوال مسٹر عبدالرحیم خان مندوخیل۔

X ۲۳۲ مسٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: ۲۹ جون ۱۹۹۹ کو موثر ہوا۔

کیا وزیر صنعت و حرفت از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) مالی سال ۹۸-۹۹ کے سالانہ ترقیاتی وغیر ترقیاتی بجٹ سے محکمہ متعلقہ اور اس مسئلہ محکموں / اداروں میں جاری، نئے و مرمت اور دیگر اسکیم / پروجیکٹ کی ضلع وار تفصیل کیا ہے؟ نیز ترقیاتی وغیر ترقیاتی میں کل کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور ہر اسکیم / پروجیکٹ کیلئے مختص ترقیاتی رقم کی علیحدہ علیحدہ اسکیم / پروجیکٹ اور ضلع وار تفصیل کیا ہے؟۔

(ب) کیم جولائی ۱۹۹۸ سے تا حال مندوہ ہر اسکیم / پروجیکٹ کے کام کا کامل کردہ فیصد حصہ، تاریخ اشتہار، مینڈرز بمنعام محکیدار (اگر ہوں) اور اس پر اب تک تنخوا ہوں اور دیگر ادا شدہ رقم کی تفصیل کیا ہے؟ نیز مذکورہ مدت کے دوران جس کام / اسکیم اور پروجیکٹ وغیرہ کا جس قدر حصہ کامل نہیں ہوا ہے اسکی وجہات کیا ہیں؟

(ج) مالی سال ۹۷-۹۸ کے دوران شروع کئے گئے محکمہ متعلقہ کے جاری، نئے و مرمت اور دیگر اسکیم / پروجیکٹ تھیں کس مرحلے میں ہیں۔ ضلع وار تفصیل دی جائے؟۔

وزیر صنعت و حرفت محکمہ سال انڈسٹریز بلوجستان:

(الف) مالی سال ۹۸-۹۹ کے سالانہ ترقیاتی وغیر ترقیاتی بجٹ میں محکمہ سال انڈسٹریز کو نئے و مرمت کی مدد میں کوئی رقم فراہم نہیں کی گئی۔

(ب) جیسا کہ (الف) بالائیں وضاحت کردی گئی ہے۔

(ج) مالی سال ۹۷-۹۸ میں محکمہ سال انڈسٹریز میں کوئی جاری و مرمت کا کام نہیں ہوا۔ نظامت ترقی معد نیات بلوجستان کوئی:

نام اسکیم	صلح کا نام جہاں اسکیم واقع ہے	تحمینہ لائگت	خرچ شدہ رقم	کیفیت
جیا لو جیکل سروے آف پاکستان کے ہمراہ معدنیات کی ذخیرہ کی تلاش اور معلومات کا حصول۔	صلح کو بلو اور صلح میں اضافی سروے کا کام جاری ہے اس سلسلے میں قلندر پارٹیاں تکمیل دی گئیں جو کفر لئے بھیج دی گئی ہیں۔	صلح کو بلو ڈیکٹیوٹری میں اضافی سروے کا کام جاری ہے اس سلسلے میں قلندر پارٹیاں تکمیل دی گئی اور قلندر پر کام جاری ہے۔	اب تک ۳۰۷ ملین روپے کے خرچ کے لئے ۲۵% میں سے رقم ۸۳ ملین روپے کی تکمیل کی گئی۔	صلح کو بلو اور صلح میں اضافی سروے کا کام جاری ہے اس سلسلے میں قلندر پارٹیاں تکمیل دی گئی اور قلندر پر کام جاری ہے۔

۱) اشده رقم

(ب) نام شعیکیدار

اس اسکیم پر جیا لو جیکل سروے آف پاکستان (G.S.P) سریاب روڈ کوئٹہ کے ذریعے کام جاری ہے۔

نظمت ترقی معدنیات بلوچستان کوئٹہ:

تفصیل	لائگت
۱۹۹۷ء کے دوران صلح بارکھان میں اسی اسکیم کے تحت معدنیات کی تلاش اور اضافی سروے کا کام کمل کیا گیا۔ اس سلسلے میں ایک جیا لو جیکل رپورٹ اور اضافی نقشه تیار کیا گیا جو کفر لئے بھیج دیا۔ آف پاکستان نے نظمت ترقیات و معدنیات میں بھیج دیا۔	۳۰۷ ملین روپے

غیر ترقیاتی بحث کے کام کی تفصیل۔ ندارد

گورنمنٹ پرنٹنگ پر لیں بلوچستان کوئٹہ:

جواب (الف) (ب) (ج) بالترتیب فتحی میں ہے۔

ڈاکٹر میشور یث آف انڈسٹریز بلوجٹان:

(الف) مالی سال ۹۷-۹۸ء میں محمد مالیات کی طرف سے کسی بھی اسکیم پر اجیکٹ کے لئے فنڈز وغیرہ حاصل نہیں ہوئے۔

(ب) کم جواہی ۱۹۹۸ء سے تا حال مکمل بلوجٹان سے کوئی بھی فنڈ موصول نہیں ہوا۔ لہذا کسی بھی ترقیاتی اسکیم پر کام نہیں ہوا۔

(ج) مالی سال ۹۸-۹۷ء کے دوران محمد مالیات سے فنڈز مہیا نہ کرنے پر کام شروع نہیں ہو سکا۔

جناب اپیکر: سوال نمبر 634 کو پڑھا، وہ اتصور کیا جائے کوئی بھنگی سوال ہے تو دریافت فرمائیں عبد الرحمن خان مندو خیل: جناب جو پہلے انہوں نے جواب دیا ہے وہ سال انڈسٹریز کا ہے انہوں نے جواب دیا ہے کہ رقم فراہم نہیں کی گئی ہے لیکن ہم نے یہ سوال بھی کیا تھا کہ جاری۔ اسکیمات، ان کی تفصیل نہیں دی گئی ہے وہ آپ دے سکتے ہیں۔

میر جام علی (وزیر سال انڈسٹریز): فنڈ ہی نہیں ملا ہے اس کا جواب تھا ہے۔

جناب اپیکر: وہ فرمادیں جاری اسکیمات۔

جامع علی اکبر (وزیر سال انڈسٹریز): کوئی جاری اسکیم نہیں ہے۔

جناب اپیکر: آگے چلیں کوئی جاری اسکیم نہیں ہے۔

عبد الرحمن خان مندو خیل: جواب میں 1998 - 1997 میں آپ نے جواب دیا ہے کہ وہاں کوئی اسکیم نہیں ہے۔

جناب اپیکر: نجیک ہے نہیں ہے۔

عبد الرحمن خان مندو خیل: نجیک ہے۔ اب آگے آتے ہیں یہ تو سال انڈسٹریز کے بارے میں ہے ڈاکٹر میشور یث آف سال انڈسٹریز کے بارے میں۔ یہ جو جواب دیا گیا ہے مالی سال 1998-99 میں محمد مالیات سے کسی بھی پر اجیکٹ وغیرہ کے لئے فنڈز مہیا نہیں ہوئے میرا سوال

محکمہ مالیات سے نہیں ہے میرا صل سوال یہ ہے کہ آپ کے پر اجیکٹ میں ہے یا نہیں۔

جناب اپسیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: تو پھر ہمیں دیکھنا پڑے گا۔ 1998ء سے اب تک کوئی رقم نہیں ملی ہے۔

جناب اپسیکر: لکھا ہوا ہے نہیں ملی ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب سوال انڈسٹریل ایریاز سے متعلق ہے ان کے لئے جو بحث منظور ہوا ہے اس دوران ان سالوں میں ان کی پوزیشن کیا ہے آپ نے اس کے لئے کتنا کام کیا ہے وہ جاری اسکیمات میں تھے یا نہیں۔

میر جام علی اکبر (وزیر سماں انڈسٹریز): یہ اس میں نہیں ہے اس کے لئے فریش سوال پوچھ لیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب میرا سوال یہ ہے کہ ان سالوں کے دوران 1998-1999 کے دوران یا 1997-1998 اس دوران جاری اسکیمات میں۔ انڈسٹریل ایریاز جو آپ کے ہیں آپ کو فائدہ ملا ہے یا نہیں۔

جامع علی اکبر وزیر سماں انڈسٹریز: کوئی نہیں ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر): جناب میں بہت دفعہ منصر رہا ہوں کسی بھی منصر کو اتنا معلوم ہو گیا کہ فلاں سال کیا ہو گیا فلاں سال کیا ہو اکوئی یا سوال آپ کا ہے تو کریں۔ (مدائلت)

جناب اپسیکر: آپ تشریف رکھیں۔ He is on leg.

عبدالرحیم خان مندوخیل: 1997-1998 میں کوئی آپ کے جاری اسکیمات تھے یا نہیں۔

جناب اپسیکر: موئی صاحب میں چھ جائیں ایک سوال آرہا ہے۔

پرس موئی جان: نہیں جناب میرا مخفی سوال ہے آپ کہیں گے تو میں نکل جاؤں گا میں نہیں بیٹھوں گا آپ مجھے باہر بھیج دیں جبکہ پھری مارکیٹ ہے میں بھی بولوں گا آپ دوسروں کو کیوں نہیں

بھاتے ہیں۔

عبد الرحیم خان مندوخیل: جناب میر اسوال یہ ہے کہ پہلے سے واضح سوال ہے کہ ماں سال 1998-99 کے سالانہ ترقیاتی غیر ترقیاتی بجٹ میں مکمل متعاقہ ان حکاموں میں جاری نئے مرمت اور دیگر ایکیم کی تفصیل کیا ہے۔ پھر میر اسوال جزو "ج" میں ہے۔

جناب اپیکر: عبد الرحیم خان آپ تفصیل نہ پڑھیں سوال کریں۔

میر جام علی اکبر وزیر سال اندھریز: 1998-99 میں کوئی فنڈ نہیں نہیں ملا اس لئے کوئی ایلوکیشن نہیں ہوئی۔ کوئی جاری ایکیم نہیں۔ جب میں کہہ رہا ہوں ایلوکیشن نہیں ہوئی فنڈ نہیں ملا۔

میر محمد عاصم کر دیکلو: پانچ آف آرڈر۔ جناب جام صاحب کوہاں سے سکرریز چت بھیج رہے ہیں وہ پڑھنیں سکتے ہیں۔

جناب اپیکر: ضمنی سوال کا انہیں جواب دینے دیں۔

سردار عبدالرحمان کھیتران: جناب آپ کوئی ضمنی سوال کر سکتے ہیں یا نہیں بیٹھ جاتے ہیں۔

جناب میری عرض یہ کہ بیشن جاری ہے اس میں تھوڑا بہت بولنے دیں آج آپ ذمہ اٹھا کے بیٹھنے ہیں کسی کو سرنیں اٹھانے دے رہے ہیں جناب اپیکر صاحب بولنے دیں ہم یہاں بولنے کے لئے آئے ہیں غیر اخلاقی بات تو نہیں کر رہے ہیں۔

جناب اپیکر: اریویٹ بات کر رہے ہیں۔ آپ am constoudion Rules تشریف رکھیں۔

سردار عبدالرحمان کھیتران: جناب ہمارے مذہب میں ہے جب رمضان میں تراویح ہوتی ہے جب حافظ قرآن پاک تلاوت کر رہا ہوتا ہے وہ جب کبھی بھول جاتا ہے تو اس کو لفڑ دیتا ہے یہ ہمیں اختیار دیتے ہیں۔

سردار محمد اختر مینگل: جناب صفحہ دس پر وزیر صاحب ملاحظہ فرمائیں کہ 1997-98 میں ضلع بارکھان میں معد نیات کے سلسلے میں اتنی خطیر رقم خرچ کی گئی ہے وہ ریموصوف بتائیں گے کہ کونسی

معدنیات وہاں پر دریافت ہوئی ہے۔

جامع علیٰ اکبر وزیر سال انڈسٹریز: یہ سرکت کو ہوا اور سرکت ٹوب میں رکھی گئی ہے۔

سردار محمد اختر مینگل: سارہ ہے تین ملین جو خرچ کے گئے کوئی معدنیات دریافت ہوئی۔

جامع علیٰ اکبر وزیر سال انڈسٹریز: یہ تو مکملہ جیاوجیکل سروے والوں کو پڑھے ہوگا۔

سردار عبدالرحمان ھمیٹران: وزیر مجھے جواب دینے دیں میں پہلے اس ملکے کا وزیر رہا ہوں۔

سردار محمد اختر مینگل: میں بھی تو پہلے وزیر علیٰ رہا ہوں وزیر کو جواب دینے دیں۔

میر جام علیٰ اکبر وزیر: آپ اس کا جواب دے دیں ہے۔

مولانا امیر زمان سینئر فضیل: جناب ایک سوال پر تین ٹھنڈی سوال ہوتے ہیں۔ یہاں چوتھا پانچواں جواب جاری ہے۔

جناب اسپیکر: آپ بتا دیں کہ کس چیز کا سروے ہوا ہے۔

سردار عبدالرحمان ھمیٹران: کرو مائیٹ چسٹم کا سروے ہوا ہے۔ بارکھان میں ہوا ہے۔

(مداخلت)

جناب اسپیکر: دوسرا سوال - 670۔

X ۷۰۲ مسٹر عبدالحیم خان مندوخیل: ۲۹ جون ۱۹۹۹ء کو موخر ہوا۔

کیا وزیر صنعت و حرف از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کم جو ۱۹۹۸ء سے تا حال ملکہ متعلقہ میں جن مختلف اسامیوں پر بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔ ان تمام اسامیوں کی تفصیل بعد گرید مطلوبہ ضلع رہائش تعلیمی مکانات و دیگر تربیتی کو رسرو دیگر مطلوبہ اہلیت، تاریخ اشتہار بعثت نام اخباری تفصیل دی جائے؟

(ب) ذکورہ اسامیوں پر بھرتی کیلئے وقت مقررہ کے اندر یا بعد میں درخواست دہنده امیدواروں کے نام بعد ولدیت، پتہ ضلع رہائش تاریخ درخواست مطلوبہ تعلیمی قابلیت مکانات و دیگر کو رسرو نیز تاریخ و مقام انتزاع یا کنندہ کیمیت کی رویارکس کی تفصیل بھی دی جائے۔

(ج) کم جولائی ۱۹۹۸ سے تا حال مذکورہ بالا امپداروں میں سے مذکورہ اسامیوں پر بھرتی کردہ امیدواروں کے نام بعد ولدیت پتہ، ضلع رہائش، تاریخ درخواست تعلیی الہیت محکمانہ و دیگر تربیتی کورسز کی تفصیل نیز تاریخ انٹرو یو حاکم / انٹرو یو کنندہ کمیٹی تاریخ بھرتی، گریدیا اور حاکم بھرتی کنندہ کی ضلع دار تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر صنعت و حرفت:

جواب خیم ہے لہذا اسکلی لا بھری یہی میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اپسیکر: سوال نمبر 670 کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی خصی سوال ہے تو دریافت فرمائیں عبد الرحمن خان مندو خیل: یہ جناب پچھو سرو مز جزو زارت مکمل صنعت نے دی ہے۔ ۲۵ اگست 1998 کا جواشہار ہے لیکن ان کا انٹرو یو ۲۵ راگست 1999 کو ہوا اس کے لئے ایک سال پورا گزارا ہے کیوں۔ اشتہار کسی وقت آیا ایک سال کے بعد۔

جناب اپسیکر: انٹرو یو ایک سال بعد کیوں ہوا اتنا سوال ہے۔

مولانا امیر زمان سینئر منسٹر: آپ کے پاس اشتہار پڑا ہے اس میں ڈیٹ فکس ہے کب انٹرو یو ہوا ہے۔

جام علی اکبر وزیر سمال انڈسٹریز: تمام تفصیل لکھی ہے۔

جناب اپسیکر: جھٹ کی بات نہ کریں سوال صحیح کریں۔

عبد الرحمن خان مندو خیل: جناب یہ سوال ۲۹ ستمبر 1998 روز نامہ جنگ صفحہ نمبرے پر لکھا ہے۔ مصدقہ نقول، اراکتوبر 1998 تک موصول ہو جانی چاہیں یعنی ۱۰ اکتوبر 1998 کو موصول ہونی تھیں درخواستیں۔

عبد الرحمن مندو خیل: جناب والا بھی اس یہ فیصلہ ہوا ہے سیاسی طور پر بھی اور پر یہ کورٹ میں بھی کہ یہ ترقیاں ٹرانسپرنس ایکس ایسی کوئی حرکت نہیں کرنی چاہئے کہ اس میں آپ نے ناجائز طریقہ اختیار کیا ہے۔

جناب اپنیکر: دیکھیں میں از-بیل ممبران سے گزارش کروں گا کہ صرف اور صرف غمی سوال آسکتے ہیں کوئی اور بحث نہیں ہو سکتی۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: میرا ایک غمی ہے اسٹینوگرافر ز کے لیے درخواستیں لی ہیں پھر انٹرو یو ہے آپ نے اخبار میں اشتہار کیوں نہیں دیا۔

شہزادہ جام علی اکبر: اشتہار دیا گیا ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: آپ بتائیں کس تاریخ کو کس کس اخبار میں۔

شہزادہ جام علی اکبر: کل میں اسکی کاپی ہاؤس میں پیش کروں گا جناب والا۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب مجھے نہیں پورے ہاؤس کو دے دیں ریکارڈ کے طور پر۔

جناب اپنیکر: اس میں کیا امر مانع ہے وہ دس دن بعد انٹرو یو کریں یا ایک ماہ بعد کریں ایک سال کے بعد کریں جب تاریخ دے دی گئی ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا جب تاریخ دے دی گئی ہے اس میں کامن سنس بھی ہونا چاہئے کہ معقول نامم پر آپ نے انٹرو یو کرنا ہے جب درخواستیں آئیں آپ نے مداخلت کی۔

آپ نے انٹرست لینے کے لئے سب کچھ کیا اور پھر آپ نے ایک سال بعد انٹرو یو کیا۔

جناب اپنیکر: سوال یہ ہے کہ اشتہار کے بعد اور پھر ایک سال بعد کیوں انٹرو یو کیا اس کا جواب دیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: کیوں آپ وزیر صاحب کا دفاع کر رہے ہیں یہ مجبوری نہیں ہے

جام علی اکبر وزیر صنعت و حرف: اگر آپ تفصیل چاہتے ہیں تو دے دیں گے۔

جناب اپنیکر: کہتے ہیں کہ ایک سال بعد کیوں انٹرو یو کیا ہے۔

جام علی اکبر وزیر سماں انڈسٹریز: ملک کا ایک پرویجر ہوتا ہے شاید کوئی یکنینکل وجہ ہوگی۔

میر محمد عاصم کرو گیلو: جناب وہ صحیح جواب دیں شاید شاید کی بات کر رہے ہیں صحیح جواب دیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: ابھی اس پر سیاسی طور پر فیصلہ ہوا ہے پر یہ کوئت میں بھی۔ کہ یہ

بھر تیاں ٹرانسپیرنٹ ہوئی چاہیے۔

جناب اپیکر: میر محمد اسلم پچی سوال نمبر 707 دریافت فرمائیں۔

X ۷۰۷ میر محمد اسلم پچی: ۲۹ جون ۱۹۹۹ء کو موخر ہوا۔

کیا وزیر صنعت و حرفت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

صوبے میں کل کارخانوں کی تعداد کیا ہے؟ اور ان میں لوکل ملازمین کی تعداد کتنی فیصد ہے نیز

لیڈ ایمیں پیار بند اور شفت شدہ کارخانوں کی علیحدہ علیحدہ تفصیل دی جائے۔

وزیر صنعت و حرفت:

لیڈ اکے زیر مぐرا نی کارخانوں کی اس وقت کوئی تعداد ۱۲۵ ہے جو کام کر رہی ہیں جبکہ لوکل

ملازمین کی تعداد کی فی صد کا تعلق لیہرہ پارٹی سے ہے۔

لیڈ اکے زیر مگرا نی مختلف ائڈیشن میں بند کارخانوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اعداد	ائڈیشن
۷۳	جب ائڈیشن میں
۷	وندر ائڈیشن میں
۳	اوھل ائڈیشن میں

جبکہ اس وقت تک کوئی اریکٹریاں شفت ہوئی ہیں۔

نظمت صنعت حرفت:

اس وقت صوبے میں کل کارخانوں کی تعداد ۲۳۸ ہے۔

ایک سروے کے مطابق ضلع سیدیہ کے بغیر اور دیگر اضلاع میں ۵۵% فیصد لوکل / مقامی
ملازم ہیں۔ اس وقت صوبے میں ۱۱۶ کارخانے بند ہوئے ہیں۔ جن کی اکثریت حب ضلع سیدیہ میں

ہیں۔

نظامت چھوٹی صنعتیں:

اس سوال کا تعلق نظامت صنعت و حرفت اور سہیل انڈسٹریل ائرٹیک ڈیپمنٹ اتحادی سے ہے۔

لہذا نظامت چھوٹی صنعتوں کا جواب نبھی میں تصور کیا جائے۔

نظامت ترقی معدنیات بلوچستان کوئی نہیں:

نظامت ترقی معدنیات کے زیرگرانی معدنیات کے حوالے سے کوئی کارخانہ نہیں ہے۔ لہذا

جواب نبھی میں ہے۔

۱۔ کوئی ڈویژن

نمبر شمار	نام	عہدہ	تعداد	تاریخ تعیناتی
۱۔	مسٹر شیر احمد شاہ	بندوبست آفیسر کونسل	۱	۲۹/۷/۱۹۹۹
۲۔	مسٹر جیل احمد	تحصیلدار بندوبست	۱	۱/۸/۱۹۹۸
۳۔	مسٹر خدا داد	تحصیلدار بندوبست	۱	۱/۷/۱۹۹۹
۴۔	مسٹر امیر جان ہمالانی	ناائب تحصیلدار بندوبست	۱	۸/۵/۱۹۹۸
۵۔	مسٹر ہدایت اللہ	ناائب تحصیلدار بندوبست	۱	۱۳/۱۰/۱۹۹۸
۶۔	مسٹر سد و خان	ناائب تحصیلدار بندوبست		۱/۳/۱۹۹۸
۷۔	مسٹر مرید شاہ	ناائب تحصیلدار بندوبست		حال ہی میں اس کا تاو بندوبست میں ہوا۔ اب تک رپورٹ نہیں کی ہے۔

نمبر ۲- قلات ڈویژن

نمبر شمار	نام	عہدہ	تعداد	تاریخ تعيیناتی
۱۔	مسٹر عزیز الدین بلوچ	بندوبست آفیسر قلات ڈویژن مستوی ۵	۱	۵-۱۱-۱۹۹۸
۲۔	مسٹر غلام مصطفیٰ	ایکشنر اسٹنٹ بندوبست آفیسر قلات ڈویژن- خضدار	۱	۱-۲-۱۹۹۹
۳۔	مسٹر عبدالستار	تحصیلدار بندوبست سرکل نمبر ۲	۱	۱۲-۲-۱۹۹۸
۴۔	مسٹر عوض محمد	تحصیلدار جی بندوبست سرکل نمبر ۲ بیلہ (وندر)	۱	۲۱-۵-۱۹۹۹
۵۔	مسٹر عطاء اللہ	نائب تحصیلدار بندوبست سرکل نمبر ۲ بی	۱	۸-۹-۱۹۹۷
۶۔	مسٹر اللہ بخش	نائب تحصیلدار بندوبست سرکل نمبر ۲ بی	۱	۲-۸-۱۹۹۷
۷۔	مسٹر خان محمد	نائب تحصیلدار بندوبست سرکل نمبر ۲ بیلہ	۱	۳۱-۳-۱۹۹۷
۸۔	مسٹر حنف نواز	نائب تحصیلدار سلمت سرکل نمبر ۲ (بیلہ و ندر)	۱	۱۳-۲-۱۹۹۹
۹۔	مسٹر محمد ایوب	نائب تحصیلدار سلمت سرکل نمبر ۲ (بیلہ و ندر)	۱	۸-۲-۱۹۹۹

نمبر ۳۔ کرمان ڈویژن

نمبر شار	نام	عہدہ	تعداد	تاریخ تعیناتی
۱۔	مسٹر محمد رمضان	بندوبست آفیسر کرمان ڈویژن	۱	۲۲-۵-۱۹۹۹
۲۔	مسٹر محمد اسلم کاشانی	تحصیلدار بندوبست تربت	۱	۲۲-۵-۱۹۹۹
۳۔	مسٹر منیر احمد	تحصیلدار بندوبست تربت	۱	۳۱-۷-۱۹۹۹
۴۔	مسٹر امان اللہ	ناپ تحصیلدار بطور ایکٹنگ تحصیلدار بخود میں کام کر رہا ہے	۱	۲۸-۳-۱۹۹۵

شہزادہ جام علی اکبر: جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

میر محمد اسلم چکی: ایک ضمنی سوال ہے جواب میں ہے کہ صوبے میں ۱۱۶ کارخانے بند ہیں اور جب سے بارہ فیکٹریاں شفت ہو چکی ہیں پتہ نہیں کہاں شفت ہو چکی ہے شفت کا لفظ ہے آج اخبار میں ہے کہ چارڑک پکڑے گئے اس میں مشینری ہے فیکٹریوں کا جب میں پکڑا گیا تو کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ چوری سے ٹوکوں میں مشینریاں شفت ہو چکی ہیں اور ایک سو سولہ کارخانے بند ہیں اس کی وجہات کیا ہیں۔

شہزادہ جام علی اکبر: جناب اپنیکر ہمارے بلا چستان میں ٹوٹیں ۱۲۳۸ ائڈریاں تھیں جس کی وجہ سے ۱۱۶ بند ہو گئیں جب میں ٹوٹیں ائڈریاں ۱۲۵ کام کر رہی ہیں ہم لوگ ائڈریاں اس لیے شفت کر رہے ہیں کہ گورنمنٹ سہولت نہیں دے رہی ہے اگر گورنمنٹ دوبارہ وہ سہولت دے تو یہ چل بھی سکتی ہیں۔

جناب اپنیکر: جی ڈاکٹر تارا چند آپ کی سالیمنتری ہے۔

ڈاکٹر تارا چند: جناب اپنیکر یہ جو ۱۱۶ کارخانے بند کر دیئے گئے ہیں ان میں جملاز میں کام کر رہے تھے ان کو کہاں کھپایا گیا ہے۔

شہزادہ جام علی اکبر: دیکھیں جی یہ گورنمنٹ کی فیکٹریاں نہیں ہیں پر ایجیٹ فیکٹریاں ہیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: ان کا جواب میں سمجھ پڑا ہوں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اس لیے یہ کارخانے شفت ہوئے کہ ٹیکسٹری میں وہاں کوئی چھوٹ ہے کہیں اور کوئی ایسی خصوصی کھولت ہے کہ وہاں سے وہاں جائیں بحیثیت صوبائی گورنمنٹ آپ نے کیا اس میں کارروائی کی کہ تیکسٹ فری یا کوئی ایریا ہے۔

شہزادہ جام علی اکبر: جناب چھوٹ دینافیڈر میں گورنمنٹ کا کام ہے صوبائی حکومت کا کام نہیں ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ آپ چھوٹ نہیں دے سکتے سترل گورنمنٹ نے ان پر تیکسٹ لگایا ان کی چھوٹ ان کی مراعات ثتم کیں تو کیا صوبائی گورنمنٹ نے اس پر اقدام کیا جو فیڈرل گورنمنٹ سے ایسا ایک یقین دہانی ہو۔

شہزادہ جام علی اکبر: صوبائی گورنمنٹ تو صرف فیڈرل گورنمنٹ سے صرف Request کر سکتے ہے باقی فیڈرل گورنمنٹ کا کام ہے کہ وہ چھوٹ دے یا نہ دے۔

جناب اپنیکر: جام صاحب آپ نے فیڈرل گورنمنٹ کو Request کی ہے۔

شہزادہ جام علی اکبر: جی وہاں فیڈرل گورنمنٹ سے Request کی ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: اس مسئلے پر آپ نے ریکویئٹ کی ہے اسیلی میں آپ اس کاریکارڈ دے سکتے ہیں۔ جناب والا آپ ذرا یہ دیکھیں دوسرا سے صوبوں کو مراعات نہیں جبکہ یہاں کارخانے بند ہو رہے ہیں یہ صوبائی گورنمنٹ کی آئینی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ائٹھری کوڈ ویلب کر کے ان کا پروڈکشن کریں وہاں ائٹھری پر تیکسٹ لگے اور ائٹھری بند ہو گی پروڈکشن بند ہو گی لہذا میں ریکوئٹ کروں گا کہ جو کچھ انہوں نے کارکردگی اس پوائنٹ پر کی ہے یہ کارخانے جو شفت ہوئے ہیں اس مسئلے پر جوانہوں نے کام کیا ہے اس کاریکارڈ اسیلی میں پیش کریں مہربانی۔

میر جام علی اکبر وزیر سماں ائٹھریز: سرمایہ دار طبقہ بے جہاں ان کو زیادہ مراعات ملیں گی

وہیں جائیں گے۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں وزیر: جناب اسپیکر صاحب پوچھت آف آرڈر۔ ایک گزارش ہے کہ اس آز ہبل ہاؤس میں ایک آز ہبل منٹر ایک ہیاں جاری کرتا ہے اب ایک آز ہبل ممبر کہتا ہے فلاں لیزر کس تاریخ کو لکھا گیا فلاں فائل نمبر کیا ہے یہ ایک قسم کی اس آز ہبل ممبر کی تو ہیں ہے جو جواب دے رہا ہے مجھے بات کرنے دی جائے جب کوئی وزیر سوالوں کا جواب دے رہا ہے یہاں کہا ہے جب وہ کمٹٹ کرتا ہے آپ کی کارروائی ضابطہ ریکارڈ ہو رہی ہے۔ پر نہ بھی ہو رہا ہے اور مینڈ یا کے ذریعے بھی آ رہا ہے نیپ بھی ہو رہا ہے اگر وہ اس چیز کی نشاندہی کریں کہ فلاں ممبر نے خاطر بیانی کی ہے اب جیسا کہ ہمارے جام صاحب نے کہا ہے کہ جو پانچ سال کے لئے انسوٹ کے گئے تھے انڈسٹریل حب کیلئے فیڈرل گورنمنٹ نے دیے تھے جب وہ پانچ سال کمکل ہوئے تو پاکستان یوں پر پالیسی نہیں بنی مختلف ایریا ز جو ہیں وہ تکمیل فری زون ہوئے جہاں پر اس کو چار پیسے کا فائدہ ہوتا ہے وہاں جاتا ہے اس کو بلوچستان سے کوئی دلچسپی نہیں ہے چنانچہ سے یادوں پر حد سے کسی سے۔ تو جب انہوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم نے فیڈرل گورنمنٹ کو لکھا ہے بار بار لکھا ہے کہ مہربانی کر کے بلوچستان کی پسمندگی کو دیکھتے ہوئے جو انسوٹ آپ نے پہلے پانچ سال کے لئے جاری کئے اس کو ایکٹشن دی جائے دو چار پانچ سال کے لئے تاکہ یہاں پر مزید انڈسٹری آئے تو جب انہوں نے کہہ دیا ہے کہ دیا ہے اب ہمارے آز ہبل ممبر کہتے ہیں اس کا لیزر نمبر بھی دیں اور فائل نمبر تو یہ ایک لحاظ سے مسئلہ ہے اس پر آپ روٹنگ دیں۔

جناب اسپیکر: یہ صحیح ہے شکریہ۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: یہاں کے فرائض میں آئینی و انتظامی۔ اس میں جو بھی بات ہم پوچھیں گے نہ صرف۔ یہ تو ہیں نہیں ہے بلکہ انہوں نے اس کی پابندی کرنے اور اعتماد کا جو مسئلہ ہے اور اس مسئلہ پر ہمیں یہ اعتماد نہیں ہے جب تک ہمیں ریکارڈ نہ پیش کریں۔

جناب اسپیکر: ریکارڈ آئے گا۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا اس سیشن میں ہو۔ مہربانی کریں اس کو عامنہ لیں یہ ان کی ذمہ داری ہے صوبے کے اڈھڑی کی۔ پروگرمن کی ملازمت میں کام سکد ہے روزگار کی مہنگائی کی۔ یہ تمام مسائل اس سے متعلق ہیں یہ کوئی سادہ بات نہیں ہے۔

جناب اپیکر: یہ کہا جا رہا ہے ایک ذمہ دار وزیر صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ہم نے مرکزی حکومت کو لکھا ہے اول تو ہمیں ان کی ائمہت پر یقین کرنا چاہئے اور اگر آپ کو یقین نہیں آ رہا ہے تو میں کل آپ کو یہ آرڈر لے کر لکھا دوں گا۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: صحیح ہے۔

سعید احمد ہاشمی (وزیر): جناب کیا آج وقفہ سوالات و سمجھنے کا کرنا ہے۔

جناب اپیکر: لگتا ہے چار سمجھنے ہو جائیں گے آپ سب ممبر ہیں آپ کا ہاؤس ہے آپ ہی کر رہے ہیں۔

سعید احمد ہاشمی وزیر: جام صاحب پر اتنے سوالات ہو رہے ہیں اس پر ایک شعر یاد کر رہا ہے کہ
کہ صرف اسی شوق سے پوچھیں ہیں ہزاروں باتیں
میں تیرا حسن اور تیرا حسن بیان دیکھوں
کیونکہ ان کا حسن اس کو کب تک دیکھیں گے۔

سردار محمد اختر مینگل: شاہ صاحب آپ کو جام صاحب کا حسن مبارک ہوتی معدنیات کا سوال ہے ترقی معدنیات کا ہمارے صوبے میں ایک اہم روپ ہے اس میں جواب دیا گیا ہے کہ نظامت ترقی کے حوالے سے کوئی کارخانہ نہیں لیکن کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہاں کے ڈپارٹمنٹ نے اس معدنیات کی توسعے کے لئے کوئی ایسی تجویز ہے جو معدنیات کے کارخانے کا حسن اگر ہے تو کس حجم کے معدنیات کی۔

میر جام علی اکبر وزیر سماں انڈھر سریز: اتنے شارت پر یہ پر کوئی کارخانہ نہیں لے سکتا۔
جب آپ چیف منسٹر تھے تو جلدی کرتے ہم بھی جلدی کرتے۔

جناب اپسیکر: کوئی کارخانہ نہیں ہے کچھ نہیں ہے۔

میر جام علی اکبر وزیر سمال انڈ سٹرینز: کچھ نہیں ہے۔

جناب اپسیکر: ڈاکٹر تارا چند سوال نمبر 754 دریافت فرمائیں۔

X ۵۲ ڈاکٹر تارا چند:

کیا وزیر صنعت و حرفت از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حب، وندر، او تھل اور بیلڈ وغیرہ میں واقع مختلف فرموں کو گراونڈ رینٹ ددگر (Taxes) میں چھوٹ دی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ فرموں کو کس قدر چھوٹ دی گئی ہے تفصیل دی جائے؟

وزیر صنعت و حرفت: حب و ندر اور او تھل میں واقع صنعتوں کو گراونڈ رینٹ اور قطعوں میں تاحال کوئی چھوٹ نہیں دی گئی ہے۔ تاہم محکمہ پذا کی پلانوں کی اقسام اور گراونڈ رینٹ میں واجب الادا رقم کی بر وقت عدم ادائیگی کی صورت میں محکمہ پذا کی جانب سے عائد کردہ جرمائے جس میں صنعتوں کو چھوٹ دے دی گئی ہے۔ ان کی تفصیل بمعدوم درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام صنعت	جرمانہ نقط	جرمانہ گراونڈ رینٹ	کل رقم
۱۔	مسرز: ہاتار سولید آسٹیل کار پوریشن: پلاٹ نمبر ۳/۳ SOL(IND) حوالہ لیٹر نمبر ۱۲/VOL تاریخ ۱۲ افریوری ۱۹۹۹ء	۱۹۶، ۱۹۹	۹۱، ۸۹۵	۲۸۸۰۹۳

۲۔ میسرز: ہارتار سولڈ ائند اسٹل کار پوریشن پلات نمبر ۵۲۵/۲۵۵ بحوالہ لیزنر ۳۰۰/SOL(IND) تاریخ ۱۲ افروری ۱۹۹۹ء میسرز: غریب سنر ووڈ ورکس لمینڈ پلات نمبر جی۔۲ ہائیٹ بحوالہ لیزنر تاریخ ۱۷/۱۱۷/SOL(IND) ۳-۱۱۷/۹۹ تاریخ ۳ مری ۱۹۹۹ء	۱،۳۲،۵۳۹	۶،۱۴،۷۴۰	۲،۰۳،۲۹۹
۳۔ میسرز: گاندی والا پلاسٹک فیکٹری سی۔۵-۵ اوھل بحوالہ نمبر (SOL(IND) تاریخ ۳ مری ۱۹۹۹ء	۳،۳۹،۰۷۲	۱۰،۰۷،۷۶۱	۱۳،۵۶،۸۳۳
۴۔ میر جام علی اکبر وزیر سمال انڈسٹریز: اس کے نے جناب اگر ہمیں فیڈرل حکومت کہے گی جب فیڈرل حکومت کہتی ہے کہ آپ کوئی چھوٹ نہیں دی جاتی ہے۔؟ جناب اسپیکر: کہتے ہیں کہ چھوٹ نہیں دی۔ جناب اکبر: کہتے ہیں کہ چھوٹ نہیں دی۔	۲،۳۹۲۱	۲۳،۹۲۱	۲،۳۹۲۱

جناب اسپیکر: سوال نمبر 754 کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ضمی سوال ہے تو دریافت کیا جائے
ڈاکٹر تارا چندر: یہ کھا ہے کہ صنعتوں کو کروں ریٹ اور قسطوں میں تاحال کوئی چھوٹ نہیں دی جاتی
ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ کوئی چھوٹ نہیں دی جاتی ہے۔؟

جناب اسپیکر: کہتے ہیں کہ چھوٹ نہیں دی۔

میر جام علی اکبر وزیر سمال انڈسٹریز: اس کے نے جناب اگر ہمیں فیڈرل حکومت کہے گی
جب فیڈرل حکومت کہتی ہے کہ آپ کوئی چھوٹ دیں تو دیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ سارے جواب کو پڑھیں تو اس کا جواب مل جائیگا۔

ڈاکٹر تارا چندر: دوسرا سوال ہے کہ یہ محکمہ ہذا کے پلانوں کی اقتاط اور قرضوں کی مدد میں واجب
الادا رقم کی بروقت ادا۔ یہ کی ضرورت میں محکمہ کی جانب سے عائد کردہ جرمانت جس میں صنعتوں کو

چھوٹ دے دی گئی ہے کس کھاتے میں۔ جو چھوٹ دے دی گئی اس کی کیا وجہ ہے۔

میر جام علی اکبر وزیر سمال انڈسٹریز: وہ الگ چیز ہے یہ الگ چیز ہے ایک Penalty ہوتی ہے اس میں جرمانے میں کمی ہوئی ہے اس میں گراوڈرینٹ اور جوان کی اصل رقم کی تھی انہوں نے کہا کہ ہم اتنی رقم نہیں دے سکتے ہیں تو ہمیں تھوڑی بہت پتلی معاف کی جائے انہوں نے اکچھا Amount بھر دیا ہے جب ملکہ کو اس سے کچھ پیسہ ملا ہے جو ہوم انڈسٹریز بند ہونے کی تھیں وہ بند نہیں ہوئی۔

ڈاکٹر تارا چندر: جناب اپنے کی یہ جوانہوں نے جرمانے میں چھوٹ دی ہے یہ کوئی وضاحت نہیں ہے کہ کس کو فائدہ ملا۔

میر جام علی اکبر وزیر سمال انڈسٹریز: جب جرمانہ لاکھوں میں ہوتا ہے وہ کوئی دیتا ہے اس کے پیسے حکومت کو ملتے ہیں اچھی بات ہے۔

ڈاکٹر تارا چندر: یہ کل کتنی رقم بنتی ہے۔

میر جام علی اکبر وزیر سمال انڈسٹریز: اس میں ڈیٹائل لکھی ہوئی ہیں آپ دیکھ سکتے ہیں۔

ڈاکٹر تارا چندر: جناب وہ اتنا لیس لاکھ روپے بنے ہیں یہ تھوڑی رقم نہیں ہے۔ کیوں چھوٹ دی گئی۔
جناب اپنے کی: یہ جواب دیا گیا ہے اس لئے دی گئی ہے۔

ڈاکٹر تارا چندر: یہ جواب غلط ہے ہم اس کو نہیں مانتے ہیں یہ کوئی جواب دیں ہم اس کو مان لیں۔

جناب اپنے کی: یہ جواب ہے آپ شروع سے پڑھیں۔

ڈاکٹر تارا چندر: جب وندر اور اتحل میں واقع صنعتوں کو گراوڈرینٹ اور قطعوں میں تاحال کوئی چھوٹ نہیں دی گئی ہے تاہم ملکہ ہذا کی پلانوں کی اقسام اور گراوڈرینٹ کی مد میں بروقت عدم ادائیگی کی صورت میں جوان پر جرمانہ پڑتا تھا صنعت کاروں پر ان جرمانوں کی چھوٹ دی گئی۔ وہ کیوں دی گئی۔ اس بارے میں بتایا جائے۔

جناب اپنے کی: ختم ہو گئی۔

ڈاکٹر تارا چند: میر اسوال ہے کیوں چھوٹ دی گئی۔

جناب اپنیکر: آپ کے پڑھے ہوئے جواب ہیں ہے۔

ڈاکٹر تارا چند: جناب جواب تو میں سمجھ رہا ہوں اس لئے سلیمانی کر رہا ہوں کہ جرمانے میں چھوٹ کیوں دی گئی اور جرمانہ رکھا کیوں گیا۔ جب چھوٹ ہی دینی تھی جب آپ کسی کو جرمانہ کرتے ہیں کسی کو سزا دیتے ہیں وہ چھوٹ دینے کیلئے۔

جناب اپنیکر: جرمانے پھر دس گنا ہو جاتی ہے۔

میر جام علی اکبر وزیر سماں انڈسٹریز: جرمانے انہوں نے یک مشت دے دیے تو اچھی بات ہے ورنہ جرمانہ ہمیں ملتا نہیں۔ اس لئے چھوٹ دی گئی۔

جناب اپنیکر: دوسرا سوال نمبر ۸۲۔

X ۸۲ ڈاکٹر تارا چند:

کیا وزیر صنعت و حرفت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کوئی انڈسٹریل ائیشیٹ (ایریا) میں کل کتنے پلاٹ کن کن صنعت کا روں کو دیے گئے ہیں۔ اور ان پلانوں پر کل کتنی فیکٹریاں کام کر رہی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کوئی شہر کی آبادی میں ماربل اور دوسرے کارخانے قائم کئے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے آلوگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور مکون کی آمد و رفت کی وجہ سے ذرائع آمد و رفت میں بھی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو شہری آبادی میں کارخانے قائم کرنے کے لئے این۔ او۔ سی کس نے جاری کیا ہے۔ نیز مکمل متعلقہ نے اس سلسلے میں کیا اقدامات کے ہیں تفصیل دی جائے؟۔

وزیر صنعت و حرفت: جواب موصول نہیں ہوا۔

ڈاکٹر تارا چند: اس کا جواب ہی نہیں آیا۔

جناب اپنیکر: کیوں نہیں آیا۔ میں ان سے پوچھتا ہوں۔

میر جام علی اکبر وزیر سماں اندھ ستریز: آپ کو اس کا جواب بھجوایا تھا۔

جناب اپنیکر: Deffer موخر کر دیا گیا۔

جناب اپنیکر: ڈاکٹر تارا چند سوال نمبر ۸۳۷ دریافت فرمائیں۔

X ۸۳۷ ڈاکٹر تارا چند:

کیا وزیر صنعت و حرفت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) لیڈ ایمس موجود گاڑیوں کی کل تعداد کس قدر ہے۔ اور یہ گاڑیوں بشویں وزیر کن کن آفیسر انہیں
بلکار ان کے زیر استعمال ہیں۔ ان کے نام عہدہ، گریڈ، گاڑی رجسٹریشن نمبر، انہیں کی طاقت، ماڈل
و عرصہ استعمال کی تفصیل دی جائے؟۔

(ب) سال ۱۹۹۸ء کے دوران ہر گاڑی پر اٹھنے والے اخراجات و مرمت اور (POL)
خراج کی تفصیل دی جائے۔

وزیر صنعت و حرفت: جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب اپنیکر: Deffer یہ بھی ڈاکٹر تارا چند:

جناب اپنیکر: Deffer کیوں جناب اپنیکر۔

جناب اپنیکر: اس کا جواب نہیں آیا۔

ڈاکٹر تارا چند: ڈیفر کیوں جناب اپنیکر؟ یہ تو سارے آپ Deffer کر رہے ہیں؟

جناب اپنیکر: Next Question Dr. Tara Chand.

میں نے۔ سوال موخر کر دیا گیا۔

جناب اپنیکر: ڈاکٹر تارا چند سوال نمبر ۸۳۷ دریافت فرمائیں۔

X ۸۳۷ ڈاکٹر تارا چند:

کیا وزیر صنعت و حرفت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

لیڈ اکی جانب سے مختلف فیکٹریوں کو کیا کیا کھولیات فراہم کی گئی ہیں۔ نیز صنعت کاروں کو
دی گئی۔ خصوصی مراعات کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر صنعت و حرفت

لیڈ اس وقت فیکٹریوں کوون وند و آپریشن (One Window Operation) کے
تحت، بھلی، پانی اور سیوریج کی کھولیات مہیا کر رہا ہے۔ جبکہ اسوقت صنعت کاروں کو حکومت کی جانب
سے کسی قسم کی دیگر مراعات مہیا نہیں کی گئی ہیں۔

جامع علیٰ اکبر وزیر: جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

جناب اپیکر: تصویر کیا جائے پڑھا ہوا بھی فرمائیں۔ کوئی سوال ضمیں ہوتا۔

ڈاکٹر تارا چندر: جناب اپیکر یہ لیڈ اسوقت فیکٹریوں کوون وند و آپریشن ون وند و آپریشن کیا
ہوتا ہے یہ تھوڑا مجھے وضاحت کریں۔

جامع علیٰ اکبر وزیر: آپ وند و جاتے تو آپ کو پتہ پڑ جائے گا۔

جناب اپیکر: وند و وند و آپریشن اس طرح ہے آپ کو آنا چاہئے ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر تارا چندر: جناب اپیکر بھی مجھے نہیں آتا ضروری تو نہیں میں ڈاکٹر ہوں ہر چیز جانوں۔

جامع علیٰ اکبر وزیر: لیڈ اکوئی Facilities provide نہیں کر رہا ہے سوائے سیوریج کے،
واڑ کے، اور الکٹریک سٹی کے۔ یہ تینوں۔

جناب اپیکر: آپ کا امتحان لے رہے ہیں کہ جی ون وند و آپریشن یہ سوال کر رہے ہیں
آپ کا انٹرویو لے رہے ہیں شاید۔

جامع علیٰ اکبر وزیر: بس آپ وند و کھول کر دیکھیں آپ کو پتہ چال جائے گا۔

..... (ایوان میں معزز ارکائیں نے ڈیسک بجائے)

جامع علیٰ اکبر وزیر: جناب اپیکر تین سو لوٹ انٹریٹیٹ کو پروڈائیڈ کرتا ہے الکٹری سٹی تھر وون
وند و آپریشن۔

جناب اپسیکر: Next Question Dr. Tara Chand۔ گی Thank you very much

ڈاکٹر تارا چند: یہ جناب اپسیکر ۔۔۔۔۔

جناب اپسیکر: ہو گیا جی ہو گیا چلیں Next question

ڈاکٹر تارا چند: وزیر صاحب بات کرتے ہیں آپ جنتے ہیں۔

جناب اپسیکر: ہو گیا جی ہو گیا جی چلیں میں بتا دوں گا آپ کو پڑھ چل جائیگا۔

ڈاکٹر تارا چند: لیکن وزیر صاحب یہ تو ۔۔۔۔۔

جناب اپسیکر: آپ کو نہیں آتا ہے میں بتا دوں گا۔ آپ کو پڑھ چل جائے گا۔

ڈاکٹر تارا چند: نہیں آپ ۔۔۔۔۔ اتحاق آپ نے محروم کیا ہے ۔۔۔۔۔

جناب اپسیکر: ہو گیا جی ہو گیا نہیں اتحاق محروم نہیں ہوتا۔ چلیں آپ Next question

۔۔۔۔۔ ڈاکٹر تارا چند Dr. Tara Chand۔ جناب اپسیکر یہ ۔۔۔۔۔ جی۔

ڈاکٹر تارا چند: جناب اپسیکر یہ ۔۔۔۔۔

جناب اپسیکر: ۹۲ ے والا۔

ڈاکٹر تارا چند: یہ لکھا ہے کہ Page No. 18 پر جبکہ اس وقت صنعتکاروں کو حکومت کی جانب سے کسی قسم کی دمکتریات مہیا نہیں کی گئیں کیوں نہیں کی گئیں کیوں نہیں کی گئیں۔

جامع علی اکبر وزیر: دیکھیں یہ فیڈ رل گورنمنٹ کرتی ہے میں نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا ہے۔ یہ پرو اونسل گورنمنٹ نے پانی الکٹریک شی اور سیوریٹی کی سہولت دی ہے۔

جناب اپسیکر: انہوں نے مراعات کی تفصیل مانگی ہے آپ نے کہا نہیں دیتے ہیں بس ختم ہو گئی بات۔

جامع علی اکبر وزیر: میں نے کہا کہ فیڈ رل گورنمنٹ دیتی ہے پرو اونسل نہیں دیتی ہے۔

جناب اپسیکر: سید گھی سی بات ہے بس آپ نے مراعات کی تفصیل مانگی ہے وہ کہتے ہیں نہیں دیتے ہیں بس ختم ہو گئی جواب مل گیا آپ کو۔

ڈاکٹر تاراچند: نہیں ان کا مراغات تو رائے بتاہے جناب اپسیکر۔

جناب اپسیکر: وہ دوسری بات ہے۔

جامع علیٰ اگبر وزیر: فیدرل گورنمنٹ اگر دیتی ہے تو ہمیں خوشی ہے۔ فیدرل گورنمنٹ اگر دیتی ہے تو اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

ڈاکٹر تاراچند: صحیح ہے۔

جناب اپسیکر: ڈاکٹر تاراچند سال نمبر ۹۲۷ دریافت فرمائیں۔

X ۹۲۷ ڈاکٹر تاراچند:

کیا وزیر صنعت و حرفت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

مالی سال ۹۹-۱۹۹۸ء کے بجھت میں ابتدی ڈیپلم پخت اخخارٹی کا (لیڈ) ترقیاتی وغیر ترقیاتی بجھت کس قدر تھا۔ اور لیڈ اکے مختلف شعبوں کو مذکورہ مدت کے دوران لیڈ امیں ترقیاتی کاموں پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل بعد نام محبکیدار و مالیت مدت اور ٹینڈروں کی مالیت بعد نام کمپنی کی تفصیل دی جائے۔

وزیر صنعت و حرفت: جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب اپسیکر: ۹۲۷ Answer taken as read. Any supplementary?

ڈاکٹر تاراچند: جناب اپسیکر answer تو نہیں آیا ہے۔

جناب اپسیکر: ہے پردا۔

ڈاکٹر تاراچند: یہاں پر تو یہ جواب موصول نہیں ہوا لکھا ہے۔

جناب اپسیکر: نہیں پڑھیں ناں آپ۔

ڈاکٹر تاراچند: دیے پر میرے پاس تو اس طرح ہے۔

عبد الرحیم خان مندوخیل: یہ.....

جناب اپسیکر: سردارست رام کی نیبل پر چلا گیا ہے، اسلکی میز پر چلا گیا ہے۔

سردار محمد اختر میمنگل: جناب اپسکر آپ کے شگفتہ رام میں اور تاریخیں کچھ تو فرق ہے۔۔۔
ڈاکٹر تارا چند: وہ سکھ ہے میں ہندو ہوں اسکے پاس داڑھی ہے میں بغیر داڑھی ہوں یہ تو۔۔۔
سردارست رام سنگھ: میرے پاس نہیں ہے۔

جناب اپسکر: نہیں نہیں گھر پر آپ کے پہنچا ہے۔ آپ کے گھر پر آ گیا ہے۔
سردارست رام سنگھ: نہیں نہیں گھر پر نہیں آیا ہے۔
جناب اپسکر: گیا ہے۔ وہ ہم نے بتایا ہے۔

ڈاکٹر تارا چند: اس کو بھی ڈیفرز کرتے ہیں جناب اپسکر صاحب۔

جناب اپسکر: No No this is unparliamentary...Don't speak like these things you see I don't House. this in remarks such see to want-

ڈاکٹر تارا چند: جناب اپسکر اسکو ڈیفرز کرتے ہیں پھر میرے پاس تو جواب نہیں ہے۔
جناب اپسکر: نہیں جواب آ گیا ہے۔
ڈاکٹر تارا چند: میرے پاس نہیں ہے نیبل پر۔
جناب اپسکر: پھر ڈیفرز ڈی۔

ڈاکٹر تارا چند: میرے پاس نہیں ہے نیبل پر پھر میں سپلی کیسے کروں۔

جناب اپسکر: پچھاؤ ڈیفرز چلیئے۔ ڈیفرز چلیں۔ عبدالرحیم خان مندو خیل۔ سوال موخر کرو یا گیا۔
جناب اپسکر: عبدالرحیم خان مندو خیل سوال نمبر ۲۱۵ دریافت فرمائیں۔

X ۲۹ مسٹر عبدالرحیم خان مندو خیل: ۲۹ جون ۱۹۹۹ء کو موخر ہوا۔

کیا وزیر سماجی بہبود از راہ گرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کم جولائی ۱۹۹۷ء سے تکمیل متعلقہ اور اس سے مسلک حکومی اداروں کے بھروسے وزیر کن کن آفیسر ان اور اہلکار ان کو سرکاری گاڑیاں فراہم کی گئی ہیں ان آفیسر ان اور اہلکار ان کے نام و عہدہ فراہم

کردہ گاڑی رجسٹریشن نمبر بمعدہ تاریخ الامتحن اور دیگر ضروری کوائف کی ضلع وارتفصیل کیا ہے؟

(ب) یک جولائی ۱۹۹۹ء سے تا حال مذکورہ ہر گاڑی کے (POI) و مرمت پر آمد اخراجات کی ضلع وارتفصیل بھی دی جائے؟۔

وزیر سماجی بہبود:

محمد ہذا سے متعلق حکموں و سرکاری گاڑیوں آفیسران کے نام اور ان گاڑیوں پر اخراجات کیم جولائی ۱۹۹۹ء سے تا حال کی تفصیل آخر پر فسک ہے۔ جو ختم ہے لا بیربری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اپیکر: سوال نمبر ۶۱۵ عبدالرحیم خان صاحب کا۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ وزیر سماجی بہبود کون ہیں جناب؟ یہ کس محترم وزیر نے جواب دیتا ہے؟

مولوی امیر زمان (سینئر مفسر): جناب اپیکر میرے خیال میں متعلق وزیر نہیں ہیں اگر اس سیشن میں کسی دوسرے دن کے لئے ڈیفر کر دیں تو بہتر ہے۔

جناب اپیکر: کیوں؟

مولوی امیر زمان (سینئر مفسر): پتہ نہیں ہے۔

جناب اپیکر: دیکھیں ناں میری عرض نہیں ناں۔

مولوی امیر زمان (سینئر مفسر): اخوندزادہ صاحب ہیں وہ نہیں ہیں۔

جناب اپیکر: عبدالرحیم خان نحیک ہے۔

عبدالرحیم خان مندو خیل: نحیک ہے جی۔

جناب اپیکر: اچھا۔ ڈیفر جی۔ سوال مؤخر کر دیا گیا۔

اگلا بھی انہی کا ہے سب ان کے ہیں۔ سوال مؤخر کر دیا گیا۔

جناب اپیکر: عبدالرحیم خان مندو خیل سوال نمبر ۶۳۶ دریافت فرمائیں۔

X ۶۳۶ مسٹر عبدالرحیم خان مندو خیل: ۲۹ جون ۱۹۹۹ء کو مؤخر ہوا۔

کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرام مطلع فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال ۱۹۹۸-۹۹ کے سالانہ ترقیاتی بجٹ سے مکمل متعلقہ اور اس سے فسک محکموں اداروں میں جاری نئے و مرمت اور دیگر ایکیم / پراجیکٹ کی ضلع و اتفصیل کیا ہے؟ نیز ترقیاتی اور غیر ترقیاتی مد میں کل کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور ہر ایکیم / پراجیکٹ کے لئے مختص ترقیاتی و غیر ترقیاتی رقم کی علیحدہ علیحدہ ایکیم / پراجیکٹ اور ضلع و اتفصیل کیا ہے؟

(ب) یکم جولائی ۱۹۹۸ء سے تا حال مذکورہ ہر ایکیم / پراجیکٹ کے کام کا مکمل کردہ فیصلہ حصہ، تاریخ اشتہار میں ذر ز بمعنایم ملکیکار (اگر ہوں) اور اس کا اب تک تنخواہوں اور دیگر ادا شدہ رقم کی تفصیل کیا ہے؟ نیز مذکورہ مدت کے دوران جس کام / ایکیم اور پراجیکٹ وغیرہ کا جس قدر حصہ مکمل نہیں ہوا ہے اس کی وجہات کیا ہیں؟

(ج) مالی سال ۱۹۹۷-۱۹۹۸ء کے دوران شروع کئے گئے مکمل متعلقہ کے جاری، نئے و دیگر ایکیم / پراجیکٹ تکمیل کے کس مرحلے میں ہیں۔ ضلع و اتفصیل دی جائے۔
وزیر سماجی بہبود:

مکمل ہذا کے مالی سال ۱۹۹۸-۹۹ کے سالانہ ترقیاتی و غیر ترقیاتی بجٹ جاری و تین ایکیمات و مرمت کے اخراجات کی شعبہ و اتفصیل درج ذیل ہے۔

- ۱۔ نظامت سماجی بہبود۔
- ۲۔ حج و اوقاف۔
- ۳۔ نعمت خواندگی وغیرہ کی تعلیم۔

نمبر شمار مقام ایکیم مختص شدہ رقم

۱۔ تعمیر چار دیواری کپلیکس برائے معبدوران = ۱۵۰۰،۰۰۰ (پندرہ لاکھ روپے) و خصوصی تعلیم بروری روڈ کوئٹہ۔

۲۔ مرمت پر دہ کلب بی = ۳۰۰،۰۰۰ (تین لاکھ روپے) نیز۔ غیر ترقیاتی بجٹ سے کوئی ایکیم منظور نہیں ہوئی۔

(ب) مذکورہ ایکیوں کی تعمیر کے لئے رقم تعمیرات کو رسیز کی گئی ہے۔ اور کام تکمیل ہو چکا ہے۔
 مالی سال ۹۸-۹۹ء کے دوران حکومت بلوچستان کے مختار مالیات نے مبلغ دس لاکھ
 روپے کی گرانٹ مساجد/ دینی مدارس کی تعمیر و مرمت کے لئے جاری کی تھی، یہ رقم متعلقہ ڈپنی کمشنری
 سفارشات پر صوبہ بلوچستان میں واقع مساجد/ دینی مدارس کو جاری کردی گئی ہے۔ ضلع وارتفصیل ذیل
 ہے۔

۱۔	ضلع کونہ	۸۵,۰۰۰/=
۲۔	ضلع چاغی	۱۰,۰۰۰/=
۳۔	ضلع پشین	۷۰,۰۰۰/=
۴۔	ضلع قلعہ عبداللہ	۱۰,۰۰۰/=
۵۔	ضلع ژوب	۲,۸۰,۰۰۰/=
۶۔	ضلع قلعہ سیف اللہ	۱,۳۰,۰۰۰/=
۷۔	ضلع موئی خیل	۵۵,۰۰۰/=
۸۔	ضلع لور الائی	۱,۰۰,۰۰۰/=
۹۔	ضلع زیارت	۱۰,۰۰۰/=
۱۰۔	ضلع بیسی	۱۰,۰۰۰/=
۱۱۔	ضلع بولان	۳۰,۰۰۰/=
۱۲۔	ضلع نصیر آباد	۲۰,۰۰۰/=
۱۳۔	ضلع فلات	۲۰,۰۰۰/=
۱۴۔	ضلع خضدار	۱۰,۰۰۰/=
۱۵۔	ضلع مستوجہ	۱۰,۰۰۰/=
۱۶۔	ضلع خاران	۲۰,۰۰۰/=

صلح چکور

۱۸۔

صلح سچ تربت

۱۸

نٹل

۱۰۰,۰۰۰/-

۱۰۰,۰۰۰/-

۱۰,۰۰,۰۰۰/-

۹۹۔ ۱۹۹۸ء اوقاف کو بجٹ میں مبلغ دس لاکھ روپے کی گرانٹ مساجد/دینی مدارس کی تعمیر و مرمت کے لئے جاری کی گئی۔ یہ رقم متعلقہ ڈپٹی کمشروں کی سفارشات پر صوبہ بلوچستان میں واقع مساجد/دینی مدارس کو جاری کی گئی چلغ وارتفصیل۔

۱۔ چلغ کونہ پیشین ۲۔ ۱،۳۰,۰۰۰/-

۳۔ چلغ چاغی چلغ قلعہ عبداللہ ۴۔ ۲۵,۰۰۰/-

۵۔ چلغ ڑوب چلغ لورالائی ۶۔ ۲،۲۵,۰۰۰/-

۷۔ چلغ قلعہ سیف اللہ ۷۔ ۱،۳۰,۰۰۰/-

۸۔ چلغ قلات چلغ مستونگ ۹۔ ۱۰,۰۰۰/-

۱۰۔ چلغ خاران چلغ خضدار ۱۱۔ ۱۵,۰۰۰/-

۱۲۔ چلغ بی چلغ زیارت ۱۳۔ ۲۵,۰۰۰/-

۱۴۔ چلغ کوہلو چلغ تصیر آباد ۱۵۔ ۵,۰۰۰/-

۱۶۔ چلغ بولان چلغ چکور ۱۷۔ ۱۵,۰۰۰/-

۱۰۰,۰۰۰/-

نٹل

علاوه ازیں سال ۹۹۔ ۱۹۹۸ء میں محکمہ مالیات نے ۲۔ ۱ کو مزید ۵ لاکھ روپے

مساجد/دینی مدارس کی تعمیر و مرمت کے لئے جاری کئے جس کی تفصیل ذیل ہے۔

۱۹۔ چلغ چاغی چلغ ڑوب ۲۰۔ ۱۰,۰۰۰/-

۲۱۔ موسیٰ خیل چلغ لورالائی ۲۲۔ ۳۰,۰۰۰/-

۲۳۔ چلغ قلعہ سیف اللہ ۲۴۔ ۵,۰۰۰/-

۲۵۔	ضع پشین	=/ ۱۰,۰۰۰	ضع زیارت	=/ ۳۰,۰۰۰
۲۶۔	ضع بی	=/ ۱۰,۰۰۰	ضع بولان	=/ ۳۰,۰۰۰
۲۷۔	ضع کوئنے	=/ ۱۰,۰۰۰	ضع پنجور	=/ ۵۰,۰۰۰
۲۸۔	ضع نصیر آباد	=/ ۱۰,۰۰۰	ضع جعفر آباد	=/ ۱۰,۰۰۰
		=/ ۵,۰۰,۰۰۰		

اوپاٹ کوترا ترقیاتی بجٹ میں مبلغ ۲۰ لاکھ روپے مندرجہ ذیل ایکیموں کے لئے جاری کئے گئے

- ۱۔ ۱۰ لاکھ روپے برائے تعمیر چار دیواری قبرستان بمقام تختانی اسڑن بائی پاس کوئنے۔
- ۲۔ ۱۰ لاکھ روپے برائے تعمیر چار دیواری قبرستان زہروزی ٹوب۔
- ۳۔ ایک لاکھ روپے برائے تعمیر چار دیواری عیسائی قبرستان لورالائی۔
- ۴۔ ایک لاکھ روپے برائے ہندوقبرستان لورالائی۔
- ۵۔ ۱۰ لاکھ روپے برائے عیدگاہ مسلم باغ۔
- ۶۔ ۱۰ لاکھ روپے برائے عیدگاہ ہرناٹی ضلع بی۔
- ۷۔ ۱۰ لاکھ روپے برائے عیدگاہ ضلع موئی خیل۔

سیریل نمبر ۱ کی رقم مبلغ ۱۰ لاکھ روپے مکمل مواصلات و تعمیرات کو پرداز کئے گئے ہیں جبکہ بقایا ایکیموں سیریل نمبر ۲ تا ۷ کی رقم اضلاع متعلقہ کے ڈپنی کمشرون کو جاری کئے گئے ہیں۔

(ب) مشرقی بلائی پاس قبرستان چار دیواری کی تعمیر کا کام تکمیل ہو چکا ہے۔

کمشرون اجان کے باوجود یادہ بانیوں کے تاحال رپورٹ موصول نہیں ہوئی ہے۔

نظمت خواندگی وغیرہ رسمی تعلیم:

ترقبیاتی: مالی سال ۹۹-۱۹۹۸ء کے سالانہ ترقیاتی بجٹ سے شعبہ متعلقہ کو ۶۰ عدد خواندگی مرکز اور ۲۰۰ غیر رسمی بنیادی تعلیم کے اسکول کے لئے مبلغ ۲,۰۰,۰۰۰/- (تھیٹر لاکھ بھتر ہزار) کی رقم مختص کی گئی ہے۔ جس کی تفصیل ذیل میں سطح پر مندرجہ ذیل ہے۔

	ڈویژن کا نام	خواندگی مرکز	غیر رسمی بنیادی اسکول	کوئنڈ (ڈویژن)	۱۔
۲۰		۱۰			
۵۰		۱۰		ڈوب (ڈویژن)	۲۔
۳۰		۱۰		سی (ڈویژن)	۳۔
۳۰		۱۰		نصیر آباد (ڈویژن)	۴۔
۳۰		۱۰		فلات (ڈویژن)	۵۔
۳۰		۱۰		مکران (ڈویژن)	۶۔
<hr/> کل میزان		<hr/> ۲۰۰ عدد	<hr/> ۲۰۰ عدد		

ان مرکز کے لئے ترمیق پر و گرام و مدریسی سامان اور دوسرا فعال صلاحیتوں کے لئے۔

الف۔ PC میں مخفی کی گئی رقم سے حکومت کے راجح کردہ قوانین کے تحت خرچ کیا جاتا ہے۔

ب۔ غیر ترقیاتی بہت سے شعبہ متعلقہ کو کسی ایکسما / پروجیکٹ کے لئے کوئی رقم مخفی نہیں کی گئی۔

جناب اپیکر: سوال نمبر ۲۳۶ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے وزیر سماجی بہبود ان کا ہے اگر کوئی ضمنی سوال ہے یا کیا کرنا ہے اسکو۔۔۔۔۔

عبد الرحیم خان مندوخیل: نہیں سماجی بہبود تو نہیں ہے ڈینفر ہے جناب۔۔۔۔۔

جناب اپیکر: توجہ بھی سوالات ہیں سماجی بہبود کے All are Deferred

عبد الرحیم خان مندوخیل: ڈینفر کریں اسی سیشن آجائیں۔۔۔۔۔

جناب اپیکر: All are deferred. This is I can't say anyhow.

These are deferred I can't say you see.

اسی سیشن میں یا اس سیشن میں گریہ ہے کہ اگر ڈینفر ہیں تو

It stand deferred, then we will see according to rules.

عبدالرحیم خان مندوخیل - thanks.

جناب اپنیکر: Thank you very much.

X ۲۰۶۷ میر محمد اسلام پچی: کیا وزیر سماجی بہبود از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ ادارہ سماجی بہبود کے تحت اس وقت صوبے میں کل سفید رکیوٹی سینٹرز اور دفاعی ادارے کام کر رہے ہیں۔ مطلع و تفصیل دی جائے نیز کیا حکومت مستقبل میں سماجی بہبود کے کاموں میں مزید وسعت دینے کا کوئی ارادہ و تھی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو اب تک کیا اقدامات انجامے گئے ہیں۔ تفصیل دی جائے؟

X وزیر سماجی بہبود:

اس وقت محکمہ سماجی بہبود کے تحت دارین (۳۸) روول (۵) ادارہ بھائی مستحقین زکوٰۃ (۹) میڈیا یکل سو شل سرو مز پراجیکٹ (۳) بے بی ڈے کیسر سینٹر ایک کمپلیکس برائے معدود ران اور ایک آر تھو پیڈ ک، ہر ستحنیک اور فربی تھراپی سینٹر قائم کئے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ڈسٹرکٹ کوئن:

- ۱۔ دو ارہن کیونٹی سینٹر کوئنے نمبرا۔ کوئنے نمبر ۲
- ۲۔ روول کیونٹی سینٹر کچلاک
- ۳۔ ڈنے کیسر سینٹر (پیل روڈ کوئنے ووحدت کا لوئی کوئنے)
- ۴۔ کرشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ عثمان روڈ کوئنے۔
- ۵۔ درکنگ وومن ہائی جناح ناؤن کوئنے۔
- ۶۔ ادارہ بھائی مستحقین زکوٰۃ گوامنڈی کوئنے۔
- ۷۔ مرکز بھائی گداگران سٹیل اسٹ ناؤن کوئنے۔
- ۸۔ دارالامان کوئنے۔
- ۹۔ میڈیا یکل سو شل سرو مز سینٹر، لینڈی ڈفرن ہسپتال، سندھ میں پروشل ہائپلی فاطمہ جناح ہسپتال، آئی ہسپتال، سینیار ہسپتال کوئنے۔

- ۱۰۔ کمپلیکس برائے مخذود را فراہد کوئن۔
- ۱۱۔ آر تھو پیدک، پر اسٹھینک و فزیو تھراپی سینٹر کوئن۔
- ۱۲۔ نمبر ۲ ڈسٹرکٹ چانگی:- روول کیونٹی سینٹر ٹوٹکی۔
- ۱۳۔ نمبر ۳ ڈسٹرکٹ پشین:- روول کیونٹی سینٹر پشین۔
- ۱۴۔ نمبر ۴ ڈسٹرکٹ قلعہ عبداللہ:- روول کیونٹی سینٹر قلعہ عبداللہ وچن۔
- ۱۵۔ نمبر ۵ ڈسٹرکٹ ٹوب:- ۱۔ روول کیونٹی ٹوب
۲۔ میڈی یکل سو شل سرو مر سینٹر ٹوب
- ۱۶۔ نمبر ۶ لور الائی:- ۱۔ ارہن کیونٹی سینٹر لور الائی۔
۲۔ روول کیونٹی سینٹر لور الائی۔
- ۱۷۔ نمبر ۷ ادارہ بھالی مستحقین زکواۃ لور الائی۔
- ۱۸۔ نمبر ۸ ڈسٹرکٹ قلعہ سیف اللہ:- ۱۔ روول کیونٹی سینٹر مسلم سیف اللہ۔
۲۔ روول کیونٹی سینٹر مسلم باغ۔
- ۱۹۔ نمبر ۹ ڈسٹرکٹ موی خیل:- روول کیونٹی سینٹر موی خیل۔
- ۲۰۔ نمبر ۱۰ ڈسٹرکٹ قلات:- ۱۔ روول کیونٹی سینٹر قلات۔
۲۔ روول کیونٹی سینٹر سوراب۔
- ۲۱۔ نمبر ۱۱ ڈسٹرکٹ خاران:- ۱۔ روول کیونٹی سینٹر خاران
۲۔ روول کیونٹی سینٹر بسمہ۔
- ۲۲۔ نمبر ۱۲ ڈسٹرکٹ خضدار:- ۱۔ روول کیونٹی سینٹر خضدار
۲۔ میڈی یکل سو شل سرو مر سینٹر خضدار

۱۳۔ ڈسٹرکٹ بیلہ

۱۔ رورل کیونی سینٹر بیلہ

۲۔ رورل کیونی سینٹر حب

۳۔ رورل کیونی سینٹر اوچل

رورل کیونی سینٹر مستونگ -

۱۴۔ ڈسٹرکٹ مستونگ

رورل کیونی سینٹر آواران

۱۵۔ ڈسٹرکٹ آواران

اب اربن کیونی سینٹر بی

۱۶۔ ڈسٹرکٹ بی

رورل کیونی سینٹر بی

۳۔ ادارہ بھائی مسْتَحْقِيقَيْن زَكُوَّة بی

۴۔ بے بی ڈے کیر سینٹر بی -

رورل کیونی سینٹر کوہلو -

۱۷۔ ڈسٹرکٹ کوہلو

رورل کیونی سینٹر زیارت -

۱۸۔ ڈسٹرکٹ زیارت

رورل کیونی سینٹر ڈیرہ لکھنی

۱۹۔ ڈسٹرکٹ ڈیرہ لکھنی

۱۔ رورل کیونی سینٹر ڈھاڑر

۲۰۔ ڈسٹرکٹ بولان

۲۔ رورل کیونی سینٹر پچھ

۳۔ رورل کیونی سینٹر بہڑی

۴۔ رورل کیونی سینٹر بھاگ

۲۱۔ ڈسٹرکٹ جمل مکسی

رورل کیونی سینٹر جمل مکسی

۱۔ رورل کیونی سینٹر ڈیرہ اللہیار

۲۲۔ ڈسٹرکٹ جعفر آباد

۲۔ رورل کیونی سینٹر اوستہ محمد

رورل کیونی سینٹر ڈیرہ مراد بھائی

۲۳۔ ڈسٹرکٹ ڈیرہ مراد بھائی

۱۔ رورل کیونی سینٹر تربت

۲۴۔ ڈسٹرکٹ تربت

۲۵۔ ڈسکٹ گواو

۲۔ رورل کیونی سینٹر مند

۳۔ رورل کیونی سینٹر تمپ

۱۔ رورل کیونی سینٹر گواو

۲۔ رورل کیونی سینٹر جیونی

۳۔ رورل کیونی سینٹر اور ماڑہ

۱۔ رورل کیونی سینٹر چکور

۲۔ ادارہ بھائی محققین زکوٰۃ چکور

محکمہ پذا کو وسعت دینے کے لئے ڈویریں سطح پر ڈپی ڈائریکٹر جزل کے لئے حکومت کے

پاس تجاویز زیرخور ہیں۔

نظامت خواندگی وغیرہ کی تعلیم محکمہ سماجی، بہبود حکومت بلوچستان کے تحت کوئی بھی کیونی سینٹر

اور رفاقتی ادارہ کا نہیں کر رہا ہے۔ لہذا اس سلسلے میں کوئی تفصیل نہیں ہے۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسٹبلی (اختر حسین خاں): نوابزادہ سلیم اکبر گٹھی صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا پر موجود پوری اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اپسیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ (رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسٹبلی: جناب شوکت مسیح صاحب وزیر اقیمتی امور نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری مصروفیات کی بنا پر آج اور کل کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے۔

سیکرٹری اسٹبلی: مولوی نصیب اللہ ڈپی اپسیکر نے اطلاع دی ہے کہ وہ ژوب تشریف لے گئے ہیں اس لئے وہ آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے۔

جناب اپسیکر: اس کے بعد

ایک privillage motion ہے منباب سردار محمد اختر مینگل، میر محمد اسلم چکی، پنس موی جان

اور ڈاکٹر اچنڈیں سردار اختر مینگل سے گزارش کروئیں کہ اپنی تحریک اتحادیق پڑھ لیں۔

سردار محمد اختر مینگل: ہم اداکیں آسمبلی کے قاعدہ ۵۶ کے تحت تحریک اتحادیق چیز کرتے ہیں کہ معزز اداکیں آسمبلی کے سوالوں کے جوابات دینے سے متعلق وزراء اور ان کے متعلق ذیپارٹمنٹ دانتہ گریز اس ہیں بلکہ اکثر اوقات غلط جوابات دینے جاتے ہیں برائی وزراء قصداً اپنے ذیپارٹمنٹ کے سوالات کے دن آسمبلی میں آنے سے گریز کرتے ہیں جس سے نہ صرف آسمبلی بلکہ اداکیں آسمبلی کے اتحادیق مسلسل محروم ہو رہا ہے۔

جناب اپسیکر: تحریک یہ ہے۔ کہ معزز اداکیں آسمبلی کے سوالوں کے جوابات دینے سے متعلق وزراء اور ان کے متعلق ذیپارٹمنٹ دانتہ گریز اس ہیں بلکہ اکثر اوقات غلط جوابات دینے جاتے ہیں برائی وزراء قصداً اپنے ذیپارٹمنٹ کے سوالات کے دن آسمبلی میں آنے سے گریز کرتے ہیں جس سے نہ صرف آسمبلی بلکہ اداکیں آسمبلی کا اتحادیق مسلسل محروم ہو رہا ہے۔ سردار اختر مینگل صاحب آپ اس سلسلے میں کچھ بولنا چاہتے ہیں۔ مگر اس سے پہلے کیا ذیریوری پتھر اس کو اپوز کرتے ہیں۔

مولانا امیر زمان (سینئر صوبائی وزیر): جناب اپسیکر ہم اس کو اپوز کرتے ہیں۔

سردار محمد اختر مینگل: جناب اپسیکر میرے خیال میں اس مسئلے پر کچھ بولنے کی گنجائش خود حکومت کے پتھر نے نہیں چھوڑی ہے کہ اس کی میں وضاحت میں جاؤں یا اس کی وہ detail تاذیں اگر آسمبلی کا ریکارڈ دیکھ جائے اس کی وہ تمام تفصیلات آپ کے سامنے ہو گی چیف منسٹر خود اس بات کا خود اعتراف کرنا On the floor of the house Concerned Ministar کو ہدایت جاری کرنا کہ آپ سوالات کے جوابات میں وقت پر بھیج دیں یہاں وہ متعلقہ منسٹر جس دن ان کے سوالات ہوں وہ آسمبلی میں موجود ہے، میں اس کی زیادہ back ground میں نہیں جاتا ہوں موجودہ سیشن کے کچھ آپ کو جوالہ دیتا ہوں آج کے سیشن میں کچھ سوالات ہیں جو آج تک موصول نہیں ہوئے کچھ سوالات وہ ہیں جو موصول ہوئے لیکن متعلقہ وزیر میں وقت پر غائب۔

ہے۔ اور وہ سوالات ڈیلفرڈ ہوتے جا رہے ہیں جناب اپنیکرنے جانے ہم نے کب اس باؤس میں بیٹھ کر
قانون سازی کی ہے آج کی حکومت ہو یا اس سے پہلے کی حکومت ہو اس میں قانون سازی شاید کم کی
گئی ہو لیکن جو کچھ ہے اس میں اکثر ممبر ان جن کا اپوزیشن سے تعلق ہے کیوں کہ سوالات اکثر اپوزیشن
کے طرف سے آتے ہیں گورنمنٹ پیپر کی طرف سے کوئی سوالات آئی نہیں رہے اپوزیشن کے ممبر ان
کے سوالات کے جوابات تک نہیں دیئے جا رہے یا وہ سوالات صحیح طور پر نہ دیئے جائیں جس دن
سوالات کے جوابات موجود ہوں اور متعلقہ وزیر موجود نہ ہوا اور ان کو ڈیلفرڈ Deffer ہوتے گئے
ہیں تو ہم سمجھتے ہیں ہمارے اراکین اسیلی کا یہ صرف آج کے اپوزیشن کی بات نہیں بلکہ شاید کوئی اپوزیشن
ہو اور کوئی اور حکومت ہو اس کے لئے بھی ایک مثال بن جائیگی اس پر اگر ممبر ان کا اتحاق محدود نہیں
ہوا ہے تو وہ اتحاق ہمیشہ محدود ہوتا رہے گا اور کوئی اس کی پرداہ لئے بھی ایک مثال بن جائیگی پر اگر
ممبر ان کا اتحاق محدود ہوتا رہے گا اور کوئی اس کی پرداہ نہیں کرے گا اور کوئی بھی فشر اور متعلقہ
ڈیپارٹمنٹ جو ہے ان سوالات کے جوابات دینے سے گزیزان رہیں گے۔ شکریہ۔

مولانا امیر زمان (سینئر صوبائی وزیر) : جناب اپنیکر ایک بات یہاں پر اختر صاحب
نے کی کہ ہم قانون سازی نہیں کر رہے ہیں کوئی بھی اجلاس اس کی گواہ ہے اور میرے خیال میں کوئی
بھی اجلاس اس طرح نہیں گزرا ہے کہ جس میں قانون سازی نہیں ہوئی اگر آپ دیکھیں تو صرف
بلوچستان اسیلی ہے قانون سازی کر رہا ہے جہاں تک سوالات کے جوابات کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں
کہ جن ساتھیوں سے اکثر شکایت ہے وہ سوالات کے جوابات کے لئے موجود نہیں ہوتے میرے
خیال میں آج کے اجلاس میں میر جام علی اکبر اس کی واضح ثبوت ہے کہ آج اس نے بھی سوالوں کا
جواب دیا۔ لیکن عذر تو ہر ایک انسان کی ہو سکتی ہے چیف فشر کے لئے بھی عذر ہو سکتا ہے اور سردار اختر
جس وقت وزیر اعلیٰ تھے اس وقت بھی یہی حال تھا۔ یقیناً مجھے یاد ہے تو انہوں نے بارہ یا ہدایت جاری
کئے تھے لیکن اس کے باوجود یہ عذر کبھی آنا اور کبھی نہیں آنا یہ ہو سکتا ہے میرے خیال میں اس سے
اتحادی محدود نہیں البتہ میں یہ کوئی گا کہ جہاں سیکریٹریزیاں کے مکالموں کی کمزوری ہے بلکہ ہے اور

ہماری حکومت کے وقت میں ہم نے ان سوالوں پر میں نے خود اپنے حکموں کے پچھے لوگوں کو معطل بھی کیا تو یہ بھی اپوزیشن کے ساتھیوں کے علم میں ہے لہذا جہاں تک سوالوں کے جواب دینے کا حق ہے وہ یقیناً دینے ہیں اور یہ ان کا حق ہے اور ہم یہ ہدایت سب حکموں کو جاری کریں گے کہ بروقت سوالوں کے جوابات دینا ضروری ہے جہاں تک اتحاق کی بات ہے میں نہیں سمجھتا کہ اتحاق نہیں جہاں تک سوالوں کے جواب کی بات ہے وہ ایک بات صحیح ہے کہ ہم یہ ہدایت ضروری جاری کریں گے کہ سوالات کے جوابات بروقت ملتا چاہیکا اس پر میں سمجھتا ہوں کہ یوروکریسی کی کمزوری ہے اور اس کو انشاء اللہ مضبوط کروادیں گے اور اس کو ہدایت جاری کریں گے کہ آئندہ اس طرح نہ کرے اور میں معزز ممبر سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس پر زور نہ دے چونکہ ان کے دور حکومت میں بھی یہ ہوتا رہا ہے

جناب اپیکر: بہت شکریہ اب میرے خیال میں معزز ممبر پر میں نہ کرے اگر ان کے statement کو صحیح تصور فرمائیں۔

سردار محمد اختر مینگل: جناب اپیکر میرے خیال میں آپ ہمیں یہ کہیں کہ آپ اس پر زور نہ دیں۔

جناب اپیکر: نہیں نہیں۔ اس سے پیشتر کروانگ دونوں میں آپ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر ان کے statement پر ایک مرتبہ پھر غور فرمائیں جیسا کہ وہ ارشاد فرمارہے ہیں کہ ہم تمام حکموں کو تمام سیکریٹریوں نہماں وزراء کو یہ ہدایت جاری کریں گے کہ سوالات کے جوابات بروقت آئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے statement کو اگر صحیح طور کریں۔

سردار محمد اختر مینگل: جناب اپیکر مولانا صاحب نے جو statement دیا ہے یہ نہیں کہ ہمیں ان کی بات پر یقین نہیں۔ اگر مولانا صاحب اور ان کی گورنمنٹ کی پہلی اور آخری بات ہوتی تو ٹھیک ہے مولانا صاحب خود میری اس بات سے اتفاق کریں گے اسی طرح کے statement چیف منسٹر on the floor of the house اور آج کے آپ کے سوالات کا پلندہ ہے اس میں صاف ظاہر ہے کہ ان کے statement پر کتنا عمل درآمد ہوتا ہے جب تک کسی چیز پر

چیک نہ رکھا جائے جب تک اس پر بحث سے عمل درآمد نہ کیا جائے یہ چیزیں ہوتی رہیں گی۔

جناب اپسیکر: ہاشمی صاحب on point of order

سعید احمد ہاشمی (وزیر مواصلات و تعمیرات): میں یہ جانتا چاہوں گا کہ جب سردار اختر خود چیف منستر تھے تو انہوں نے کیسی بحث کی تھی تاکہ ہم بھی وہی بحث کریں۔

جناب اپسیکر: نہیں نہیں وہاب چیف منستر نہیں رہے This is not you see he is no more now chief Minister. You see you can't argue he -the previous conduct of Honourable member.

سردار محمد اختر مینگل: شاہ صاحب مجھ سے پہلے بھی آپ چیف منستر رہ چکے ہیں ابھی کچھ کچھ چیف منستر آپ ہیں تو میں آپ کو یہ بتانا چاہوں گا کہ کچھ حصہ آپ کے چیف منستر کا ہے پورا نہ ہوا دھا حصہ ہے لیکن اس وقت آپ اپوزیشن میں تھے آپ کو اپنے اتحاقاً کا خیال نہیں آیا۔ میں آپ کی اتحاقاً کے لئے دعا تو نہیں کر سکتا مجھے تو کم از کم اپنے اتحاقاً کا خیال ہے میں نے انتظار کیا کہ اللہ آپ کو راہ است پر لائے نہیں لارہا تھا ہم آپ کے لئے دعا ہی کریں گے۔

پرس موسیٰ جان: جناب اپسیکر میں معزز رکن سے یہ کہوں گا کہ سردار اختر مینگل صاحب جب چیف منستر تھے اس زمانے میں زیادہ منستر صاحبان اپنے جوابات خود دیا کرتے تھے اگر اسیلی کاریکارڈ چیک کیا جائے۔ یہ بات نہیں کہ ہم اس پر بحث برائے بحث کریں وہ وزیر ہیں ہڑے آدمی ہیں ان کی ذمہ داریاں ہیں۔

جناب اپسیکر: پرس بات ہو گئی میرے خیال میں میں سردار اختر مینگل سے عرض کروں گا اور ان کے باقی دوستوں کو اس کو پر لیں نہ کرے تو بہتر ہے۔ Thank you very much. بس نجیک ہے میرے خیال میں اس سے پیشتر کہ میں رو لنگ دیتا یا اسے allow یا disallow کرتا وہ دوسری بات تھی مگر میں بھی عرض کرنا چاہوں گا پھر دوبارہ رو لنگ سے ہٹ کر میں بحثیت آپ کے ایک ساتھی کے نہایت ادب سے ایک مرتبہ پھر کہوں گا مہربانی کر کے وزراء حضرات اور ان کے مکھے اور ان کے

سکریٹری حضرات جو ہیں آپ کے قواعد میں رول آف برس میں ہیں کہ تمام سرکاری کام چھوڑ کر جب بھی اسیلی کا سوال آجائے یا کوئی چیز آجائے تو تمام کاموں کو موخر کیا جاتا ہے اور مقدم اسیلی کے question یا کوئی اور کارروائی متعلقہ میں آتی ہے اس کو دیکھا جاتا ہے۔ اور یہ سب کو عمل ہے اس طرف پیشے ہمارے محترم سکریٹری صاحبان کو اس کا علم ہے میں ایک مرتبہ پھر آپ صاحبان سے گزارش کروں گا۔ میرانی کر کے اس طرف توجہ دی جائے اور جو تاثنوں کے تقاضے ہیں یا رواز آف برس کے تقاضے ہیں یا آپ کے اسیلی کے روواز ہیں ان کو ملاحظہ رکھتے ہوئے آپ اس طرف توجہ دیں گے اولیت دیں گے اور بروقت جوابات دیں گے نہ صرف جوابات دیں گے بلکہ میں یہاں دست بست پھر گزارش کروں گا کہ وزراء حضرات تیار ہو کر آئیں گے بہت بہت شکریہ یا بڑی میرانی چونکہ آخر صاحب اپنی تحریک انتقال پر زور نہیں دے رہے۔ لہذا اس کو یہاں پر چھوڑا جاتا ہے۔

you very much Next item it is a Zeor Hour my request is this humble submission is this.

قراردادیں ہیں آج پرائیویٹ مبڑے ہے۔ اگر آج نہیں ہوئے تو آپ کو یہ وقت نہیں ملے گا پھر بھت کے بعد جا کر ملے گا۔ میری ساری ہاؤس سے گزارش ہے کہ اگر آج زیر و آور کو چھوڑ دے کیونکہ اس پر وقت لگے گا اور باقی برس رہ جائے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ اس مرتبہ آپ نے دن بڑے کم رکھے

ہیں۔

جناب اپسیکر: ہم نہیں رکھا بلکہ گورنمنٹ نے رکھ دی ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: صحیح ہے یعنی اسیلی کو کرب کر دیا گیا ہے یعنی ۱۱ تاریخ ۱۳ اور ۱۵ بے ابھی اس دوران میں تو میرا مطلب اس میں ایسے کام بننے ہیں اور زیر و آور اہم اہم مسائل رہ جاتے ہیں۔ اس وجہ سے ہم یہ request کریں گے۔

جناب اپسیکر: وہ تو ہر وقت چلے چونکہ آج کے ذمے میں برس پچھے زیادہ ہے۔ اگلا آئندہ غیر

سرکاری کارروائی اور اس میں ایک قرارداد نمبر ۵۷ے جناب عبدالرحیم خان مندوخیل کی جانب سے میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی قرارداد پر حصہ۔

غیر سرکاری کارروائی۔ قراردادیں

جناب اپیکر: اگلا ایجمنڈا یہ غیر سرکاری کارروائی ہے اس میں ایک قرارداد ہے قرارداد نمبر ۵۷ے جناب عبدالرحیم خان مندوخیل کی جانب سے میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی قرارداد پر حصہ دیں عبدالرحیم خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ قرارداد نمبر ۵۷۔ یہ کہ صوبہ کے عوام کا یہ آئندی و قانونی حق ہے کہ ان کے ادا شدہ بالواسطہ اور بلا واسطہ ٹیکسون اور دیگر صوبائی وسائل سے حاصل شدہ آمدی کو سخت، تعیین و دیگر ترقیاتی امور پر خرچ کیا جائے کیونکہ اسی حاصل شدہ آمدی سے صوبہ میں سخت کے شعبہ میں صوبائی سول ہسپتال اور دیگر ادارے قائم کئے گئے۔ مزید برآں مذکورہ حاصل شدہ آمدی سے تغیر اور مرمت اور دیگر بحال کے اخراجات؛ اکٹڑوں اور عملہ کی تجویز ایں مختلف قسم کے مراحت آلات واوزار وغیرہ کے سالانہ اربوں روپے کے اخراجات عوام ہی کے برداشت کردہ ٹیکسون سے تکمیل شدہ صوبائی بحث کی آمدی سے ہی ادا کئے جاتے ہیں اس کے باوجود سال ۹۳-۱۹۹۲ء سے لے کر اب تک بالخصوص صوبائی سند یعنی ہسپتالوں میں عوام کو علاج و معالجہ کی سہولت اس وقت تک فراہم نہیں کی جاتی جب تک وہ پرائیوریت ہسپتالوں کی طرح مختلف مددات یعنی OPD ایکسرے لیہاری، ڈنچل ڈیپارٹمنٹ، المزا ساؤنڈ، ایکوروم، کرائیکرہ وغیرہ فیس کے نام پر مزید ٹیکس ادا نہیں کرتے جس تک وہ پرائیوریت ہسپتالوں کی طرح مختلف مددات میں مزید ٹیکس ادا نہیں کرتے۔ علاوه ازیں مریضوں کو ہمیشہ سے مفت فراہم کی جانے والی ادویات بھی یند کر دی گئی اور ان قیمتی ادویات کا بازار سے خریدنا عوام کے لئے نہیں ہے لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ صوبائی سند یعنی ہسپتال کے تمام شعبہ جات میں لا گوتام فیسون کو فوری طور پر ختم کرے اور صوبہ کے تمام ہسپتالوں بالخصوص صوبائی سند یعنی سول ہسپتال کوئی میں زیر علاج مریضوں کو ماضی کے معمول کے مطابق مفت دوائیاں وغیرہ مہیا کریں۔

جناب اپنیکر: شکریہ جی۔ قرارداد یہ ہے کہ صوبہ کے عوام کا یہ آئینی و قانونی حق ہے کہ ان کے اداشde بالواسطہ اور بلا واسطہ نیکسوں اور دیگر صوبائی وسائل سے حاصل شدہ آمدنی کو صحت، تعلیم و دیگر ترقیاتی امور پر خرچ کیا جائے کیونکہ اسی حاصل شدہ آمدنی سے صوبہ میں صحت کے شعبہ میں صوبائی سول ہسپتال اور دیگر ادار قائم کئے گئے مزید برآں مذکورہ حاصل شدہ آمدنی سے تغیر اور مرمت اور دیگر بھال کے اخراجات ذاکرتوں اور عملکری تجوہیں مختلف قسم کے مراعات آلات و اوزار وغیرہ کے سالانہ اربوں روپے کے اخراجات عوام ہی کے برداشت کردہ نیکسوں سے تشکیل شدہ صوبائی بحث کی آمدنی سے ہی ادا کئے جاتے ہیں اس کے باوجود سال ۱۹۹۲-۹۳ء سے لے کر اب تک بالخصوص صوبائی سند یعنی ہسپتال میں عوام کو علاج و معالجہ کی سہولت اس وقت تک فراہم نہیں کی جاتی جب تک وہ پرائیوریت ہسپتالوں کی طرح مختلف مدت یعنی OPD ایکسرے لیبارٹری، ڈیپل ڈیپارٹمنٹ، المرا ساؤنڈ، ایکوروم، کرایہ کمرہ وغیرہ فیس کے نام پر مزید نیکس ادا نہیں کرتے جب تک وہ پرائیوریت ہسپتالوں کی طرح مختلف مدت میں مزید نیکس ادا نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں مریضوں کو ہمیشہ سے مفت فراہم کی جانے والی ادویات بھی بند کر دی گئی اور ان قسمی ادویات کا بازار سے خریدنا عوام کے بس میں نہیں ہے لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ صوبائی سند یعنی ہسپتال کے تمام شعبہ جات میں لا گوتام فیسوں کو فوری طور پر ختم کرے اور صوبہ کے تمام ہسپتالوں بالخصوص صوبائی سند یعنی سول ہسپتال کوئی میں زیر علاج مریضوں کو ما پسی کے معمول کے مطابق مفت دوائیاں وغیرہ مہیا کریں۔ جناب عبدالرحیم مندو خیل سے گزارش کروں گا کہ آپ کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے اپنی قرارداد کے حق میں۔

عبد الرحمن خان مندو خیل: جناب والا یعنی ہم سب کو علم ہے حکومتی نظام اور حکومتی نظام کے تحت عوام سے مختلف شکل میں مختلف محصولات میکسر لئے جاتے ہیں عوام پر یو جھڈاں کے ان کے اپنے بچوں کے لئے روزگار کے لئے جو کچھ ان کے حاصل شدہ کچھ ہوتا ہے اس کا حصہ کاٹ کے گورنمنٹ کو دیا جاتا ہے تو انسانی تاریخ میں سیاسی طور پر، سماجی طور پر، اخلاقی مذہبی طور پر اور اب تو

تمام دنیا کے ممالک کے آئین میں یہ چیز باقاعدہ رکھ دی گئی ہے کہ عوام کے میکسر عوام پر خرچ ہونگے جو کچھ ہو وہ عوام پر خرچ ہو اور اس میں ان کے مختلف ایک تو مجموعی ترقی خواہ وہ صنعتی ہو زرعی ہو دیگر لیکن اس میں چند چیزیں ایسی ہیں مثلاً تعلیم، سخت یا ایسی مدد ہے جناب والا کہ اب تقریباً دنیا میں تسلیم کیا گیا ہے کہ تعلیم اور سخت گورنمنٹ کی کوشش ہونی چاہئے آئینی، قانونی طور پر کہ تعلیم یعنی سے ابتداء سے آخر تک تمام ملک کے لوگوں کے پیچوں کے لئے مفت قرار دیا جائے ایسے حالات پیدا ہوں کہ عوام کے یہ جو میکسر ہیں ان کو وہاں خرچ کیا جائے ایک پہلو دوسرا یہ ہے کہ سخت تمام لوگوں کے لئے ہر شہری کے لئے ابتداء سے آخر ضرورت تک علاج بھی یعنی درجہ بدرجہ یہ ملکوں کی استعداد ہے لیکن حدف مقصود یہ ہونا چاہئے کہ وہ باقاعدہ مفت علاج تمام شہریوں کو ہو یہ ہے بنیادی، آئینی، قانونی پابندی تک سیاسی، اخلاقی، نہیں اس کے بالکل علاوه اب ہمارے اس میں آپ دیکھ رہے ہیں جناب والا باقاعدہ ہمارے ملک کو دیکھیں اور ہمارے صوبے کو مجموعی طور پر جو بھی ملکہ سخت ہے اعلیٰ سے اونٹی تک اس ڈیپارٹمنٹ کے جو بھی ملازم میں ہیں جو بھی ادارے ہیں جو کچھ ہے اس کا خرچ ہمارے عوام اپنے میکسر سے دیتے ہیں ہم دیتے ہیں یعنی سخت میں پاکستان میں فیڈرل طور پر بھی ہم ادا کرتے ہیں سب کچھ اور صوبائی میں بھی آپ دیکھ رہے ہیں جناب والا کہ ہمارے بحث میں جو کچھ یہاں مختلف کیا جاتا ہے جو رقم مختلف مدت میں دی جاتی ہے آپ کے سامنے ہے اس میں سخت اور تعلیم پر ہم بہت زیادہ رقم خرچ کرتے ہیں یعنی عوام کرتے ہیں اس کے باوجود جناب والا ہر افسوس کا مقام ہے کہ یہاں آ کر کس دلیل کے تحت رکھ دیا گیا ہے۔ مثلاً ہمارے سندھ میں ہسپتال صوبائی سندھ میں ہسپتال میں ان سب خرچوں کے جو عوام اپنے نیکس سے ادا کرتے ہیں ان خرچوں کے بعد اس ہسپتال میں پھر جب ہمارا کوئی آدمی عوام کوئی شہری پہنچتا ہے تو اس سے باقاعدہ مختلف فیس لئے جاتے ہیں یعنی جیسے کہ یہ ایک پرائیورٹ ہسپتال یعنی جیسے کہ ایک ڈاکٹر اپنے خرچے پر امریکہ اور یورپ گیا ہے اور اپنے خرچے پر اس نے اپنا ہسپتال بنایا ہے اپنے خرچے پر اس نے اوزار رکھے ہیں اور اس کے پاس آپ آئے ہیں آپ اس سے اپنا علاج کرنا چاہتے ہیں اور وہ آپ سے فیس لیتے ہیں یہاں ایسی صورت نہیں ہے یہاں ہر

ہسپتال ہم نے قائم کیا ہے عوام نے قائم کیا اربوں روپے تمام ڈاکٹروں کو کروزوں اربوں روپے کا خرچہ عوام ادا کرتے ہیں ان کی تجویز ایس عوام ادا کرتے ہیں ان کی مراحت عوام ادا کرتے ہیں ان کی گاڑیوں اور ان بیکاروں میں لیکن جب آپ ڈاکٹر کے پاس سندھ میں سول ہسپتال میں جاتے ہیں تو وہ ڈاکٹر آپ سے فیس لیتا ہے۔ آپ یعنی تھیز اس کا تمام سامان اور اس میں جو بھی مختلف اوزار ہیں اس میں مختلف دوسری سہولیات ہیں اس کی پے منٹ اس کا خرچہ میکسر ہم ادا کرتے ہیں لیکن جب آپ ہسپتال جاتے ہیں وہ کہتے ہیں آپ ایکوروم کا خرچہ دے دیں وہ کہتے ہیں کہ آپ ایکسرے دے دیں وہ کہتے ہیں کہ آپ ایکسرے کا باقاعدہ پے منٹ کر دیں جیسے کہ پرانیوں ڈاکٹرنے اسے قائم کیا یہ پوزیشن قائم ہے، جناب والا آج تک کہ صوبے کے ہسپتال میں عوام کو دوبارہ سہارہ تکس ادا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے یعنی وہ ہسپتال وہ ڈاکٹر جوانہوں نے اسے تجویہ دی ہے جن کو انہوں نے قائم کیا ان بلڈنگ کی تعمیرات پر خرچ کیا ہے لیکن اس کے باوجود دوبارہ وہ پیسہ لیتے ہیں۔ جناب والا یہ آئینی طور پر بھی اغاثی طور پر قانونی طور پر اصول کے خلاف ہے ناروا ہے، باقاعدہ بہت بڑی رقم مختص ہوتی ہے اور ابھی انہوں نے ایک طریقہ نکالا ہے کہ سندھ میں سول ہسپتال جو پراؤش ہے اس میں جناب والا ہمارے عوام جب وہاں جاتے ہیں ان کو وہاں سے یعنی دو ایساں نہیں دی جاتی یہاں دلیل ان کا یہ ہوتا ہے کہ کرپشن ہے جناب والا کرپشن کے تو آپ ذمہ دار ہیں گورنمنٹ ذمہ دار ہے۔ آپ کی گورنمنٹ کو مراحت دیے گئے ہیں آپ کو بنگلے دیے گئے ہیں آپ کو تجویہ دی گئی ہے آپ کو حکومت کرنے کا اختیار دیا گیا ہے آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ کرپشن ختم کر دیں یعنی عوام نے اپنے آپ پر یکس لاگو کر کے مشترک ہسپتال میں باقاعدہ دوائی کے لئے خرچ دیا ہے اور آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ کرپشن کرپشن ہے۔ جب آپ کسی نہیں کرتے کہ کرپشن تو ہو گی اور بہانہ ہمارے ہیں کہ کرپشن ہے لہذا یعنی عوام کا یہ حق ختم ہو ان کو اس مد میں یعنی ان کے خرچے پر ان کا پیسہ ان پر نہ لگایا جائے اب اس میں جناب والا ان کے بڑے بہانے ہیں۔ جناب والا کم از کم صحت اور تعلیم پر تو کسی صورت میں ایسا نہ ہو کہ یہ ہمارے میکسر کیس پر لگیں لیکن ان مددات میں لگنے چاہیں اور عوام کو مفت دوائی زیادہ سے زیادہ

حد تک اور ہپتاں میں بالکل مفت علاج آخ رصد تک ان کا ہونا چاہئے اور ہپتاں لوں کو اپ کریڈ کر کے ڈوبیٹ کریں کہ جو علاج یہ جو کہتے ہیں یورپ میں ہیں فلاں ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ یورپ کا سامنہ یہاں لے آئیں لیکن اربوں روپے یہاں خرچ کر رہے ہیں کہ کم از کم کراچی کا علاج ہر معنوں میں آلات کے معنوں میں؛ انکڑوں کے معنوں میں جناب والا آپ کراچی کا علاج یہاں ہمارے سول ہپتاں ہم پر خرچ کر سکتے ہیں لیکن آپ جو ہیں خرچ کر رہے ہیں لیکن علاج لوگوں کا نہیں کر رہے ہیں پھر تو آپ یہ کہیں کہ ان کو سرے سے یہ میکسز عوام کے حوالے کریں یہ میکسز عوام پر آپ ختم کریں کہ عوام کے پاس اپنا وہ پکجھ ہوا اور وہ پکجھ بھیں پرائیوریٹ ہپتاں لوں میں اپنا علاج کرائیں۔

جناب اپنیکر: ہمہ بانی بھی۔ کسی اور ممبر نے بولنا ہے تبیں بولنا تو میں وزیر متعلقہ سے یا مولانا صاحب گزارش کروں گا کہ آپ اس سلسلے میں پکجھ ارشاد فرمائیں گے۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر): جناب اپنیکر جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ صحت یا تعییم یا دوسرے انسانوں کی بنیادی چیزیں اور حکومت کی ذمہ داری ہے اس سے میرے خیال میں کسی کو انکار نہیں حقیقت اس طرح ہے اور میں مختصری گزارش یہ کروں گا میرے خیال میں کوئی اور ساتھی بھی نہیں بولنا چاہتے ہیں تو میں مختصر یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو قرارداد ہے اس میں جہاں تک وہ فیس کی بات ہے اس میں ہماری بھی یہ بدگانی ہے کہ شاید اس میں پکجھ ہیرا پھیری ہو تو ہم چاہتے ہیں اس کو کمپیوٹرائز کیا جائے تاکہ وہ جو اس میں مشکلات آری ہیں یا خان صاحب کے خدشات ہیں یا عوام کے ہیں یا ہمارے پنے خدشات ہیں اس حوالے سے ان خدشات کو دور کرنے کے لئے ہمارا انشاء اللہ یہ فیصلہ ہو گا کہ ہم اس کو کمپیوٹرائز کروادیں گے اور جہاں تک یہ بات ہے کہ یہ باقی مسئلہ جو فیس کو سرے سے ختم کرنا ہے اور یا جو باقی مسائل ہیں اس میں زینور لائے ہیں یہ چونکہ گزشتہ یکہنست کا فیصلہ ہے گزشتہ کا بینہ نے اس پر ایک فیصلہ دیا ہے تو اب میری گزارش یہ ہے محترم رکن سے ہم یہ یقین دہانی کروادیں گے کہ اس قرارداد کو ہم کیہنست میں دوبارہ لا جائیں گے اور ہاں پر ہم پیش کر لیں گے اور یہ جو فرماد ہے ہیں یقیناً یہ جو مسائل ہیں یہ سب کے مسائل ہیں دوسروں کے بھی مسائل ہیں یہ نہیں کہ حزب

اختلاف نے پیش کی ہے تو اس بنیاد پر ہم مخالفت کرتے ہیں جیسیں بلکہ اس قرارداد کو ہم دوبارہ کیجئے
میں لا کیں گے اور اس پر ہم انشاء اللہ غور کر لیں گے اور جو انشاء اللہ ہو سکے وہ ہم کریں گے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا عرض یہ ہے کہ سرے سے فیں ان اداروں میں ختم کی
جائے۔ یہ کسیوڑا از سرکارنا اور وہ جو دوسرا اپہلو کہ جو وہ فرمائے ہے ہیں کہ کا بینہ نے یہ کیا ہے تو ہم اسے میں
اس لئے کہہ رہے ہیں کہ کا بینہ کو ہم بھاگ رکنڈ کر رہے ہیں۔ اسے جو ہے کا بینہ کو رکنڈ کرتی ہے اور یہ تو
پہلے کی کوئی بات تھی جو کا بینہ نے کی ہے اس لئے اس کی پابندی آپ پر نہیں بنتی ہے کہ چونکہ آپ نے
کیا ہے جیسے آپ نے وعدہ کیا ہے کہ ہم اس کو پیش کریں گے۔ آپ مہربانی کریں اسے اسے اسے
قرارداد بنالیں اور اس کو ہاں پیش کریں کا بینہ جو ہے اس کو ختم کروے یہ ہماری ریکوئٹ ہے۔

مولانا امیر زمان (سینئر مفسر): جناب اسپیکر میں نے گزارش کی کہ اسے اسے اسے اسے اسے
رکنڈ کر دیا ہے اب ہم اس کو کہنے میں انشاء اللہ لا کیں گے۔

جناب اسپیکر: میر ام طلب یہ تھا اس قرارداد کو پیش کرنے سے پہلے اگر تسلی ہو جاتی تو ہم تھا ورنہ
مجھے پیش کرنی پڑے گی۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ہم اس پر اختلاف نہ کریں اتفاق سے
اس کو ہم منظور کریں آپ پیش کریں حکومت کے جو ہمارے دوست ہیں وہ اس سے اتفاق کریں اور
اہم اس کو مخفق طور پر رکنڈ کریں۔ پیش تو کیا جائے لیکن دوست اسے اس سے اتفاق کر رہے ہیں
آپ پوچھو لیں۔

جناب اسپیکر: مطالبہ بھی تو یہ آپ کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں آپ ہاں کر دیں تو کیا ہے۔ اب
سوال یہ ہے کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے جو اس کے حق میں ہیں ہاں کہیں۔ جو اس کے خلاف ہیں نہ
کہیں چونکہ ہاں کی تعداد اکثریت میں ہے اس لئے قرارداد کو منظور کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: اگلی قرارداد پیش کریں کوئی بھی ایک حرک اس کو پڑھئے۔ مشترکہ قرارداد نمبر ۲۶
من جانب عبدالرحیم خان مندوخیل اور سردار غلام مصطفیٰ خان ترین۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جیسا کہ سابقہ مالی سالوں کے دوران صوبہ کے بجٹ سے سبیڈی کی فراہمی کی بدولت گندم کی قیمت خرید مع مختلف اخراجات اور منافع جات کے صوبہ کے ہر سرکاری راشن ڈیلر سے عوام کو سوکھ آئے کی بوری قیمت ۲۱ روپے فراہم ہوتی تھی جو یقیناً انصاف کے برخلاف حکومتی نرخ ہے۔ مگر اب حکومت کے مختلف ضایع (Leakage) خورد بر سود خوری کی وجہ کا منافع اور حقائق و انصاف پر مبنی نرخ کو کنٹرول نہ کرنے کے سبب مذکورہ ۲۱ روپے کی بوری صوبائی دار الحکومت کوئی میں کم از کم ۲۱ اروپے میں فروخت کرنا شروع کر دیا گیا ہے حکومت نے عوام کے وسائل کے اس بے دریغ لوث کھوٹ کے خاتمہ کے لئے میکازم کی اصلاح کرنے کی بجائے موجود مالی سال ۲۰۰۰-۱۹۹۹ء کے بجٹ میں گندم پر مذکورہ سبیڈی کا خاتمہ کیا اور اس نرخ جو عوام کو سوکھ آئے کی بوری ۲۱ روپے کی سبیڈی پر خریدنے کے بجائے منافع خوروں کے ہاتھوں عوام کو میکازم ۲۱ اروپے پر خریدنے کے لئے مجبور کیا گیا ہے۔ یہ نرخ حکومت کے گندم اور آئے کے سلسلے میں کسی امداد اور دینے میں مکمل تاکاہی کا ثبوت واعتراف ہے جو عوام کے لئے یقیناً بالکل ناقابل برداشت ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ عوام کو آئے کی فراہمی و قیمت کنٹرول کو یقینی بنانے کے پیش نظر درج ذیل اقدامات پر فوری عمل درآمد کئے جائیں۔

(۱) یہ کہ موجودہ مالی سال ۲۰۰۰-۱۹۹۹ء کے دوران گندم کے لئے سبیڈی مکمل طور پر بحال کر دے۔

(۲) یہ کہ سبیڈی شدہ گندم کی ہر سچھ پر ہر قسم کے ضایع (Leakage) اور خورد بر سود کا خاتمہ کیا جائے۔

(۳) یہ کہ سبیڈی شدہ گندم کو صوبہ کے تمام سرکاری گوداموں سے فلور ملوں اور چکیوں کو فراہم کرے نیز فلور ملوں کو پابند کرے کہ وہ مذکورہ گندم کی صرف پسپائی کر کے آثار اشن ڈیلرز کو فراہم کرے۔

۳) یہ کہ سوکھ بوری آئے کا زیادہ نرخ مبنی برحقائق و انصاف ۲۱۷ کے روپے مقرر کر کے راشن ڈبلز کو پابند کرے کہ وہ اس نرخ پر عموم کو آٹا مہیا کریں اور نہ کوہ نرخ سے زیادہ فروخت کو قابل سزا جرم قرار دینے کے علاوہ اس کی سزا میں بھی اضافہ کیا جائے۔

جناب اپسکر: جیسا کہ سابقہ مالی سالوں کے دوران صوبہ کے بجت سے سبیڈی کی فراہمی کی بدولت گندم کی قیمت خرید مع منافع اخراجات اور منافع جات کے صوبہ کے ہر سرکاری راشن ڈبلز سے عموم کو سوکھ آئے کی بوری قیمت ۲۱۷ کے روپے فراہم ہوتی تھی جو یقیناً انصاف کے برخلاف حکومتی نرخ ہے۔ مگراب حکومت کے مختلف ضایع (Leakage) خورد ہر دسود خوری کی حد کا منافع اور حقائق و انصاف پر مبنی نرخ کو کنٹرول نہ کرنے کے سبب نہ کوہ ۲۱۷ کے روپے کی بوری صوبائی دارالحکومت کو بزر میں کم از کم ۲۱۰ اور پے میں فروخت کرنا شروع کر دیا گیا ہے حکومت نے عموم کے وسائل کے اس بے دریغ لوث کھوٹ کے خاتمہ کے لئے میکانزم کی اصلاح کرنے کی ہجائے موجود مالی سال ۲۰۰۰-۱۹۹۹ء کے بجت میں گندم پر نہ کوہ سبیڈی کا خاتمہ کر دیا اور اس نرخ پر عموم کو سوکھ آئے کی بوری ۲۱۷ کے روپے کی سبیڈی نرخ پر خریدنے کے بجائے منافع خوروں کے ہاتھوں عموم کو کم از کم ۱۰۶۱ روپے پر خریدنے کے لئے مجبور کیا گیا ہے۔ یہ نرخ حکومت کے گندم اور آٹے کے سلسلے میں کسی امداد یا relief دینے میں مکمل ناکامی کا ثبوت واعتراف ہے جو عموم کے لئے یقیناً بالکل ہاتھی قابل برداشت ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ عموم کو آٹے کی فراہمی و قیمت کنٹرول کو یقینی بنانے کے پیش نظر دلچسپی میں اقدامات پر فوری عمل درآمد کئے جائیں۔

۱) یہ کہ موجودہ مالی سال ۲۰۰۰-۱۹۹۹ء کے دوران گندم کے لئے سبیڈی مکمل طور پر بحال کر دے۔

۲) یہ کہ سبیڈی شدہ گندم کی ہر سطح پر ہر قسم کے ضایع Leakage اور خورد ہر دو کا خاتمہ کیا جائے۔

۳) یہ کہ سبیڈی شدہ گندم کو صوبہ کے تمام سرکاری گوداموں سے فلور ملوں اور چکیوں کو فراہم

کرے نیز فلور ملوں کو پابند کرے کہ وہ مذکورہ گندم کی صرف پسپائی کر کے آٹا راشن ڈیلرز کو فراہم کرے۔

(۲) یہ کہ سوکلوبوری آئے کا زیادہ نرخ منی برحقائق و انصاف ۶۱ روپے مقرر کر کے راشن ڈیلرز کو پابند کرے کہ وہ اس نرخ پر عموم کو آٹا مہیا کریں اور مذکورہ نرخ سے زیادہ فروخت کو قابل سزا جرم قرار دینے کے علاوہ اس کی سزا میں بھی اضافہ کیا جائے۔

جواب اپیکر: محکم کچھ بولیں۔

سعید احمد ہاشمی: اس کی میں اتنی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سہیڈی ختم کرتے ہوئے ایک تو خود بروکی باتیں تھیں وہ ایک مشہور تھیکدار جس کے بارے میں ہم لوگوں نے ایک دفعہ خاموشی بھی اختیار کی تھی جس کا ہم کچھ نہیں بجا سکتے تھے شریز صاحب اس کی جیبوں تک یہ سہیڈی پہنچتی تھی تو اس لئے ایک وجہ تھی۔ پھر اس کے لئے ہم نے ایک کمیٹی بھائی تھی اس نے شاید اس کو دوبارہ منتظر کر لیا ہے اور کمال اس کے لئے ہاتھ ہیں آج پھر شریز سامنے آ گیا ہے تو منتظر کرتے ہیں۔

عبد الرحیم خان مندوخیل: جواب اپیکر میں اس کا محکم ہوں بولنا چاہتا ہوں۔

عبد الرحیم خان مندوخیل: جواب ہے افسوس کا مقام ہے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے تعیم صحت اور اشیاء ارزان نرخوں پر فراہم کرنا حکومت کا فرض ہے یہ اس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ شریز صاحب نے جو الفاظ ادا کئے ہیں وہ واپس لیں انہوں نے کہا سہیڈی۔ آپ چھبیس آپ نے کہا سہیڈی کوئی چوڑی کر رہا ہے وہ منٹ کے لئے مان لیتے ہیں لیکن جو ریٹ ۲۰ روپے کا آٹا سوکلوبوری آپ نے ۲۰ روپے میں کیسے رکھا ہے۔ یعنی تین سو روپے اس کے درمیان میں اس شریز کے علاوہ۔ شریز تو پہلے سات سو کے اندر تھا شریز کے باوجود ۶۱ روپے میں اسے ملنا تھا کوئی میں نرخ تھے۔ آب ۱۲۰۰ روپے بوری آٹا لوگوں کو مل رہا ہے تو عرض ہماری یہ ہے کہ آپ کی حکومت اتنی صلاحیت نہیں رکھتی کہ وہ نرخ کو کنٹرول کرے ایک شریز نہیں ہے تمام اس میں شریک ہیں ہر ایک کا حصہ ہے اور آخر میں عموم کو ۱۲۰۰ روپے میں آٹا ملتا ہے آپ کے نشر صاحب نے یہ غلط کہا ہے کہ آپ

اس کو منظور کریں حکومت اس کو کنڑوں کرے جب سہیڈی دی ہے اس کو کنڑوں کرے۔

جناب اپیکٹر: کوئی اور صاحب۔

جناب اپیکٹر: مہربانی آپ تشریف رکھیں اب سب سے پوچھنا ہے کسی اور صاحب نے بات کرنی ہے جناب احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ: شکریہ جناب اپیکٹر جوزیر بحث قرارداد ہے عبدالرحیم مندوخیل صاحب کا گھر
کی سہیڈی سے متعلق ہے، اس میں گزارش یہ ہے کہ ہم نے یہ خود محسوس کیا ہے کہ صوبے میں واقعی کمی
جگہوں پر غلے کی قیمت اور پر گئی ہے اور سہیڈی ختم کرنے کا ایک بنیادی مقصد یہ بھی تھا جس طرح حسید
ہائی صاحب نے کہا کہ حکومت یہ بھروسی کی مخصوص جگہوں میں جارہا ہے اس لئے اس
سال اس کو ختم کیا گیا لیکن بعد میں جب اس کے اثرات سامنے آنے لگے کہ جناب صوبے کے کمی
عاقلوں میں گندم کی قلت پیدا ہو رہی ہے اور ریٹ پر بھی کوئی کنڑوں نہیں رہا تو یہاں ایک کمیٹی بنائی گئی
جس میں اپوزیشن سے سردار غلام مصطفیٰ خان تین صاحب اور حکومت کی جانب سے دو چار بندے
ہمارے مشر صاحبان ہیں ہم نے جناب اس پر بینہ کرانی کام کیا ہے جو موجودہ طریقہ کار ہے فوڈ میں
ٹھیکیدار کھنے کا اس کا بھی جائزہ لیا گیا ہے جس طرح کہ مندوخیل صاحب کا کہنا ہے کہ حکومتی ریٹ پر
کیوں بازار میں گندم نہیں دیا جا رہا اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ فلور میں کافی ہیں فلور میں والوں کا کہنا یہ
ہے اگر ہم آنحضرت گھنے غله سپالائی کریں گے تو وہی ریٹ جو حکومت کہے گی اس ریٹ پر ہم دے سکیں گے
لیکن اگر حکومت ہمیں دھمکتے کاغذ دیتی ہے تو باقی جو چھ گھنے ہیں اس کی گندم ہم اپنے مارکیٹ جا کے
لاتے ہیں تو پھر اس کے ریٹ زیادہ ہیں۔ ہم اپنے ریٹ پر دس گے ریٹ کے کنڑوں نہ ہونے کی
ایک بنیادی وجہ یہ ہے جس کے لئے کمیٹی نے جائزہ لیا ہے ممکن ہے کہ اس میں چند مخصوص ملوں کو یہ
دے دیں یا پھر جس مل والے کو حکومت سے گندم چاہئے اس کو بھی ہم اس بات کا پابند کرتے ہیں کہ وہ
حکومتی ریٹ پر گندم دے اس میں سردار غلام مصطفیٰ تین صاحب بھی ہمارے ساتھ شامل ہیں اس کا
سہیڈی بحال ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہے تو اس میں مزید کوئی الگی بات نہیں ہے کہ ہم اس ایوان کے علم

ہیں لا کیں۔

جناب اپنیکر: بہت مہربانی شاہ صاحب جی سردار مصطفیٰ خان ترین۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین: جناب اپنیکر جیسے احسان شاہ صاحب نے کہا کہ کمیٹی گورنمنٹ نے تشکیل دی تھی اس میں بھی ممبر تھا جناب والا حقیقت یہ ہے کہ باقی صوبوں میں سبیڈی بحال ہے واحد یہ صوبہ ہے کہ یہاں پر گورنمنٹ نے سبیڈی ختم کی ہے۔ جناب والا یہ عوام پر بوجھ ہے کہ پنجاب میں سازھے چھوڑو پے میں بوری ملتی ہے اور یہاں پر بارہ سورو پے میں آئی یہ نواز شریف کا کون سا پاکستان ہے یہ مسلم لیگ والے جو پاکستان کا نام لیتے ہیں یہ کون سا پاکستان ہے جس میں ایک صوبے میں بازہ ہو رہا ہے اور پنجاب میں ذیر ہو ہو رہا ہے اور اگر ہم عوام کے لئے بات کرتے ہیں وہی مسلم لیگ جو اس وقت پاکستان میں سب سے زیادہ کوشش کر رہی ہے اور آج لوگ کہتے ہیں کہ شریز ہے شریز کو کس نے پالا تھا۔ جناب والا جب اس کا سبیڈی ختم ہو چکا ہے اور وہاں ان کی لائچیں شروع ہو گئیں لائچیں کے پرست کون دئے رہا تھا۔ اسلام آباد سے رہا تھا۔ نواز شریف دے رہا تھا مسلم لیگ دنے رہی تھی یہاں پر اگر یہ بات ہے شریز ہم نے نہیں پالا ہے۔ مسلم لیگ نے پالا تھا جو کچھ ہے وہ مسلم لیگ کی وجہ سے ہے اور ادھر سے کہتے ہیں کہ شریز کا ہاتھ ہزاہے ہم کہتے ہیں کہ بڑا ہے شریز کا ہاتھ مسلم لیگ نے بڑا کر کے رکھ دیا ہے جناب۔

سعید احمد ہاشمی: جناب اپنیکر ترین صاحب یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ شریز کو مسلم لیگ نے پالا ہے۔ جناب اپنے آپ سے گزارش ہے کہ ان باتوں کو کارروائی سے حذف کریں۔ سردار غلام مصطفیٰ خان ترین۔ جناب والا کمیٹی نے عوام کے لئے یہ فصلہ کیا تھا کہ اس سبیڈی کو بحال کیا جائے اور ہم فیڈرل گورنمنٹ سے یہ request کرتے ہیں کہ سبیڈی کو قورآن بحال کیا جائے مہربانی۔

جناب اپنیکر: عبدالرحیم خان آپ تو بول چکے ہیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: نحیک ہے جناب میں آپ کو یاد ہالی کر رہا ہوں کہ قرارداد یہ ہے کہ سبیڈی کو بحال کیا جائے اور زخوں کو اس جگہ پر رکھا جائے جو حاصل سبیڈی کے مطابق ہو۔

سردار عبدالرحمان خان کھیتراں: جناب اپنیکر میرا اسراز ہری کا گد بند ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی جگہ پر بات کروں۔

جناب اپنیکر: نہیں جی کوئی ضرورت نہیں ہے تشریف رکھیں آپ جی مولانا صاحب۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر): جناب اپنیکر وزیر خوارک صاحب بولنا چاہتا ہے۔

میر محمد علی روند (وزیر خوارک): جناب اپنیکر یہ شہریز کا بار بار ذکر ادھر آتا ہے جب میں آیا تھا تو اس میں ۳۵ کروڑ لے کر کے گورنمنٹ کو دیا ہے۔

جناب اپنیکر: آپ سہیڈی پر بات کریں۔

میر محمد علی روند: میں سہیڈی بحال ہونے کی حمایت کرتا ہوں۔

(اس موقع پر جناب اپنیکر کی صدارت پر بیٹھے)

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر): جناب اس میں گزارش یہ ہے کہ اس قرارداد کی حمایت سردار اختر بھی نہیں کرتے ہیں جیسے یہ قرارداد کی صورت میں یہ ہے قرارداد کی حمایت ہماری مشروط ہے جناب اپنیکر مسئلہ یہ ہے کہ سہیڈی جو حکومت بلوچستان دے رہی ہے اس کی باقاعدہ وضاحت شاہ صاحب نے بھی کی ہے۔ عوام تک اس کا فائدہ نہیں پہنچتا۔ اس پر جو کمیٹی تکمیل پائی گئی میں اس قرارداد کے ساتھ یہ شرط لگاتا ہے کہ وہ کمیٹی جو اس سے پہلے بھی ایک کمیٹی تھی ان کمیٹیوں کی رپورٹ لگا کر کے پھر اس کو منظور کیا جائے اس میں یہ ہے کہ سہیڈی تو ہم دے رہے ہیں اب جناب آپ خود اندازہ لگائیں کہ اپنی سے گندم ~~ٹھاکر~~ خاکر مخیک دار کوئی لارہا ہے۔ پھر کوئی سے واپس خصدار لے جا رہے ہیں وہاں سے ادھر لارہے اور پھر واپس لے جا رہے ہیں۔ یہاں سے پھر کران لے جا رہے ہیں ادھر لارہے ہیں اور پھر لورالائی لے جا رہے ہیں۔ اس میں جناب اپنیکر بہت مشکلات ہیں میری گزارش یہ ہے کہ سہیڈی کے لئے کمیٹی تکمیل دی گئی ہے۔ اس کمیٹی نے رپورٹ مرتب کی ہے اس میں مشکلات یہ ہیں کہ جب تک اس کمیٹی کی رپورٹ ساتھ نہ ہو مثلاً اختر صاحب کے دو ریس ایک کمیٹی تکمیل دی گئی تھی اس کمیٹی نے رپورٹ دی کہ سہیڈی تو بحال کی جائے لیکن گندم کو آبادی کی بنیاد پر

تفصیل کیا جائے، جتنی جہاں آبادی ہے اس کے مطابق گندم دی جائے پھر اسی ضلع کے اندر باقاعدہ وارڈ پر تفصیل کیا جائے پھر وہ ذیل راست وارڈ سے منتخب کیا جائے پھر اس وارڈ کے اندر اس کی دکان ہو اور اس دکان کے سامنے وہ لست لگائے کہ مجھے اتنی گندم مل رہی ہے اور میری اتنی آبادی ہے وہ سب چیزیں لگائے پھر وہ گندم وہاں سے افغانستان بھی نہیں جاسکتا ہے ملے والے اس آدمی کو پکڑ لیں گے کہ ہماری گندم جو مل رہی ہے آپ کہاں لے جا رہے ہیں اس پر جو حکومت بلوچستان سے سیکھی دے رہی ہے یہ کہاں لے جا رہے ہیں باقاعدہ اس پر پورٹیں موجود ہیں اور جو سردارِ مصطفیٰ نے پیش کی ہے اس پر بھی رپورٹ موجود ہے۔ سیکھی کی ہم اس صورت میں حمایت کرتے ہیں جب ان رپورٹوں کو ساتھ لگائیں اور وہ فائدہ عوام کی جیب میں جائے عوام کے لئے فائدہ ہواں وقت صرف ایک آدمی کے لئے فائدہ ہے دو آدمیوں کے لئے فائدہ ہے تو دو آدمی کے فائدے کے لئے ہم کے کروڑ ضائع نہیں کرتے ہیں اس میں تھوڑا سا یہ مشکل ہے اور اس قرارداد کے ساتھ ہم یہ شرط لگاتے ہیں کہ قرارداد کو منظور کرتے ہیں اس شرط کے ساتھ کہ جو کمیٹیوں کی رپورٹ ہے وہ ساتھ لگا کر کے اس کی بنیاد جو عوام کے ہاں فائدہ ہواں قرارداد کو منظور کیا جائے جب ان کمیٹیوں کی رپورٹ آپ ساتھ لگا دیں اور سیکھی بحال کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو ڈبلن نہیں ملے گا اس وقت پھر ہر ایک کوشش کرے گا کہ میں ڈبلن جاؤں میرے لئے گندم ہوا اور میرے لئے یہ پر مثال جائے اس لئے کوشش کرتے ہیں کہ گندم دوسرا سے علاقوں کو بھری ہے اور یہاں پر لوگوں کو گندم نہیں مل رہی ہے جو گندم ہمارے صوبے کی ہے وہاں سے آرہی ہے ادھر ہمارے لوگوں کو نہیں مل رہی ہے جب ہمارے لوگوں کو نہیں مل رہی ہے تو یہ کروڑ روپے ایک ملاری تو نہیں ہے کہ اس کو بحال کریں اور اس وقت گزارش ہے کہ اوپن مارکیٹ میں چینی مل رہی ہے اس میں کوئی مشکل نہیں ہے دال مل رہی ہے اس میں کوئی مشکل نہیں ہے آپ کو چاول مل رہا ہے کوئی مشکل نہیں ہے تو گندم میں کیوں مشکل ہے یہ اس لئے کہ یہ افغانستان جا رہی ہے۔ لوگوں کا کاروبار ہن گیا ہے اب لوگ اپنا پیٹ پالنے کے لئے کس سڑاکوں پر جگت رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس

کے ساتھ پہلے والی کمیٹیوں کی روپورٹ ساتھ لگا کر منظور کریں اس طرح اگر منظور کریں تو مشکل بن جائے گا۔ (کری صدارت پر اپنیکر صاحب تشریف فرمائیے)

جناب اپنیکر، شکریہ۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب جب آپ نے کہا کہ منظور کرتے ہیں تو منظور ہوتا تو صحیح تھا تو میں نے بحث نہیں کی۔ میں عرض کرتا ہوں میں نے اس پر کوئی بات نہیں کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ بغیر بحث کے اس کو منظور کریں۔ لبڑا میں نے اس کی حمایت نہیں کی ہے۔ جیسا کہ اب مولانا صاحب فرمادی ہے ہیں جناب والا یا لیکی زیارتی ہے۔

جناب اپنیکر: آپ تخریف رکھیں میں ہاؤس میں پیش کرتا ہوں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا میں نے اس میں پہلے لکھا ہے کہ میکانزم کو نجیک کریں سردار عبدالرحمان گھیرستان (وزیر): جناب وہ پہلے بول چکے ہیں آپ مہربانی کر کے اس کو بخاکیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: اب جناب والا جب ایک مفسر دوسری نے دلیل دی ہے تو میں اس کے متعلق بتا دوں۔ بہت افسوس ہے جب انہوں نے کہا منظور ہے تو منظور کریں۔ اگر دلیل دی ہے۔ مولانا امیر زمان (سینئر مفسر): قرارداد کے ساتھ جو شرط لگا رہے ہیں وہ حزب اختلاف والے بھی منظور کرتے ہیں۔ تائید کرتے ہیں جو کمیٹی کی روپورٹ ہے وہ ساتھ لگا سکیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا میں آپ کے توسط سے مولانا صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں جب تم کہتے ہیں کہ آپ میکانزم کی اصلاح کریں آپ بتائیں ہمارا کیا اعتراض ہے لیکن کمیٹیوں کی روپریتیں یہاں سہیڈی بحال کریں باقی جو آپ کریں۔ آپ اصلاح کریں۔

جناب اپنیکر: مولانا صاحب یہ جو آپ نے فرمایا تو یہ قرار داد صوبائی حکومت کو ہی جارہی ہے یہ باتیں جو آپ کہتے ہیں تو یہ ساری باتیں وہاں جائیں گی ایسکی بات نہیں ہے آڑنیبل ممبر بلا جتناں کی ہی حکومت سے ریکومند کر رہا ہے آپ کے جو طریقے ہیں وہاں آپ بحث کر لیں۔

سردار عبدالرحمان ھمیت ان (وزیر) : جناب اپنے کریں یہ عرض کرتا ہوں۔
مولانا امیر زمان (سینئر منسٹر) : جناب اس قرار داد کی ہم حمایت کرتے ہیں اور سب سیدیہ کی
حوال کرنے کی ہم حمایت کرتے ہیں تائید کرتے ہیں جب قرار داد وہاں جائے تو جو کمیٹیوں کی رپورٹ
بے وہ جو خدمتیات ہیں اس کی ہم بات کرتے ہیں۔

جناب اپنے کمیٹیوں کی رپورٹ میں تو آپ کے ساتھ ہیں۔

سردار عبدالرحمان ھمیت ان (وزیر) : جناب مجھے توبات کرنے دیں یہاں پر ایک قرار داد
آنی ہے کہ سب سیدیہ کو منظور کیا جائے اسی قرار داد کے حوالے سے پہلے ایک کمیٹی بنی ہے جس کا ممبر
ہوں سید احسان شاہ ہے، سردار مصطفیٰ ہیں، جعفر خان اس کے چیئرمین ہیں ہم نے اس پر تفصیلی غور کیا
ہے جہاں تک طریقہ کار کا سوال ہے جیسا کہ امیر زمان صاحب نے وضاحت کی ہے کہ جب کراچی
سے گندم آتی ہے کونہ میں اور پھر کونہ سے واپس سکران جاتی ہے کیوں نہ وہ ڈائریکٹ سکران چلی جائے
اور جو بار کھان کو لوار الائی کو گندم آتی ہے وہ ذیرہ نازی خان سے کونہ آتی ہے پھر ان علاقوں کو جاتی ہے
یہ طریقہ کار صوبائی حکومت کا ہے صوبائی حکومت طے کرے گی۔ اس میں کمیٹی جو صوبائی حکومت نے
وزیر اعلیٰ کے حکم سے بنائی وہ کمیٹی نے سفارشیں کی ہیں باقاعدہ اس کو دیکھا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں جیسا
ہے کہ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ سب سیدیہ کی بحال ہو جائے جو کہ بحث ختم کر دیا گیا ہے۔ سب سیدیہ کی بحال
ہو جاتی ہے اس کا طریقہ کار صوبائی کابینہ کی روشنی میں وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم سے ہم اس کو ایک
اسٹریم لائے دے سے گے۔

جناب اپنے کمیٹی کے عمدہ ارجمند خان تھوڑا سا اس میں اور لکھ دیں۔ کہ موجودہ ماہی سال ۱۹۹۹ء
کے دوران گندم کی سب سیدیہ کی بحال کی جائے تو اس میں لکھ دیں کہ بحال کی جائے اور جو کمیٹی کی
سفارشات ہیں اس کو لٹھوڑا خاطر رکھا جائے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل : آپ کو پتہ ہے جناب یہ گورنمنٹ کا اختیار ہے اپنا میکانزم
کریں۔

جناب اپنیکر: وہ ان کو بے میں آپ کی بات تسلیم کرتا ہوں۔
عبدالرحیم خان مندوخیل: وہ صحیح ہے۔

جناب اپنیکر: اب سوال یہ ہے کہ اس قرار داد کو منظور کیا جائے۔ جواب کے حق میں ہیں ہاں کہیں جواب کے خلاف ہیں نہ کہیں۔ ہاں کی تعداد زیادہ ہے قرار داد منظور ہوئی۔ (مداخلت)
عبدالرحیم خان مندوخیل: انشاء اللہ کوئی کر پہنچنے میں کر سکے گا ہم نے آپ کو پولیس دی ہے کرامہ برائج ہے آپ کیوں نہیں کر سکتے۔ ایک آدمی ایک محیک دار تمام گورنمنٹ سے تجوہ اے رہے ہیں، آپ کا یہ پیش ہے آپ کو یہ کرنا ہے آپ نہیں کر سکتے ہیں آپ رشت خود کو نہیں پذیر کر سکتے ہیں آپ اس میں حصہ دار ہیں بالکل یہ تمام کر پہنچنے کرتے ہیں مشرک کا حصہ نہ ہو۔

جناب اپنیکر: وہ ختم ہو گئی ہے آپ اگلی قرار داد پڑھیں۔ مداخلت باتیں۔

جناب اپنیکر: مشترکہ قرار داد نمبرے کوئی پیش کر دے۔
مشترکہ قرار داد نمبرے کے

عبدالرحیم خان مندوخیل: ۱۔ یہ کہ حکومتی بنیادوں پر صوبہ بلوچستان میں ہاں دل کے امراض کے علاج کے لئے کوئی خاص ادارہ قائم نہیں کیا گیا جب کہ دیگر صوبوں میں اسی مقصد کے لئے حکومت اور پرائیویٹ دونوں سیکھروں میں مختلف ادارے قائم ہیں۔

۲۔ صوبے میں دل و شریان کی جراحی کی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے مریض انتہائی پریشانی کے عالم میں رہتے ہیں لہر اپنے محمد و دوسریں کو برداشت کرلاتے ہوئے دیگر صوبوں اور شہروں کا رخ کرتے ہیں جو کہ مالی ذاتی اور جسمانی مشکلات کا باعث بنتا ہے۔ علاوه ازیں مالی وسائل کی استطاعت نہ رکھنے والے مریض جو دوسری جگہ نہیں جاسکتے وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو جیٹھے ہیں۔

۳۔ بلکہ صوبے سے تعلق رکھنے والے دل و شریان کی جراحی کے ماہرین تربیت مکمل کر کے جس سخت کی ملازمت میں ہیں مگر دل کی جراحی کی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے ان امراض کا علاج نہیں کر سکتے۔

- لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ دل کے امراض کے علاج کے لئے سول ہسپتال کوئنڈ یا بولان میڈیکل کمپلیکس میں درج ذیل سہولیات فراہم کی جائیں۔
- ۱۔ دل و شریان کی جراحی کے لئے تمام آلات سے آراستہ ایک وارڈ قائم کیا جائے جن میں مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ شبکے ہوں۔
 - ۲۔ دل کی جراحی کے لئے شبکہ انتہائی نگہداشت میں کم از کم دس بستر و مکان کا بندوبست کیا جائے۔
 - ۳۔ دل کی جراحی کے لئے جدید آپریشن تھیز اور تمام آلات جراحی کا بندوبست کیا جائے۔
 - ۴۔ دل و شریان کی جراحی کی بنابرہ اکٹروں کے لئے خالی آسامیوں کا بندوبست کیا جائے۔
- جناب اپنے کردار: یہ کہ حکومتی بینیادوں پر صوبہ بلوچستان میں تاحال دل کے امراض کے علاج کے لئے کوئی خاص ادارہ قائم نہیں کیا گیا جب کہ دیگر صوبوں میں اسی مقصد کے لئے حکومتی اور پرائیوریٹ دونوں سیکٹروں میں مختلف ادارے قائم ہیں۔
- ۵۔ صوبے میں دل و شریان کی جراحی کی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے مریض انتہائی پریشانی کے عالم میں رہتے ہیں یا پھر اپنے مدد و دوسائل کو برداشت کار رکھتے ہوئے دیگر صوبوں اور شہروں کا رخ کرتے ہیں جو کہ مالی و زندگی اور جسمانی مشکلات کا باعث ہتا ہے علاوہ ازیں مالی وسائل کی استطاعت نہ رکھنے والے مریض جو دوسری جگہ نہیں جاسکتے وہ اپنی جان سے ہاتھ دھون چھتے ہیں۔
 - ۶۔ یہ کہ صوبے تعلق رکھنے والے دل و شریان کی جراحی کے ماہر سر جن تربیت حاصل کر کے حکمہ صحت کی ملازمت میں ہیں مگر دل کی جراحی کی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے ان امراض کا علاج نہیں کر سکتے۔

- لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ دل کے امراض کے علاج کے لئے سول ہسپتال کوئنڈ یا بولان میڈیکل کمپلیکس میں درج ذیل سہولیات فراہم کی جائیں۔
- ۱۔ دل و شریان کی جراحی کے لئے تمام آلات سے آراستہ ایک وارڈ قائم کیا جائے جن میں

مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ شعبے ہوں۔

۲۔ دل کی جراحی کے لئے شعبدہ انجینئری نگہداشت میں کم از کم دس بستروں کا بندوبست کیا جائے۔

۳۔ دل کی جراحی کے لئے جدید آپریشن تھیز اور تمام آلات جراحی کا بندوبست کیا جائے۔

۴۔ دل و سریان کی جراحی کی بنابردارکنوں کے لئے خالی آسامیوں کا بندوبست کیا جائے۔ سردار عبدالرحمن حسیر ان: جناب نماز عصر کا وقفہ کر دیں۔ عصر کا وقت بھاری ہو رہا ہے۔ دس پندرہ منٹ کے لئے ہی وقفہ کر دیں۔

جناب اپسیکر: اب نماز عصر کے لئے پندرہ منٹ کے لئے وقفہ کیا جاتا ہے۔ نماز عصر کے لئے اجلاس کی کارروائی پائیج بجکر پیغام لیس منٹ پر شتم ہوئی اور دوبارہ کارروائی زیر صدارت جناب اپسیکر چھنچ کر پندرہ منٹ پر شروع ہوئی۔

جناب اپسیکر: عبدالرحیم خان صاحب آپ نے قرارداد پر ہلی تھی اب اس کے حق میں جو دلائل دینا چاہیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب اپسیکر آپ کا شکریہ۔ آپ نے مشترکہ قرارداد پر اپنے معروضات پیش کرنے کا موقع دیا ہے مشترکہ قرارداد نمبر ستر ہے جناب والا پبلے ایک قرارداد کے حوالے سے عرض کیا ہے۔ (مداغلت)

یہ اسکلپٹ کے روکارڈ کا حصہ ہن گیا ہے تو عرض ہے کہ صحت کے بارے میں یہ حکومت کے فرائض میں ہے کہ وہ عوام کے میکسر عوام کی صحت پر خرچ کرے اور پھر آج کے دور میں یہ خرچ بالکل پبلے زمانے کی حکومتوں میں بھی حکومتی ادارے ہوتے تھے اور اس میں عوام کا علاج ہوتا تھا اور خرچ حکومت کے میکسر سے دیا جاتا تھا اور پھر یہ ذمہ داری بھی ہے زیادہ سے زیادہ تمام شہریوں کو صحت کی سہولیات حکومتی قائم کرنے والوں سے دی جائے اب ہمارے صوبے میں ہمارا پورا صحت کا مکمل ہے اور اس کے لئے بڑے ادارے قائم ہیں۔ صوبائی سٹل پر ڈویژن سٹل پر لیکن اس میں مختلف شعبوں میں

سکولیات کی کمی اور یہ دل کی بیماریوں کی شریان بالخصوص جراحی کے سائینڈ میں بھی تک ہمارے
صوبے کے مرکزی ہسپتال میں اس کا حکومتی کوئی انتظام نہیں ہے جناب والا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں
میں نے جو ان چیزوں کو دیکھا ہے اور عوام کے نیکسز سے اس کے تابع سے دیکھیں تو بہت کم خرچ
کر کے ہم بالکل ایک بہترین ادارہ دل کی جراحی یا اس کے امراض کے انتظام کرنے اگرچہ یہاں یہ
شعبہ ہے لیکن وہ فزیشن کی سائینڈ ہے اس حوالے سے ہے لیکن سر جری کے حوالے سے کوئی شعبہ نہیں
ہے اور اس پر ہم نے دیکھا ہے اس پر بہت کم خرچ کر کے ہو سکتا ہے۔ لیکن میں افسوس سے کہتا ہوں کہ
ہمارا صحبت پر اربوں روپے خرچ ہوتا ہے۔

عبد الرحمن خان مندوخیل: لیکن آج تک کسی بھی گورنمنٹ نے اس پر غور نہیں کیا ہے کہ ایسا
ادارہ قائم ہو جس پر بہت کم خرچ ہو۔ اس لئے جناب والا ہم اس قرارداد کے ذریعے اسیلی کی طرف
سے گورنمنٹ سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ دل کی بیماریوں کی بیماریوں کے علاج کے لئے جراحی اور
دوبھرے اس شعبے کو بولان میڈیکل کمپلیکس میں یا سول ہسپتال میں باقاعدہ قائم کیا جائے اس کے
لئے جو بھی ضروری انتظامات ہیں وہ کئے جائیں اس کے لئے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے ان کے لئے
آسامیاں پیدا کی جائیں ہمارے اپنے ڈاکٹروں کے علاوہ اگر ضرورت ہے اور اگر ہمارے ڈاکٹروں
کے لئے کافی نہیں ہیں تو پھر دوسرے ڈاکٹر مقرر کئے جائیں۔ جناب والا یہاں ایک افسونا ک
رجحان میں نے جو گورنمنٹ میں دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ جو کام گورنمنٹ کا ہوتا ہے اور اس پر گورنمنٹ کی
مگر انی گورنمنٹ کے ڈاکٹریکٹشن سے جو ادارے قائم ہیں اس میں جو کرپشن ہوتی ہے اس کو بہانہ بنا کر
کہتے ہیں کہ ہم فلاں کام نہیں کریں تو پھر آپ مہربانی کر کے اپنا بوری ستر سمیت لیں۔ گورنمنٹ کی
ذمہ داری یہ ہے کہ آپ کے تقریباً پچاس کے قریب مجھے ہیں جب مجھے بنادیئے ہیں اور عوام نے ان کا
خرچ دیا ہے اس میں آپ نے کرپشن۔

سردار عبد الرحمن خان کھمیران: جناب اگر اتنا بولے گا تو رات کے پارہ بجے تک یہ
اجلاس چلے گا۔

جناب اپنیکر: سردار صاحب آپ میری جگہ پہنچی بات کر لیتے ہیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: سردار صاحب جذر باتِ عوام کے مفاد کا ہوا اگر یہ اجلاس پوری زندگی بھی چلتے تو میں بولتا رہوں گا۔ جب کر پیش ہو گا ڈاکٹر نہیں چلا سکیں گے لہذا اس کو نہیں کرنا ہے میں بہت ہی چیزوں کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں آپ میری بانی کریں میری اپنی معلومات میں ۱۰ کروڑ سے زیادہ نہیں ہے۔ ۲۰ کروڑ سے زیادہ ان چیزوں پر خرچ نہیں کرتا اور اس میں جناب والا اس کے باوجود گورنمنٹ دا بلے جو اتنی رقم خرچ کرتے ہیں تو یہ رقم بھی ضروری ہے۔ گورنمنٹ کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ اسکی اہم ضرورت اس کو پورا کرے۔ اس لئے میری بانی کر کے یہ قرارداد منظور کی جائے اور اس کے مطابق جو ہم نے تفصیلات دی ہیں یہ جو ہماری سفارشات ہیں ان سفارشات کے مطابق وہ شعبہ قائم کیا جائے میری بانی۔

جناب اپنیکر: کسی نے بولنا ہے تقریب کس نے کرنی ہے۔

سردار عبدالرحمان خان ٹھیکر ان: تمہارا سامیں بولوں گا سری یہ جو قرارداد ہے بڑی اہم قرارداد ہے بلوچستان کے حوالے سے جہاں کراچی میں دیکھتے ہیں دل کے لئے علیحدہ ہوتا ہے۔ لاہور میں اسلام آباد میں ملکان میں ہر جگہ پہ ہے صرف بلوچستان میں نہیں ہے پچھلے دنوں ایک دل کا مریض با تھریوم میں فوت ہو گیا تو تین دن بعد اس کی لاش پڑی رہی تو سب سے نازک مسئلہ دل کا ہے جناب اپنیکر ہمارے ڈاکٹر تارا چند بھی بیٹھیں ہوئے ہیں کہ وہ بہت بہتر جانتا ہے کہ دل کا معاملہ کیا ہے سر میں اس میں تھوٹ سا amendment کرنا چاہوں گا جیسے ابھی قائد میان نواز شریف صاحب نے ایک سلسلہ شروع کیا ہے کہ نیز کا پورے ملک میں مختلف جگہوں پر تھے جاری ہے ہیں۔ بلوچستان میں سندھ میں صوبہ سرحد میں اور پنجاب میں اس طرح ہم لوگ قرارداد کو مرکز کے لئے بنادیں کیونکہ بلوچستان میں فنڈ کی بھی کمی ہے جائے ہم صوبائی حکومت سے ہم سب مرکز سے مطالبا کرتے ہیں کہ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم فراہم کرے۔

جناب اپنیکر: یہ قرارداد جائے گی۔ صوبائی حکومت کے پاس صوبائی کابینہ میں پیش ہوگی وہاں پر

اس پر بحث ہو گی تو سردار صاحب کی جو رائے اور جو مولانا صاحب کا ارشاد جو بعد میں انہوں نے فرمایا تو وہاں پر کامیابی سارا کام اس حکومت کو لکھ سکتی ہے۔

ڈاکٹر تارا چندر: آپ کی سفارش ہو گی تو۔

جناب اپنکر: آپ کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے آگے بھیجن گے وہ بہتر ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: وہ بہتر ہے۔

سردار عبدالرحمان گھیرت آن: جناب اگر ایوان اس چیز کو مشترک طور پر منظور کر لیتا ہے۔ تو پھر کامیابی میں لے جائیں گے ایوان کی رائے اور کامیابی کی رائے اکٹھی کر لیں گے۔

جناب اپنکر: سردار صاحب میں آپ کی رائے تسلیم کر رہا ہوں۔ میں مزید اس بات کو آگے بنھاؤں گا میں اس کو بالکل تسلیم کرتا ہوں یہ یقیناً اچھی رائے ہے اور آپ کی بات ہے ممکن ہے کوئی اس میں کوئی چیز رہ گئی ہو ممکن ہے آپ کامیابی میں پالش کر کے اس کو آگے بھیجن۔

جناب اپنکر: پھر میں اس کو ایوان میں پیش کرتا ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔ جو اس کے حق میں ہیں ہاں کہیں۔ جو اس کے مقابل ہیں نہ کہیں۔ چونکہ ہاں کی تعداد زیادہ ہے قرارداد منظور کی جاتی ہے۔ قرارداد منظور ہوئی۔

جناب اپنکر: ڈاکٹر تارا چندر صاحب قرارداد نمبر ۸ پیش کریں۔

ڈاکٹر تارا چندر: قرارداد نمبر ۸ میں مخالف ڈاکٹر تارا چندر۔ یہ کہ صوبہ بلوچستان دو منصادر میں مسماں کا حاصل ہے جسے انگلیز دور حکومت میں دوالگ الگ سردار اور گرم زون میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ان زونز کا نظام الاوقات وہی پرانا چلا آرہا ہے جبکہ موجودہ دور میں کچھ رسم اور سیویلیت کے لحاظ سے کافی تبدیلیاں واقع ہو چکی ہیں آج سے پچاس سال قبل صوبہ کی آبادی کم تھی اور مدارس کی تعداد انگلیوں پر گئی جا سکتی تھیں۔ اس کے بر عکس موجودہ دور میں ترقی کا عمل تیزی سے جاری نہ ہے۔ آبادی میں اضافہ کے ساتھ ساتھ سرکاری اور خصی تعلیمی اداروں کی تعداد میں بھی روزافروں اضافہ ہو رہا ہے۔

صوبہ کے گرم علاقوں میں جس میں ضلع نصیر آباد، جعفر آباد، جمل مکری روچان ایسی ڈیرہ کمی

کو ہلو چاغی، خاران، سبیلہ، تربت، گودر، آواران اور خضدار شامل ہیں۔ ان علاقوں کا تعلیمی سال جنوری تا دسمبر جبکہ سر د علاقوں کا تعلیمی سال بنا و قدم مارچ تا دسمبر ہوتا ہے گرم علاقوں کے تعلیمی ادارے جنوری تا مئی اپنی تعلیم جاری رکھیں اور درمیان میں جون تا اگست چھٹیوں کی شکل میں تین ماہ کا طویل بریک آ جاتا ہے اور پھر ستمبر تا دسمبر دوبارہ تعلیم کا آغاز کیا جاتا ہے جبکہ ہمارے پڑوی صوبہ سندھ کا موسم بھی گرم ہے اور اس کا تعلیمی سال کیم اگست تا ۳۱ مئی ہے۔

یہ حقیقت اظہر من اقصی ہے کہ گرم علاقوں کے طلباء و طالبات گرمیوں کی تین ماہ کی طویل چھٹیاں گزارنے کے دوران کورس کی کتابوں کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے اور جو کچھ چھٹیوں سے قبل پڑھایا جاتا ہے وہاں تعطیلات کے دوران بھول جاتے ہیں اور جب ستمبر میں دوبارہ تعلیمی ادارے کھلتے ہیں تو اس انتہا کو اس سرنوکام کرنا پڑتا ہے جو ایک نہایت تکلیف دہ عمل ہے اور پھر دسمبر میں سالانہ امتحان ہوتے ہیں درمیان میں اس تعلیمی بریک ڈاؤن کی وجہ سے طلباء کا کافی تعلیمی فحصان ہوتا ہے۔

اول یہ کہ طلباء سابقہ اساباق بھول جاتے ہیں دوسری یہ کہ انہیں اس سرنوکام کرنا پڑتا ہے۔ سوم یہ کہ طلباء کا نقل کی طرف رجحان بڑھتا ہے یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے۔ ۱۹۹۸ء کے اعداد و شمار کے مطابق گرم زون کے چودہ اضلاع میں پر اسکری ڈیل اور ہائی اسکولز کی کل تعداد ۴۹۱۶ جن میں زیر تعلیم طلباء طالبات کی تعداد اس کے علاوہ ہے جبکہ سر د علاقوں کے مدارس کی کل تعداد ۵۰۲۳ ہے جن میں زیر تعلیم طلباء طالبات کی تعداد

● ۳۰۸۵۰۳ ہے

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ گرم علاقہ جات کے تعلیمی معیار کی بہتری کے پیش نظر درج ذیل اقدامات پر فوری طور پر عمل و رآمد کروایا جائے۔

- ۱۔ گرم علاقہ جات کا تعلیمی سال کیم رائست تا مئی ہوتا کہ طلباء و طالبات کو پورا سال تعلیمی عمل میں مصروف رکھ کر بہترین حاصل کے جاسکیں اور مقامی لوکل امتحانات میں متفقہ ہوں۔
- ۲۔ گرم علاقہ جات میں موسم گرم کا تعلیمات ۱۵ ارنسکی تا ۳۱ جولائی (ڈھائی ماہ) ہوں۔

۳۔ مذل جماعت کے امتحان کو اسکالر شپ کا امتحان قرار دیا جائے جس کے لئے ایک خاص
سمینہ منظر کیا جائے۔

۴۔ موجودہ نظام کے تحت میزک کے امتحانات اپریل میں ہوتے ہیں اور طلباء، طالبات کو دسمبر
میں اسکولز سے فارغ کیا جاتا ہے لیکن مجوزہ نئے نظام کے مطابق میزک کے طلباء و طالبات کو دسمبر کی
بجائے مارچ میں فارغ کیا جائے جس سے موسم گرم کی تعطیلات کی وجہ سے جو طلباء و طالبات مانگریش
کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اس کا بھی خاتمہ ہو سکے گا۔

جناب اپنیکر: یہ کہ صوبہ بلوچستان دو متصاد موسموں کا حال ہے ہے اگر یہ دور حکومت میں دو
الگ الگ سرداور گرم زونز میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ان زونز کا نظام الادفات وہی پرانا چلا آ رہا ہے جبکہ
موجودہ دور میں پھر ما جوں اور سہولیات کے لحاظ سے کافی تبدیلیاں واقع ہو چکی ہیں آج سے پچاس
سال قبل صوبہ کی آبادی کم تھی اور مدارس کی تعداد انگلیوں پر گئی جا سکتی تھیں۔ اس کے بعد موجودہ دور
میں ترقی کا عمل تیزی سے جاری ہے۔ آبادی میں اضافہ کے ساتھ ساتھ سرکاری اور خصی تعلیمی اداروں
کی تعداد میں بھی روز افزون اضافہ ہو رہا ہے۔

صوبہ کے گرم علاقوں جس میں ضلع نصیر آباد، جعفر آباد، جعفر آباد جمل مکنی رو جحان بی، ڈیرہ
گنڈی کوہ لوچانی، خاران، لسیلہ، تربت، گوادر، آواران اور خضدار شاہل ہیں۔ ان علاقوں کا تعلیمی سال
جنوری تا دسمبر جبکہ سرد علاقوں کا تعلیمی سال بلا وقفہ مارچ تا دسمبر ہوتا ہے گرم علاقوں کے تعلیمی ادارے
جنوری تا مئی اپنی تعلیم جاری رکھیں اور درمیان میں جون تا اگست چھٹیوں کی شکل میں تین ماہ کا طویل
بریک آ جاتا ہے اور پھر ستمبر تا دسمبر دوبارہ تعلیم کا آغاز کیا جاتا ہے جبکہ ہمارے پڑوی صوبہ سندھ کا موسم
بھی گرم ہے اس کا تعلیم سال کیم رائست تا ۳۱ مریٹی ہے۔

یہ حقیقت اظہر من افسوس ہے کہ گرم علاقوں کے طلباء و طالبات گرمیوں کی تین ماہ کی طویل
چھٹیاں گزارنے کے دوران کورس کی کتابوں کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے اور جو کچھ چھٹیوں سے قبل پڑھایا
جاتا ہے وہاں تعطیلات کے دوران بھول جاتے ہیں اور جب ستمبر میں دوبارہ تعلیمی ادارے کھلتے ہیں تو

اس اساتذہ کو از سر نو کام کرنا پڑتا ہے جو ایک نہایت تکمیلی دہم میں اور پھر دسمبر میں سالانہ امتحان ہوتے ہیں درمیان میں اس تعلیمی بریک ڈاؤن کی وجہ سے طلباء کا کافی تعلیمی اقصان ہوتا ہے۔

اول یہ کہ طلباء سابق اس باقی بھول جاتے ہیں دوسری یہ کہ انہیں از سر نو کام کرنا پڑتا ہے۔ سو تین یہ کہ طلباء کا نقل کی طرف رجحان پڑھتا ہے یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے۔ ۱۹۹۸ء کے اعداد و شمار کے مطابق گرم زون کے چودہ اضلاع میں پرائمری میل اور ہائی اسکولز کی کل تعداد ۲۹۱۶ جن میں زیر تعلیم طلباء طالبات کی تعداد ۳۱۳۲۱ تھی اسی طرح ۱۹۹۹ء میں اضافہ شدہ اسکولز اور طلباء طالبات کی تعداد اس کے علاوہ ہے جبکہ سردار علاقوں کے مدارس کی کل تعداد ۵۰۲۳ ہے جن میں زیر تعلیم طلباء طالبات کی تعداد ۴۰۸۵۰۳ ہے۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ گرم علاقہ جات کے تعلیمی معیار کی بہتری کے پیش نظر درج ذیل اقدامات پر فوری طور پر عمل درآمد کروایا جائے۔

۱۔ گرم علاقہ جات کا تعلیمی سال کیم رائست تامنی ہوتا کہ طلباء و طالبات کو پورا سال تعلیمی عمل میں مصروف رکھ کر بہتر ترین حاصل کئے جائیں اور مقامی لوکل امتحانات میں منعقد ہوں۔

۲۔ گرم علاقہ جات میں موسم گرم کی تعطیلات ۱۵ اگسٹ تا ۳۱ ستمبر جولائی (ڈھائی ماہ) ہوں۔

۳۔ میل جماعت کے امتحان کو اسکالر شپ کا امتحان قرار دیا جائے جس کے لئے ایک خاص مہینہ مقرر کیا جائے۔

۴۔ موجودہ نظام کے تحت میٹرک کے امتحانات اپریل میں ہوتے ہیں اور طلباء طالبات کو دسمبر میں اسکولز سے فارغ کیا جاتا ہے لیکن موجودہ نئے نظام کے مطابق میٹرک کے طلباء طالبات کو دسمبر کی بجائے مارچ میں فارغ کیا جائے جس سے موسم گرم کی تعطیلات کی وجہ سے جو طلباء طالبات مانگریش کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اس کا بھی خاتمہ ہو سکے گا۔

جناب اسپیکر: اب جتاب ڈاکٹر صاحب اس سلسلے میں دلائل دیں گے آپ اپنی اس قرارداد کی۔ بہت لمبے چوڑے دلائل، سارے آگئے۔

ڈاکٹر تارا چند: منظور کرتے ہیں معزز اراکین اگر منظور کریں تو میرے خیال میں ولائل جناب اپنیکر: آپ بولیں گے جی؟ آپ بولیئے گا۔ سید احسان شاہ صاحب۔

ڈاکٹر تارا چند: شکریہ جی۔ شکریہ۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): شکریہ جناب اپنیکر۔ زیر بحث قرارداد جناب ڈاکٹر تارا چند کی طرف سے پیش ہوا یو ان میں، میں اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ واقعی جو ہمارا موجودہ نظام تعلیم ہے وہ انگریزوں کا دیا ہوا ہے اور اس میں کوئی فتح کے نتائج ہیں جس کی تفصیل کے ساتھ اس میں ذکر کیا گیا ہے۔

جناب اپنیکر: Thank you جی۔

حاجی علی محمد نو تیزی: جناب اپنیکر میں اس قرارداد کی پروگرامیت کرتا ہوں اور ۱۹۹۲ء میں بھی اس قسم کی میں خود قرارداد لایا تھا اس اس بدلی میں اور ہمیں یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ اس کے متعلق حکومت جلد نوٹیفیکیشن جلد جاری کرے گی لیکن وہ نوٹیفیکیشن جاری نہیں ہوا اب بھی ہماری گورنمنٹ سے گزارش ہے کہ اس کا نوٹیفیکیشن جاری کرے اور..... (مدخلت)

حاجی علی محمد نو تیزی: نہیں ختم تو نہیں گورنمنٹ.....

جناب اپنیکر: ہمارے ذریعہ تعلیم دہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ ان میں سے کوئی جو بھی صاحب کچھ بولنا چاہیں۔ آپ بولیں گے یا آپ بولیں گے؟

سردار عبدالرحمن خان ھسپتار (وزیر پرائمری تعلیم): عرض ہے اس قرارداد کے دو حصے ہیں ایک تو یہ ہے کہ ہمارے گرم اضلاع میں ان میں امتحان کے سلسلے میں یہ قرارداد پیش کی گئی۔

جناب اپنیکر: دونوں کے تعلیمی سال علیحدہ علیحدہ ہیں۔

سردار عبدالرحمن خان ھسپتار (وزیر پرائمری تعلیم): تعلیمی سال کا منسلک ہے۔ دوسرا اس میں جو سفارش نمبر ۳ پر ہے کہ مذکور جماعت کے امتحان کو اس کا رشپ کا نام قرار دیا جائے جس کے لئے خاص مہینہ مقرر کیا جائے۔ سراس میں ایوان کو اعتماد میں لوں گا ہم نے اس سے پہلے قرارداد

سے پہلے کچھ پیشافت کی ہے۔ نصیر آباد ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابراہیم کھوسا صاحب ہیں کوئی تنظیم ہے ان کی، اسی کا آئینہ یا ہے، وہ آئے تھے، میں جب میر محمد علی رند کے دفتر میں گیا کسی کام کے سلسلے میں وہ بیٹھے ہوئے تھے تو مجھے بڑا عجیب سا لگا۔ میں اپنی بات کر رہا ہوں۔ تو انہوں نے میر محمد علی صاحب کو درخواست دی ہے کہ تمہیں ہے جی کہ یہ تعلیمی سال جو ہے ایسے ہونا چاہئے تو انہوں نے اس کو میرے آگے رکھ دیا میں نے اس پر لکھا کہ کھوسا صاحب کو سردیوں میں لا ہو رہا ہے اور گرمیوں میں مری بھیجا جائے کیونکہ سردی، گرمی کا زیادہ ذکر کر رہے ہیں، لیکن پھر بعد میں، میں نے اس کی اسٹینڈی کی توااقی یا ایک مسئلہ ہے۔

جناب اپنیکر: چلنے جی چلنے۔

میر عبدالرحمٰن خان ^{کھیتراں} (وزیر پرائزمری تعلیم): سوچا نہیں اس کی اسٹینڈی کی پھر کیس کی۔

ڈاکٹر تارا چند: سر ہمارے بلوچستان میں چودہ اضلاع ایسے ہیں جن میں گرمیوں کا تعلیمی سال مطلب گرم علاقے ہیں بارہ اضلاع ہمارے جو ہیں ہمارے سرد ہیں تو اس میں.....

میر عبدالرحمٰن خان ^{کھیتراں} (وزیر پرائزمری تعلیم): جو اس قرارداد میں پوائنٹ نمبر ۳ ہے میں نے دورہ قلات میں یہ چیز محسوس کی کہ مڈل کے امتحان ہمارے ایمپوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں دو طریقے سے ہو رہے تھے جو ہمارے اسکول مڈل یوں تک تھے ان کا امتحان اسکالر شپ کا امتحان ہوتا تھا اور جو ہمارے ہائی اسٹینڈرڈ کے میزک تک تھے اسکول وہ مڈل کا امتحان مطلب ہے لوکلی اپنے وہ ہیڈ ماسٹر کرتا تھا اور پر و موت کر دیتا تھا اسی کا جو اثر ہمارے اسکولوں پر یہ پڑ رہا تھا کہ جو ہمارے آنھوں کے بچے تھے مطلب جن کا اسٹینڈرڈ ٹھیک نہیں تھا وہ کیا کرتے تھے کہ جب آنھوں کی کلاس میں پہنچتے تھے تو وہ ما سیکریشن کر کے ہائی اسکولوں کی طرف چلے جاتے تھے کہ لوکلی ہم پر و موت ہو جائیں گے وہیوں کا امتحان پھر نقل مار کے جس طریقے سے بھی ہو گا کر لیں گے۔ اس میں ہمارے ہائی اسکولوں پر کلاس نہم کا زیادہ بوجھ بدن رہا تھا دوسرا یہ ہے کہ جو مڈل اسکول تھے ان کی آنھوں کی کلاس تھی

کسی میں چار بجے تھے، میں قلات کے دورے پر جب گیا، کسی میں چار بیٹھے ہوئے ہیں کسی میں پانچ حالانکہ ساتویں میں ڈیڑھ سو کی تعداد ہے۔ آنھویں جماعت میں پانچ۔ تو وہاں پر میں نے announce کیا اور اس کا باضابطہ میں نے نوٹیفیکیشن کرادیا ہے کہ آنھویں کا امتحان جولونگی ہید ماسٹر صاحبان کرتے تھے وہ ہم نے ختم کر دیا اب آنھویں کا امتحان باضابطہ اس کا رشپ کا امتحان ہو گا اور پرموشن امتحان تھرڈ بورڈ آف انتر میڈیا ہٹ کے ذریعے ہو گا یہ مسئلہ تو ہم نے حل کر دیا آپ کا۔ جو پاؤخت ۳ پر آیا ہے کہ ایک ہی امتحان ہو گا اور دو بورڈ کے ذریعے ہو گا اب رہ گیا جو یہ گرم اور سرد علاقوں کے یہ تعلیمی..... تو اس میں وزیر اعلیٰ صاحب نے حکم دیا تھا کہ اس پر آپ ایک کمیٹی بنائیں اور اس پر مینگ کریں آج سے دو دن پہلے ہم نے اس پر مینگ کی ہے اس میں نائب سیف، مفسٹر سینڈری، مائی سینکر یزدی، سینکر یزدی سینکنڈری، ڈائریکٹر پرائمری اور ڈائریکٹر سینکنڈری یہ چھ آدمی ہیں اور کوئوں صاحب کو ہم نے جس کا آئندہ یا ہے میرے خیال میں اسی نے اپروچ کیا ہو گا آپ تک پہنچا ہو گا شاید آپ سے بات کی ہو گی تو سب کو سرکولیٹ کیا۔ تو سراں میں ہماری ایک مینگ ہو چکی ہے ہم نے اس پر میترفت یہ گی ہے کہ میرے خیال میں اس پر میں کہتا ہوں کہ قرارداد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر ہم ایک مینگ کر چکے ہیں اس میں ہم نے یہ decide کیا ہے اس مینگ میں کہ ایک لیز ہم نے لکھا ہے گورنمنٹ آف پنجاب کو، پنجاب میں بھی سرد علاقے ہیں مری وغیرہ کے اور دوسرا لیز ہم نے لکھا ہے صوبہ سرحد گورنمنٹ کو کہ وہاں پر کیا طریقہ کار ہے اس میں باقی کوئی مسئلہ نہیں ہے صرف مدل کے امتحان کا مسئلہ ہے۔ میزک کا تو already میزک ہے اپریل میں ہوتا ہے اس میں سرد اور گرم علاقوں کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اس میں پھر آگے جو نیکل کا بزر ہیں یا جو بھی ہیں ان کے ایڈیشن کا بھی.....

جناب اپنیکر: نہیں اسی میں تعطیلات حاصل ہوتی ہیں نا۔

سردار عبدالرحمن خان کھیتان (وزیر پرائمری تعلیم)۔ تعطیلات تو دونوں میں۔۔۔۔۔ تعطیلات میزک میں دونوں میں حاصل ہو رہی ہیں مگر سے جواہی، اگست میں کھلتے ہیں، گرم علاقوں کے۔ وہ تین مہینوں کی تعطیلات وہاں آ جاتی ہیں دسمبر کے mid سے لے کر مارچ تک سرد علاقوں کے

اپریل میں ہوتا ہے وہ دونوں تعطیلات دونوں کے درمیان میں پڑ جاتی ہیں۔ تو اس کا پھر ہم آگے پہل کے کوئی طریقہ نکالیں گے کہ تعطیلات حاکم نہیں ہوں۔

جناب اپسیکر: صحیح ہے۔

سردار عبدالرحمٰن خان کھیتراں (وزیر پرائمری تعلیم): لیکن دو موسم میں اس میں لا محال تعطیلات involve ہو گی۔ یہ اس کا مسئلہ جو یہ قرارداد کی بنیادی چیز ہے وہ مدل کے امتحانات ہیں۔ اس میں ہم انشاء اللہ آئندہ چند دنوں تک ہمیں جواب مل جائے گا صوبہ سرحد کی گورنمنٹ سے بھی اور صوبہ پنجاب سے بھی۔ یہ ایک بات دوسری ہم اس پر ہم ماہرین کی کافرنس بلار ہے یہ اس میں کچھ چیدگیاں ہیں جو آگے پہلے ادمیشن ہیں یا جو لار کے میگریشن کرتے ہیں اب مثال ہے ایک سرکاری ملازم یہاں پر کوئی میں ہے اس کا بچہ پر ہر ہاہے وہ مرانسٹر ہو کے گرم علاقے میں جاتا ہے تو جب وہ اپنے بچوں کو وہاں پر migrate کرے گا تو اس کا وہ تین چار میٹنے کا gap آ رہا ہے اس میں اس کے تین چار میٹنے یا تو سردار علاقوں والوں کے شائع ہو جائیں گے یا گرم علاقوں والے کے۔ اس میں تھوڑی تھی Technically problem ہے اس میں ہم آئندہ وہ پندرہ دن میں جو نبی ہمیں پنجاب گورنمنٹ اور صوبہ سرحد گورنمنٹ سے اس کا جواب موصول ہوتا ہے ہم ایک کافرنس بلا یں اس میں ماہرین بھی ہونگے ہم اپنے ساتھیوں کو بھی اس میں گرم علاقے سے بھی سردار علاقے سے بھی جو اس چیز کو بخخت ہیں وہ کافرنس میں بلا یں گے اور مشترکہ طور پر ایک لائچ عمل، ہمیں خود احساس ہے کہ یہاں پر یونکہ جب گرمیوں کی چھٹیاں ہوتی ہیں تو وہ بچے جو کوئی ان کو... والدین کتنا زبردستی ان کو گھروں میں بخوا کے پڑھاسکتے ہیں تو لا محال ان کا break آ جاتا ہے کچھ بچے تو یہیں جو نیوشن یا ان کے والدین پڑھے لکھتے ہیں وہ پڑھا لیتے ہیں جو جاں یا غریب لوگ ہیں ان کے لئے مسئلہ بن جاتا ہے آگے پھر وہی نقل کار، جان اور تعلیمی معیار اگر جاتا ہے۔ اس پر ہم پوری تندی سے کام کر رہے ہیں دونوں سائیڈ پر سکندری اور پرائمری۔ تو میرا خیال ہے کہ محرک سے میری یہ گزارش ہے کہ وہ اس قرارداد پر زور نہ دیں۔ ہم ایک میٹنگ کر چکے ہیں یہ لیٹر ہمیں موصول ہوتے ہیں اس میں

ہم ان کو بھی شامل کر لیں گے مندوخیل صاحب ہیں، سردار صاحب اگر تشریف لانا چاہتے تھے تو باقی ہمارے اس طرف سے جو ساتھی اس میں کافی نہیں میں شامل ہونا چاہتے ہیں جو بھی تجویزات دیں گے ان کی روشنی میں ہم ایک لائچ عمل طے کر لیں گے یہ کوئی مخالفت یا حق والی بات نہیں ہے اس چیز کا ہمیں بھی احساس ہے کہ کوئی problem نہ نہیں بلکہ بچے ہمارے سب کے پیش ہیں۔ مشترکہ ہیں۔ میری گزارش یہ ہے جی۔

جناب اسپیکر Honourable محکم سے میں گزارش کروں گا کہ جو اسٹینٹ آزمیبل انجوکیشن مفسر صاحب نے دی ہے اور اس کی روشنی میں آپ کیا فرماتے ہیں۔

ڈاکٹر تارا چندر: یہ جو قرارداد میں نے پیش کی ہے اس میں پوری تفصیل ہے اور تمام معزز اراکین اس قرارداد سے مستنق بھی ہیں اور خود مفسر صاحب کی باتوں سے محسوس ہو رہا ہے کہ وہ اس جو اس میں الفاظ ہیں اس قرارداد میں وہ بچوں کے فائدے کے لئے ہیں، مستقبل کے فائدے کے لئے ہیں وہ ابھی بات جہاں تک کہ وہ کوئی **technalities** تھوڑی بہت ہیں difficulty ہے وہ کافی نہیں میں کوئی ایک پہچان پیدا نہیں کر سکتے۔

جناب اسپیکر: نہیں مقصد یہ ہے درست ہے آپ کی بات۔

ڈاکٹر تارا چندر: اس میں کوئی وہ نہیں ہے کہ جی وہ credits جائے گا وہ کوئی بات نہیں ہے جب یہ ایک حقیقت تھوڑی بہت آپ اس کو conditional accept کر رہے ہیں تو اس میں کیا ہو گا اس کو منظور کریں کہ جی ہم وہ اس میں کافی نہیں باتیں گے

جناب اسپیکر: وہ انکار اس سے بھی نہیں کرتے ہیں۔

ڈاکٹر تارا چندر: جب وہ accept کر رہے ہیں تو اس میں کیا ہو گا

جناب اسپیکر: وہ انکار اس سے بھی نہیں کرتے۔

ڈاکٹر تارا چندر: سب چیز کر رہے ہیں تو اس میں کیا ہو گا۔ اچھی بات جہاں سے بھی ہے اس کو

منظور کرنی چاہئے۔

مولانا امیر زمان (سینئر صوبائی وزیر) جناب اپنیکر باتیں تین ہیں۔ ایک یہ ہے کہ یہ باتیں تاراچند کی نہیں بلکہ کھوسہ صاحب کی ہیں کیونکہ جب وہ قرارداد کو پڑھ رہے تھے تو اس وقت بھی اظہر میں اشتمس کو کچھا اور پڑھ رہے تھے۔

ڈاکٹر تاراچند: میں اردو دان نہیں ہوں۔

مولانا امیر زمان: جناب میں آپ کے حق میں بول رہا ہوں دوسری بات سردار کھیت ر ان نے کہا کہ پہنچنے کی یہ تاراچند نے کھوسہ صاحب کو دیا ہے یا کھوسہ صاحب نے ڈاکٹر تاراچند کو۔ تیسرا بات احسان شاہ صاحب نے کی کہ ہمارا نظام تعلیم ہے وہ لارڈ میکالے کی تعلیم ہے اس میں خامیاں ہیں، چیزیں گیاں ہیں ان کی بات بھی صحیح ہے کہ واقعی ہمارے نظام تعلیم میں یقیناً چیزیں چھید گیاں ہیں اور سردار صاحب نے کہا کہ ہم اس پر غور کر رہے ہیں اور تارا صاحب کی خواہش ہے کہ میرا اور کھوسہ صاحب کی تجویز قرارداد کی صورت میں منظور کی جائے۔ تو ہم اس کو منظور کرتے ہیں۔

ڈاکٹر تاراچند: شکریہ مولانا صاحب۔ (تالیاں)

جناب اپنیکر: سوال یہ کہ قرارداد نمبر ۸ کو منظور کیا جائے (قرارداد منظور ہوئی) اس کے بعد آج کے دن کے لئے دو تحریک التواء کی بحث رکھی گئی ہے اگر ہاؤس چاہتا ہے کہ آج اس بحث کو مکمل کیا جائے تو بھئے کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ اب لے بخنزہ کو اور مغرب کا نائم ہونے والا ہے۔ اگر اس کو کل لے رکھا جائے۔ ●

سردار عبدالرحمن کھیت ر ان (وزیر محکمہ پرائزیری ایجنسیشن): جناب اپنیکر میں مشکور ہوں کہ آج ہم تحریک بھی گئے ہیں اگر اس کو بخت کے دن رکھا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب اپنیکر: میں محکمہ حضرات سے عرض کرتا ہوں سردار اختر مینگل۔

سردار محمد اختر مینگل: جناب اپنیکر یہ تحریک التواء پچھلے چار دن سے متواتر التواء میں چار ہے ہیں کیونکہ شاید پرسوں ہم میں سے اکثر available نہ ہوں حالانکہ Three working

days کے بعد اس کو پرسوں آنا چاہئے تھا تب بھی یہ نہیں آیا۔ مہربانی کر کے اس کو مغرب نماز کے بعد رکھا جائے۔

جناب اپنیکر: صحیح ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ مغرب کے نماز کے بعد اس پر بحث شروع کرتے ہیں اور جن حضرات نے اس پر بحث کرنا ہے تو وہ مہربانی کر کے سیکریٹری اسٹولی کو اپنانام لکھوا دیں۔ ابھی میں adjourn کرتا ہوں ہاؤس کو ۲۰ منٹ کے لئے (اجلاس کی کارروائی ۶۵۵ منٹ پر ملتوی ہوئی)۔

نماز مغرب کے وقت کے بعد اجلاس کی کارروائی دوبارہ ہے۔ بجکر ۳۰ منٹ پر زیر صدارت جناب اپنیکر شروع ہوا۔

جناب اپنیکر: تحریک التواد پر بولنے کے لئے گیارہ مقررین کے نام آئے قواعد کے مطابق پہلے حرکیں کو جو اس کے سلسلہ میں ان کو میں وقت دوں گا کہ دو لوگ بولیں۔ اس کے بعد جیسا کہ ہمارا طریقہ بھی رہا ہے کہ ایک ممبر حزب اختلاف کی طرف سے اور دوسرا حزب اقتدار کی طرف سے تو اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ اور اس کے لئے وقت مقرر ہے دو گھنٹے جو کہ اس وقت تک ہے۔ بجکر ۳۰ منٹ ہے، ہم نے ختم کرنا سازھے نہ بجئے۔ تو میں جملہ معزز ارکان سے گزارش کروں گا کہ اس میں وقت کا تعین کرتے ہیں کہ کتنی کتنی حد مقرر بول سکتے ہاں کہ اس کو وقت کے اندر اس بحث کو سمیت سکے۔ تو میرے خیال میں حرکیں کو پندرہ منٹ اور باقی حضرات کو پانچ یا سات منٹ جو بھی آپ بہتر سمجھتے ہیں اس پر ہم انشاء اللہ پنی بحث بھی سمیت سکیں گے۔ اور بات بھی پوری ہو جائے گی۔ سب سے پہلے عبد الرحیم خان سے گزارش کروں گا کہ وہ بحث کا آغاز کرے۔

عبد الرحیم خان مندوخیل: جناب اپنیکر میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے تحریک التواد جو سوراب میں عوام پر گولیاں چلیں اور لوگ شہید ہو گئے اور اسی طرح کا واقعہ تفتان میں پیش آیا اور ایک قیمتی جان کا خسیاں ہو گیا۔ جناب آپ نے ہمیں اپنے خیالات کے اظہار پیش کرنے کا موقع دیا اور ساتھ ہی آپ نے کہا کہ Moveover پہلے بات کریں گے Moveover کا حق ہے لیکن یہ

arrangement میں آپ ایسا نہ کریں کہ صرف ایک ہی طرف۔

جناب اپنیکر: نہیں میں نے کہا شاید آپ نے سنائیں میں نے کہا رہا تھا، تم لوگ پہلے محکمین بولتے ہیں اس کے بعد پھر دونوں طرف سے ایک اپوزیشن اور دوسرا اقتدار سے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں محکمین بھی میں اس طرح کا arrangement کریں کہ ایک یہاں سے اور دوسرا یہاں سے۔

جناب اپنیکر: صحیح ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا یہ مسئلہ سوراب کا جو واقعہ ہوا اس میں بنیادی طور پر ہمارے ہمارے مجموعی طور پر سیاسی جمہوری نظام کا بنیادی مسئلہ یعنی اس واقعے کی اہمیت اس کو اس نظر سے دیکھنا چاہئے کہ ہم نے بڑی جدوجہد کے بعد ملک آزاد کیا اور پھر ملک میں اندر ایسا انتہائی ناروا سیاسی نظام قائم ہوا آمریت قائم ہوا اور اگر کہیں جمہوریت ہوا بھی لیکن یہاں ایک کالوئیں نظام جس میں عوام کو اپنے مسائل کے لئے احتجاج کا حق تحریر کا حق تقریر کا حق مظاہرے کا حق نہیں دیا جاتا ہے یعنی ہم باقاعدہ ایک کالوئی کی حیثیت اور پھر کالوئی کے بالا آمرانہ نظام اور اس کے اندر صوبائی یا ہمارے دلن میں جو ہم لوگ یہ ایسا نظام حکومت کی بالکل استبداد اور باقاعدہ ہر قسم کے بنیادی حقوق کی لفڑی یہ اس طرح زندگی ہماری تھی۔ ۱۹۷۴ء میں یہاں صوبہ بنا اور وہ باقاعدہ مجموعی ملکی ہماری جو جدوجہد ہے اس میں ملکی بنیاد پر اور صوبائی بنیاد پر جناب والا ایک آئینی نظام بنا اور اس میں بنیادی طور پر حق ملا ہے ہم اس مسائل کے لئے باقاعدہ آزادی ہے کہ تحریر کریں ہم تقریر کریں اور مظاہرہ کریں یہ ہمارا بنیادی حق ہے اور یہ حق باقاعدہ کوثر میں انگریزی میں کہتے کہ justifiable یعنی باقاعدہ میرا یہ حق جس میں کوئی رکاوٹ ڈالنا چاہے اس کا باقاعدہ عدالت میں تحفظ ہے۔ عدالت میں باقاعدہ remedy ہے اور یہ اس کے خلاف جو کام ہوتے ہیں وہ باقاعدہ تعزیرات ملک کی تعزیرات کی نظام میں جرم ہے ان کو ان حقوق کے خلاف جو کوئی کام کرتا ہے وہ یا تو کراہ مقرر ہے جرم ہے یا قانون کی اصطلاح میں نارٹس ہے اس پر باقاعدہ ہم اپنے..... ہمارا یہ حق جو کوئی اس میں رکاوٹ

ذالیں گے ہم باقاعدہ اس کے لئے ہر جان طلب کر سکتے ہیں یہ ہے بنیادی اور پھر ہمارا صوبائی نظام یہ آئینی نظام ہے۔ اس میں ہمارے صوبے میں سیاسی طور پر یہ پارٹیاں جو یہاں پیشی ہوئی ہیں وہ سب اس پر اپنے اپنے طور پر پارٹیوں کے منشور پر ڈرام میں متفق ہیں کہ باقاعدہ تحریر و تقریر اور مظاہرے کا پارٹی کو باقاعدہ حق ہے اس کا تحفظ کیا جائے اب ہر حوالے سے جناب جب دیکھا جائے تو ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ صوبے میں گورنمنٹ ان بنیادی حقوق کا تحفظ کرے۔ سیاسی پارٹیاں اس کا تحفظ کریں لیکن ہم آج دیکھتے ہیں ہمارے صوبے میں یہی بد قسمتی ہے میں ہمارے ہوں کہ اس میں ہماری پارٹیاں اس مسئلے کو کس نظر سے دیکھتی ہیں۔ پہلے سال آپ نے دیکھا ٹوپ میں جناب والا استثن کمشز اپنے ہاتھ میں کلاںگوف لئے ہوئے باقاعدہ انہوں نے اسٹوڈنس پرفارمنگ کی یعنی یہ تو باقاعدہ اس نے وہاں جیلیا نیو والا باغ کی طرح قتل عام کیا۔ باقی چیزوں کے علاوہ ان کے لئے وہ ایک ایسا نقطہ بنا بھول ہم کہ آخر انگریز کو وہاں سے جانا پڑا اور اس پر بھی جناب والا وہ صورت ختم نہیں ہوئی ابھی کوئی ازربجھ کچھ وقت پہلے یہاں ہند جب آئی تو وہاں جیلیا نو والا باغ پہنچ گئی اس نے وہاں جو لوگ ہمارے دہاں مارے گئے تھے ان کی وہاں جو مونا منٹ ہے اس پر باقاعدہ پھول چڑھائے اور انگلینڈ کی طرف سے معافی مانگی۔ جناب والا یہ پوزیشن ہے اسی طرح دنیا کے ملک نے جہاں ایسی زیادتیاں کی ہیں تو اس نے یہ اقدام آخر میں کیا ہے ہماری بد قسمتی ہے کہ اب ہمارے صوبے میں جب یہ گورنمنٹ ہے ابھی باقاعدہ اسٹوڈنس پر گولیاں چلا کیں ایک ٹوپ کا تائب تحصیلدار جو باقاعدہ واپس اسی ٹوپ میں لگوادیا یعنی کہ پھر اس پر انکو اتری ہو اور اس پر ٹرائیکل ہو۔ انہوں نے ایسا طریقہ نکالا ہے کہ اس نجیک ہے درمیان میں اس حد تک لوگ چلے گئے ہیں بے ادبی معاف ابھی وہ عدالتوں پر عدم اعتماد کر چکے کہ وہ یہ انکو اتری نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ بالآخر آفسران جو ہیں حکومت اور انتظامیہ کے اعلیٰ آفسران جو ہیں وہ ہر قسم کی انکو اتری ہر قسم کی ٹریبل کہ غیر جانبدار رہے، غیر جانبداری کے علاوہ بالکل ان کے مفادات کے لئے ان کی مرضی کے لئے باقاعدہ تھا کیونکہ کوچھ ہنا اور اس میں تمام ٹوپ گواہ ہے تمام دنیا نے دیکھا اور باقاعدہ وہی تحصیلداروں ہیں پر بیٹھا ہوا ہے یہ پھر آپ نے دیکھا یہاں ملیٹیا کی اپنی مرضی

سے بلکہ آپ نے بہاں کوئی میں دیکھا پولیس آفیسروں نے باقاعدہ عام راہ گیروں کو گولیوں سے مارا
یہ اس کوئی میں ہوا اسی کوئی میں بائی پاس پر اگر آدمی روڑ پر جا رہا ہے اور تریک کے حوالے سے یا اس
نے زیادتی کی یا کسی اور نے باقاعدہ ہمارا پتا ہمارا دیا ہوا اسکے قول ان کے کروان لگایا ان کو عزت دی
ہے اس کو روٹی دی ہے اسے بندگہ دیا ہے تمام آفیسر ان جو ہیں ہمارے عوام نے مقرر کیا ہے اور وہی
اسکے باقاعدہ عموم پر گولیاں بر ساتا ہے یہ مجموعی طور پر ایک ماحول بن گیا اور اس طرح یا ایک
سوراب کا واقعہ کینے ہوا سوراب کے واقعے کے بارے میں سب کو علم ہے کہ ایک نائب تحصیلدار جس
کے بارے میں شہر کے عوام نے احتجاج کیا کہ یہ کرپٹ ہے یا دیگر معاملات میں شامل ہے اس کو
مزانفر کیا جائے گورنمنٹ کے پاس لوگ گئے احتجاج کیا۔ کشرنے وعدہ کیا لیکن اس کے باوجود ایک
نائب تحصیلدار آپ ایسا لے لیں مجموعی طور پر عوام نے ایک جلسہ کیا اور جلوس نکالا اور انہوں نے یہ
مطالبہ کیا کہ اے بھی اس کو مزانفر کرو ٹھیک ہے اے بھی آپ سمجھے بالکل بہت اچھا آدمی ہے لیکن
عوام نے کہہ دیا کہ اس کو مزانفر کرو یعنی کیا اس میں اسی چیز ہے اس میں کس کی اتنا کا مسئلہ ہے کہ وہ جو
اس کو مزانفر کرو پھر کیا ہوا ہی مزانفر ہونا چاہئے لیکن وہ اس پر کوئی اس کے بارے میں یعنی عوام کے
انتہی اہم مسئلے کو انہوں نے کوئی اہمیت نہ دی اور انہوں نے اپنی اتنا کا مسئلہ بنا لیا پھر عوام نے مظاہرہ کیا
اور مظاہرہ جو تمام دنیا جاتی ہے کہ وہاں جو آرئی ڈی روڈ ہے اس سے ہر دو عوام مظاہرہ کر رہے
ہیں اور وہاں آرہے ہیں ٹھیک ہے انہوں نے احتجاج کرتا ہے یہ ان کا حق ہے خدا نخواستہ انہوں نے
کوئی جرم کیا ہو جرم کا بھی قانون ہے ہمارے ملک میں باقاعدہ پیش لازم ہیں تعریفات ہے اور اس میں
باقاعدہ دیا ہوا ہے کہ آپ دفاع کا حق کس وقت استعمال کرتے ہیں اور دفاع کا حق کس حد تک
استعمال کرتے ہیں اور جب آپ اس کو ایک عام آدمی سے ہٹا کے یعنی یہ دفاع کا حق یا فلانا اور
گورنمنٹ کی تو ذمہ داری زیادہ ہوتی ہے کہ وہ باقاعدہ برد بارے کام لے اور عوام کے احتجاج کا حق
اس کا تحفظ کرے اور پھر جو باقی معاملات ہیں سیاسی انداز میں حل کرے۔ احتجاج ہو اور انہوں نے
ایف سی بلایا اور دوسرا ہے اوارے اور باقاعدہ لوگوں پر گولیاں چلیں تمام دنیا گواہ ہے تمام دنیا نے دیکھا

اور با قاعدہ تین افراد اس دن شہید ہوئے اور اے اے ۱۹ یعنی آدمی رُخی ہوئے اور ان میں پانچ چھٹے شدید رُخی ہیں۔ عوام نے احتجاج کیا احتجاج پر گولیاں برسائی گیکس اور گولیوں کے بر سانے کے بعد آج ہماری گورنمنٹ سے یہاں جمیوری آئیں کے جہاں اصول واضح ہے کہ آپ نے یہ کرنا ہے ان کی ذمہ داریاں ہیں اور ابھی تک گورنمنٹ نے وہاں سب بیٹھے ہوئے تھے تو یہی بھی ہے اے یہ بھی ہے اور مجھ پر بھی ہے یعنی ہر ایک قانون کا پابند ہے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ وہ قانون کا پابند نہیں ہے فوج کا آدمی ہے لیکن وہ قانون کا پابند ہے لیکن انہوں نے یہ نہیں کیا اور عوام کا اسلئے عوام پر استعمال کیا لوگ مارے گئے لیکن آج یہ تین تاریخ کا واقعہ ہے۔ آج جناب والا ۱۹ تاریخ ہے لیکن آج تک وہی لوگ ان پر جو انتظامیہ کہتی ہے کسی آدمی کے بارے میں معمولی محظی کی ہدایت نہیں ہوئی ہے۔ محظی کی ہدایت جناب نہیں ہے اس کے معنی کیا ہیں اس کے معنی یہ ہیں اور ہم آپ کے یہاں کہہ سکتے ہیں جو انگریزی میں کہتے ہیں کہ یعنی Connival ہے یعنی جہاں آپ کی اتنی بڑی ذمہ داری ہے آپ نے لوگوں کو پروٹکٹ کرتا ہے ان کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے بنیادی حقوق کے اس کے خلاف جرم کیا۔ انتظامیہ نے آفسروں نے ایفسی نے لوگوں کو قتل کیا اور آپ اس کے بارے میں کوئی یہ کارروائی نہیں کرتے وہ Minimum نہیں کرتے کہ ان لوگوں کو آپ محظی کریں میں اس کو اس طرح لیتا ہوں کہ آپ دو منٹ کے لئے یہی انتظامیہ نے ایک ماخوں کو خراب کیا۔ کیا انہیں ایسے مس پہنڈاگ جوانہوں نے کیا وہ جرم آپ بالکل دو منٹ چھوڑیں کہ ان کی ہدایت پر گولیاں چلیں ایسے ہی انہوں نے اس مسئلے کو ایسا الجھایا اور لوگوں کو قتل کرایا آپ نے انہیں محظی تک نہیں کیا۔ جناب والا یہ ہر معنوں میں آئیں ذمہ داری، قانونی ذمہ داری، سیاسی ذمہ داری ہر جواہ سے یہ زیادتی ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ جو ہے اس کی ذمہ داری ہے کہ با قاعدہ وہ ان لوگوں کو اور اس دن ایک وہ اصطلاح استعمال ہوئی بلکہ انہوں نے کہا کہ ہم نے تریبول بنا لیا ہے تو تریبول کا تجربہ آپ کے سامنے ہیں کہ اس کے بعد وہ کام ان لوگوں کو جو قتل کیا گی تمام کیسوں میں ان لوگوں کو جنمہوں نے قتل کیا ہے با قاعدہ انہیں سزا ہوئی۔

جناب اسپیکر: Please pointed of you say پندرہ منٹ آپ کے ہو رہے ہیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: میں ختم کروں گا میری عرض یہ ہے کہ اس گورنمنٹ سے کم ازکم جو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم جو ہیں عوام کا تحفظ کریں گے ہماری ذمہ داری ہے آئینی اور سیاسی اس گورنمنٹ سے یعنی توقع نہیں کرنی چاہئے میں ریکارڈ یافت کروں گا گورنمنٹ سے کہ آپ مہربانی کریں۔ جرات مندانہ فیصلہ کریں یہ طریقہ کہ آپ عوام کو آپ کی انتظامیہ نے قتل کیا اور آپ کل ہیجھے ہوئے ہیں کہ عوام نے عوام کو قتل کیا یہ آپ کہیں گے۔ نہیں جتاب والا ذرا آپ توجہ کریں۔ عوام نہیں کہتی ہے یہ باتیں یہ آپ تھیک ہے بے ادبی معاف عوام کی باتوں کو جھٹلانے کی کوشش کریں گے لیکن عوام کا کورٹ ہو گا آپ پوری طرح بالکل آپ یقین کریں کہ آج جو بھی کہیں گے کہ فلاں ہوا اور فلاں ہوا عوام کو آپ نے قتل کیا آپ کی انتظامیہ نے پھر سر بازار پھر سر عالم دن کی روشنی میں انہیں قتل کیا ہے یہ بات ایسی نہیں ہے کہ آپ یہاں آکے اپنا ایسا کانٹدی کا رواوی کر کے اور اپنا زبانی بیان دے کے آپ چھوٹ بولیں۔ ڈی سی ہے، اے سی ہے جو کہ تحصیلدار نائب تحصیلدار ہے مجرب ہے جنہوں نے جرم کیا ہے جن کا دفاع کر کے بے گناہ لوگوں پر اڑامات لگائیں گے اپنے آپ کا دفاع کریں گے عوام اس کو نہیں چھوڑیں گے اور عوام اپنے کورٹ میں یہ فیصلے کر دیں گے اور آپ کا آج بھی جیسے اس دن یہاں شہزادہ صاحب نے بیان کیا خاران کا ڈی سی ایک شخص پر پیل کو باقاعدہ وہاں وہ لے آیا اور اس کے ہاتھ چھکڑی ڈالی اور یو یو یو کہا کہ اس کو مار داں وقت تک جب تک مار سکے انگریز ڈی سی نے نہیں کیا ہے یہ بات انگریز ڈی سی نے نہیں کیا خاران کے ڈی سی نے آج جمہوری حکومت کے دوران کیا۔

جناب اسپیکر: مندوخیل صاحب As agree upon (مدخلت)

عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں جتاب والا یا یہ تمام مسئلے کی اہمیت میں سامنے لا رہا ہوں میں اس میں اتنا اور اس میں وہ اپنا سب لوگ جانتے ہیں کہ وہ جزو یہ بن کا جو ہسپتاں ہے یا اس کا تعلیمی ادارہ ہے وہ کمپلیس ہے اس کے لئے انہوں نے کروڑوں روپے دیئے ہیں اور آپ وہ جو ہیں ان کروڑوں روپے کو اپنے لئے لوٹ کا ذریعہ بنا رہے ہیں اسی طرح دوسری ایسی چیزیں سب کو معلوم ہے تمام دنیا جانتی ہے لیکن خاران کے ڈی سی نے یہ کیا اور اس آدمی کو باقاعدہ تھانے میں رکھا اور سب

لوگ جانتے ہیں کہ تھانے میں رکھا تمام رات لیکن اس پر کوئی کیس نہیں ہے یعنی وہ کہتے ہیں جس سے جا میں رکھا یہ گورنمنٹ ہے تو یہ بات میں گورنمنٹ کے ممبر سے کہوں گا آپ یہ باقاعدہ چھوڑ دیں With respect du ہے احترام سے کیا آپ کس پارٹی سے ہیں اور آپ کا نظام ہے مخلوط یہ آپ کی ذمہ داری ہے کیا آپ جو ہیں ہمارے عوام کا تحفظ کریں آپ کو آئینی، سیاسی، اخلاقی ذمہ داری سونپی گئی اور اگر آپ نہیں کریں۔ ان لوگوں کو سزا نہیں دیں گے عوام سزا دیں گے اس میں صرف ایک فرق ہو گا کہ اس میں آپ بھی سزا میں آ جائیں گے۔ جناب آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب اپسیکر: Thank you very much. He spoke for twenty minutes, Thank you very much.

عبد الرحیم خان مندو خیل: اس میں، میں افتتاح کا مسئلہ بھی شامل کرتا ہوں۔ شکر یہ

جناب اپسیکر: وہ ہو گیا چلنے پر نہ آپ بولیں گے جی پرنس دیسے میں کہتا ہوں اگر آپ تمہیک ہے میں تسلیم کرتا ہوں میں محکمین سے پہلے عرض کر رہا ہوں اس لئے میں بات کر رہا تھا ایسی بات نہیں ہے ا Know ہاں میر صاحب آپ نے کہا تھا آپ بولنا چاہتے ہیں ہاں بولنے میر علی محمد نو تیزی صاحب۔

حاجی علی محمد نو تیزی: بڑی مہربانی آپ نے مجھے نام دیا میں اس تحریک التواء پر زور حمایت کرتا ہوں اور خاص کر یہ جو سوراب کا واقعہ ہے اور افتتاح کا واقعہ ہے یہ دونوں ایک قسم کے واقعے ہیں بلکہ سوراب کا زیادہ ہے اور افتتاح میں ابھی بھرے بازار میں ایف سی والوں نے فائزگ کر کے ہمارے افتتاح کے مسجد میں موزون کوشیدہ کیا اور دو آدمی رُخی ہوئے تو اس کے بعد ہمارے اے سی نے ان ایف سی والوں کو زور سے ہٹایا۔ ہم کہتے ہیں یہ گورنمنٹ ہماری کیا کر رہی ہے چون میں واقعہ ہوئے ہیں ہمارے نوٹکی میں ایسے واقعہ ہوئے ہیں لیکن آج دن تک ہماری گورنمنٹ نے کوئی قدم نہیں اٹھایا ایک مثال میں آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ میاں اظہران کی جو اپنی پارٹی کا نہیں اس دن اخبار میں کا رਨوں بنایا ہے کہ یا ہم ان کے خلاف کیس بنائیں یا ہیروں کی رکھیں تو ہماری مثال یہی ہے ابھی اگر ہم ایف سی والوں کے ساتھ وہ کرتے ہیں دوسرا دن گھر میں لا کئے ہیروں کی رکھتے ہیں یا اور کوئی چیز رکھ

کر جناب کیس بنا تے ہیں تو ہماری گزارش ہے حکومت والے اگر بے بس ہیں تو وہ استعفی دے دیں جا کیس اپنے گھروں میں مشخص یا اس کے لئے کوئی اقدام کریں نواز شریف نے کتنی دفعہ چوہدری شجاعت کو بھیجا ہے یہاں افغان میں ہمارے جناب اختر میں گل صاحب چیف منسٹر تھے نوٹھی میں بھی حال ہوا اختر صاحب واپس پہنچ یہاں کوئی میں تو بعد میں ایف سی والوں نے اتنی بری بتیں کیس۔

میں معدورت سے کہنا چاہتا ہوں دو تین ہماری گازیاں آگئیں ایف سی والے کیا کہتے ہیں بولتا ہے جاؤ اپنے باپ کے پاس یہ کوئی حکومت ہے ابھی جب ایک وزیر اعلیٰ کو ایک باعزت شخص کو ایف سی یہ کہے تو ہماری گورنمنٹ کا کیا فائدہ اور ہماری گورنمنٹ کیوں بیٹھی ہے استعفی دے دیں ہمارے چیف جنس کا یہی حال ہوا چیف جنس کی گازی کو روکا انہوں نے قدم اٹھایا بعد میں ہمارے چیف جنس کو انہوں نے اپنے طور طریقے سے نکال دیا تو یہی حال ہے جناب والا بعد میں کیا کہتے ہیں کہ چیف جنس کی گازی میں شراب تھی جناب ایک معزز شخص کے واسطے ایسے بھانے بانا ہم کہتے ہیں یہ تو بالکل گورنمنٹ کی بے وقوفی ہے اور وہ چھوڑ دیں گورنمنٹ استعفی دے دیں۔ نواز شریف استعفی دے دیں یہ گورنمنٹ استعفی دے دے یہ کوئی گورنمنٹ ہے عوام کا یہ حال ہے پھر ہم کہاں جائیں تو میری گزارش ہے جناب اپنیکر کہ گورنمنٹ یا اس ایف سی کو ایک طریقے سے ختم کریں جوان کا فرض ہے وہی کام کریں یہیں ہے کہ ایک سائز کا کام یہ لوگ کرتے ہیں کشم کا کام ان کے ہاتھ میں ہے کوئی چیز نہیں ہے جوان سے محفوظ ہو، ابھی ہمارے گھروں میں گھستے ہیں بھرے بازار میں آپ کیوں آ رہے ہیں بھی اسمگنگ کیا ہے کدھر اگلگنگ ہے جو اسمگنگ ہے ان کو راستہ دے رہے ہیں خود پیر لے رہے ہیں۔

کاروائی کے کاروائی میں آپ کو دیکھا ونگا ایران سے آ رہے ہیں، کدھر سے آ رہے ہیں اور پیسے لے کر اسے چھوڑ رہے ہیں اور ایک غریب جو اپنی رکان میں بیٹھا ہوا ہے وہ جا کر فائزگ کرتے ہیں تو جناب اپنیکر گورنمنٹ سے یہ گزارش ہے کہ آپ برائے مہربانی آپ اس وزارت کیلئے وہ نہ کریں کہ آپ وزارت سے انکل جائیں گے آپ برائے مہربانی اپنے صوبے کے واسطے سوچیں۔ ہر یہی مہربانی۔

جناب اپنیکر: بہت شکریہ ہی۔ بہت بہت شکریہ ہی میں اب فلور میرا سد اللہ بلوج کو دینا چاہوں

گا آپ بولنے ہر ایک کیسے ایک بیہاں سے تو ایک بیہاں جناب آپ بہتر سمجھتے ہیں آپ بولنے گا نہیں
بولنا چاہتے شاہ بولیں چلے کوئی بول دے آپ بول دیجئے۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ تحریک التواہ جس پر بحث کی جا رہی
ہے جو سوراب کے واقعے سے متعلق ہے میں اپنی جانب سے اور اپنی پارٹی کی جانب سے اس کی بھرپور
حمایت کرتا ہوں۔ جناب والا اس میں کوئی شک نہیں کہ سوراب کا جو واقعہ ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے
اور یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے بلوچستان میں اس کے فوراً ہی دوسرے تیسرا دن بعد افغانستان کا واقعہ ہو گیا
اس سے قبل بھی واقعات ہوتے رہے ہیں جیونی کا واقعہ تھا اس کے علاوہ اور جگہوں پر بھی واقعات
ہوئے ہیں لیکن سرگز ارش یہ ہے کہ واقعات کیوں ہوتے ہیں سوراب کا مسئلہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ لائن
آف آرڈر مینٹھن کرنے کے لئے ایف سی کی جانب سے کئے گئے اقدامات کی وجہ سے یا بھی تک دہ
اصل حرکات سامنے نہیں آئے جس کے لئے ایک انکواڑی ہو رہی ہے البتہ ہم یہ دیکھیں کہ اس کے
علاوہ بھی ہمارے صوبے میں ہر دو تین میں بھی بعد ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ جو ختم ہونے چاہیں۔ میرا
مطلوب ہے ان کا خاتمه ہو۔ جناب والا جبکہ دوسرے صوبوں میں ریجنرز کے پاس ایٹھی اسمگنگ
ایکٹ نہیں ہے تو ہمارے صوبے میں کیوں ہے فرنٹر میں ریجنرز کو یہ اختیارات دیے گئے تھے لیکن
وہاں کی صوبائی حکومت کی درخواست پر اور لوگوں کے شور شرابے کی وجہ سے اس ایٹھی اسمگنگ ایکٹ
کو واپس کیا گیا پہلے تو میری اس اکملی کے توسط سے مرکزی حکومت سے گزارش ہے کہ اس کی جتنی بھی
بیہاں پر ایجنسیاں ہیں وہ کوست گارڈ کی شکل میں ہیں۔ ایف سی کی شکل میں ہیں یادوسری شکل میں ہیں
مہربانی کر کے اس کے طریقہ کار کا تعین کر کے اور ان کے اختیارات کا تعین کیا جائے کہ ان کے کیا
اختیارات ہیں بیہاں پر جو ایف سی کے پاس اختیارات ہیں کشم والے پکے پاس بھی وہ اختیارات
ہیں۔ پولیس کے پاس اور صوبائی حکومت کے پاس وہ اختیارات ہیں۔ کوست گارڈ کے پاس وہ
اختیارات ہیں اور ایٹھی اسمگنگ ایکٹ کے لئے جناب والا پہلے سے ایک ادارہ موجود ہے کوست گارڈ
کی شکل میں کشم کی شکل میں تو پھر ایف سی کو یہ اختیارات دینے کی کیا ضرورت ہے جہاں پر بعض

دوستوں کا جیسے کہنا ہے کہ جیسے ایف سی کی جہاں جنینیں ہیں ان کی باقاعدہ بولیاں لگتی ہیں خدا جانے یہ
بات کس حد تک صحیح ہے اور جب ایسے حالات ہوں جب وہ اتنے بدنام لوگ ہو جائیں تو اسی پر یہ مشری
کو اس پر نظر ثانی کرنی چاہئے اور سوراب کا جو واقعہ ہے وہ تحصیل دار کے تبادلے سے شروع ہوا ہے پہلے
تو ایک شخص کی گرفتاری اور تحصیل دار کی مرانفراس پر ڈی سی نے جو یقین دہانی کرائی اور جو وہاں
ایکشن کمینی تھی وہ یقین دہانیاں پوری نہیں ہوئی اس کے بعد لوگ روڑوں پر آئے یہ کس نے کیا ہے
یقیناً جتاب یہ جو عمل جس نے کیا ہے ایف سی نے کیا ہے یا کسی اور ایکٹی نے کیا ہے یہ قابل نہ مدت
ہے لیکن اس وقت جو صوبائی حکومت نے کمینی دہانی ہے۔ کورٹ سے ریکویٹ کی ہے اس کے بعد صحیح
صورت حال سامنے آئے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایف سی کی زیادتی نہ صرف سوراب میں بلکہ
تمام صوبے میں کوئی ایسا علاقہ کوئی ایسا گاؤں شہر نہیں ہے کوئی ایسا روز نہیں ہے جو اس کی زیادتیوں سے
محفوظ نہ ہو میری گزارش ہے صوبائی حکومت انکو ازدی کر رہی ہے اس کے بعد صحیح صورت حال سامنے
آئے تو میری صوبائی حکومت سے مرکزی حکومت سے گزارش ہوگی اس کو قرار واقعی سزادی جائے۔
شکریہ!

جناب اپنیکر: پرس موسیٰ جان۔

پرس موسیٰ جان: جناب اپنیکر جو آپ نے مجھے موقع دیا ہے جناب یہ کسی سے ڈھکی چیزیں بات
نہیں ہے یہ جو واقعہ ہوا ہے جو ظلم ہوا ہے جو بربریت ہوئی ہے یا جن فورمز نے کیا ہے میرے خیال
میں اس سے چلتیز خان کی ادائیگی ہو جاتی ہے، اس اکیسویں صدی میں ہم داخل ہونے والے ہیں اور
اسلام کے ہم علم بردار ہیں اور بات ہم ساتویں قوت کی کرتے ہیں دنیا کی ہم ساتویں طاقت ہیں آج
سے پہلے جو لا ہور میں دولا کھا آدمیوں کا جلوس نکالا گیا اس پر کسی نے پھول نہیں پھینکا۔ بلوچستان میں
جو ظلم کے خلاف لوگ اٹھتے ہیں جس سے دردی سے ان پر گولی چلائی جاتی ہے اس کے شہوت میں سردار
اختر، شاہلوچ جو موقع پر پہنچ گئے ہیں۔ ہم ہیں جب ہم سوراب سے جانے لگے جہاں سوراب میں لوگ
شہید ہوئے تھے تو جیسے ہی ہم گئے تو ایف سی والے نے ہم پر بندوق تائی اگر شاہلوچ صاحب گاڑی نہ

روکت تو ہم بھی آج سوراب کے شہیدوں میں شمار ہو جاتے۔ آج ہم جو ظلم کی داستان ایف سی والوں کے خلاف پیش کر رہے ہیں اس سے پہلے بھی ہم پیش کرتے آرہے ہیں اس کا نتیجہ آپ نے ۲۷ میں ۳۷ میں لوگوں نے مجبور ہو کر پہاڑوں کا سہارا لیا آج اس دور میں کیا ہو رہا ہے۔ میں سال سے افغانستان میں کیوں خانہ جنگی ہو رہی ہے۔ آج فلسطین میں کیوں لڑائی ہے ظلم جناب تو یہ میلشیا کا کوئی نیا واقعہ نہیں ہے یا آنکھ پھولی بلوچستان کے ساتھ روز بھیں رہے ہیں ہماری عزت کے ساتھ لڑائی خضدار میں ہوئی ہے تو ایکشن ناکے میلشیا کے قلات میں لگتے ہیں اس کا کیا تکمیل ہوتا ہے۔ بچے ہیں، عورتیں ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں وہ ہمیں ملکی نہیں سمجھتے ہیں غلام سمجھتے ہیں ہماری حکوم قوموں کی غلام جسی حیثیت ہے جہاں پنجابی حاکم ہیں ان سے ہم کیا تو قع کر سکتے ہیں اگر ان سے کوئی تو قع ہوتا۔

زیر صدارت جناب چیسر میں عبدالرحیم خان مندوخیل:

جناب چیسر میں: پُرس موی جان۔

پُرس موی جان: تین دن بعد جو افغانستان میں واقع پیش آیا مسجد کا امام جو ہمارے دین میں کافی مقدس ہوتا ہے انہوں نے اس کو بھی نہیں چھوڑاوجہ کیا ہے۔ جناب اپنیکر جو پچھلے کریم صاحب تھے وہ دس لاکھ روپے لیتے تھے اور موجودہ کریم صاحب جو تھے وہ میں لاکھ روپے مانگتے ہیں۔ کبھی پڑوں کے بھانے، کبھی بغیر کاغذ موڑ سایکلوں کے بھانے اور کبھی کوئی تحصیلدار کے بھانے۔ جناب اپنیکر لوگوں پر گولیاں چلتی ہیں۔ جناب ہم اس موقع پر گئے سات سو میٹر پر بھی لوگوں کو گولیاں لگی ہیں۔ جناب میں نے آپ کو پناہ تایا میں اختر جان اور شاء بلوچ ہم پر بھی بندوقیں زکاری لگیں اور نہ کوئی ناکرد کوئی بیمن تاکہ پتہ چلتا ہمارے پاس اللہ دین کا جن تو نہیں تھا کہ جناب نہیں وہ پہلے بتا دیتا کہ جناب آپ یہاں سے نہیں جائیں آپ کو مار دیں گے ان میں سے جو آدمی مارا گیا۔ جناب دوسرے دن اس کی شادی تیار تھی اور وہ اپنے باپ کا اکوتا بینا تھا یہ جتنے لوگ مارے گئے ہیں ان سب کی عمر تقریباً بیس، ایکس سال تھی۔ جناب عالی! اس ملک میں ہمارا مقدر بن چکا ہے بلوچستانیوں کا کہ یہ میلشیا ایف۔ سی۔ یہ فور سز جب تک یہ خون نہیں چھوٹے ان کوثرات کو نہیں نہیں آتی ہے چاہے وہ بلوچوں کا خون ہو یا

پشتو نوں کا خون ہو یا بلوچستانیوں کا خون ہوان کو عادت پڑھنی ہے خون پینے کی، جناب اپنیکر ہم ان سے یہ کہتے ہیں کہ آپ اپنے رویہ کو بد لیں ورنہ یہ نہ ہو کہ بہت دری ہو جائے آج کے اس ایک سویں صدی میں جناب آپ ذہلے کے زور سے کسی کو غلام نہیں بنا سکتے۔ جناب اپنیکر آپ کسی کو نہیں دبا سکتے اگر بانا ہوتا تو امر یکدیت نام کو بادھتا اگر بانا ہوتا تو سویت یونیون افغانستان کو بادھتا اگر بانا ہوتا تو ہندوستان کشمیر کو بادھتا اگر بانا ہوتا تو اسرائیل فلسطین کو بادھتا تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم زندہ قوم ہیں۔ جناب ہماری دو ہزار سال کی تاریخ ہے ہمارے فیصلے ششیر سے ہوئے ہیں۔ جناب اپنیکر آپ ہماری تاریخ دیکھیں بلوچ یا پشتون کا یا بلوچستانیوں کا۔ جناب والا ہماری تکوار کے نشان دہلی کے دروازے پر گئے ہوئے ہیں۔ جناب والا انہی پنجابیوں کو بچانے کے لئے میں الاقوامی پانی پت کی لڑائی لڑی گئی ورنہ آج ذہلے کے زور سے آج ان کا ایک اتنا ساختہ علاقہ ہوتا اور ایک پیلا چڈی پہننا ہوتا ان کا نام رنجیت سنگھ ہوتا۔ جناب اپنیکر آج یہ مسلمان ہی نہ رہے جو ظلم اور بربریت وہ ہم پر کر رہے ہیں اس کا کیا جواب ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب نہ جمال صاحب دے سکتے ہیں، نہ امیر زمان جواب دے سکتے ہیں، نہ میر اسرار جواب دے سکتے ہیں اور نہ ہی جعفر خان یہ سب مظلوم ہیں یہ سب حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب اپنیکر اب خواہ بخواہ یہ حکومت کے توقیع میں بات کریں گے لیکن میں ان سے یہ کہوں گا کہ خدا اکل یہ ہمارے بچے بھی ہو سکتے ہیں۔ آپ کے بچے بھی ہو سکتے ہیں جناب اپنیکر جس نے بھی یہ کروایا بھائی کو بھائی سے لڑانے کی سازش ہیکی ہے۔ جناب کیونکہ ہماری ایجنسیاں اور تو پچھلے نہیں کر سکتیں بھائی کو بھائی سے لڑانے میں بہت تیز ہیں ان کو ایک منٹ بھی نہیں لگتا تو ہم اس چیز کی بھرپور نعمت کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جوچ ایکوازی کروار ہا ہے میں نام تو نہیں لوں گا ایک جو نیز رنج ہے جو بھی ہو لیکن رنج ہے اور اس کے بعد ڈپی کمشنز فلات اور پیشہ ول پپ پر بیٹھا ہوتا تھا ملیشیا۔ مگر اس کے ساتھ بیٹھا ہوتا تھا وہ چائے پی رہے تھے۔ نائب تھیصلدار کے خلاف لوگوں نے بولائیں بھی بولوں گا اس کا فرانس فر ہو گیا وہ بالکل صحیح ہے لیکن جناب جس وقت فائزگ ہوئی جب بزرل بیٹھا ہوتا ہے تو جناب کرمل پچھلے نہیں کر سکتا ہے تو یہ سب قصور ملیشیا۔ مگر کا اور ڈپی کمشنز فلات کا ہے

جو بیٹھ کر چائے پی رہے تھے ان کے منہ میں چھالے نہیں تھے وہ یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ جی آپ آنسو گیس پھینکیں۔ دو دن پہلے سارے ایمبولنمنوں کو تیل بھرا گیا ہے۔ فلات کے ایمبولنمنوں کو خضدار سے طلب کیا گیا ہے۔ جناب والا وہ پہلے سے اس چیز کے لئے تیار تھی فلات دہاں سے چالیس میل ہے اور خضدار دہاں سے ۶۰ میل ہے۔ جناب والا اور وہ دہاں سے ایک پلاٹون پولیس کا نہیں بلوائے تھے جو آنسو گیس استعمال کر رہتا۔ جناب اپنے کام آپ دیکھیں ہمارے بلوچستان کا ایک بہت بڑا حصہ پیسے کا وہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کو جاتا ہے وہ کیا کریں گے۔ جناب سونے کے انٹے تو وہ نہیں دے سکتے وہ کم از کم لوگوں کو تحفظ تودے دیں میں ایک بار پھر گورنمنٹ سے اپنی پارٹی کے دوستوں سے اس ایوان میں پیشے ہونے لوگوں سے یہ گزارش کروں گا کہ تم بحث مخالفت برائے خلافت نہ کریں جس طرح میرے دوست شاہ صاحب نے کہا علی محمد صاحب نے کہا جس طرح آپ نے فرمایا۔ جناب اپنے کام اور بربریت نہ ہو، چاہے تو گواہ میں ہوتا ہے چاہے وہ چانگی میں ہوتا ہے، چاہے وہ زوب میں ہوتا ہے، چاہے ڈیرہ کمپنی میں ہوتا ہے یا وہ بلوچستان کے کسی بھی کونے میں ہوتا ہے۔ ظلم ظلم ہی ہوتا ہے جناب اپنے کام اپنے کام کر کر Thank you very much۔

جناب چیسر میں: اسد بلوج۔

میر اسد اللہ بلوج: جناب والا۔ اس اہم واقعہ کے باارے میں یہ عرض ہے کہ ایسے واقعات کو جمہوری انداز سے بدلا جاسکتا ہے نہ کہ گولیوں کے زور سے۔ کیا مادر وطن کے فرزندوں کو ان کے سینوں کو گولیوں سے چھلنی کر کے وہ سکھی کی زندگی گزار سکتے ہیں؟ اس وقت تک جب تک بلوچستان کے لوگ کمزور ہیں جب ان میں شعور ہو گا غلامی کو محسوس کریں گے۔ یقیناً کوئی بھی طاقت بلوچستان کے لوگوں کو ان کے فرزندوں کو گولیوں سے چھلنی نہیں کر سکے گی لیکن جمہوریت میں ہم کبھی مہم جوئی کے حق میں نہیں ہیں انارکزم کے حق میں نہیں ہیں کوئی بھی اگر کوئی سیاسی پارٹی ہو گروہ ہو جن کے اپنے مقادرات میں ہیں غلام میں اپنا سیاسی قدر بڑھانے کے لئے ہم جوئی کا شکار بنا کر انارکی کی حالت پیدا کریں۔ بلوچستان کی جمہوریت دوست پاریاں کبھی اس کی اجازت نہیں دیں گی۔ بلوچی میں

اصطلاح ہے کہ جب مزدور طبق اپنے مفادات کے لئے جب جگ لائے گا تو ان میں ان سرمایہ داروں کے ایجنت بھی ہونگے۔ جنہوں نے سرمایہ داروں سے پمیے لئے ہیں وہ حالات کو اس طرح سے روک دیں گے جو حالات بجائے ان بے چارے مزدوروں کے حقوق کے ہوں یکسر تجدیل ہو گا۔ سوراب کے جن گھروں میں یہ حالت پیدا ہوئی ہے جن روشن گھروں کے چار غلک ہو گئے ہیں یقینی طور پر، ہم اس محدود کری کے لئے ہرگز یہ اجازت کسی کو نہیں دیں گے کہ وہ ایسے گھروں کو تباہ کریں لیکن جناب اپنیکر صاحب اس کے اصل محیرکات کیا ہیں، حقائق کیا ہیں، واقعہ کیوں ہوا۔ کس لئے ہوا کہ آیا ضروری ہے کہ ایک نائب تحصیلدار کے تباہ کے لئے ایسے حالات پیدا کئے جائیں یہ کہاں کی عوام دوستی ہے یہ کہاں کی وطن دوستی ہے آپ تو بہتر جانتے ہیں پرانے پارلیمنٹریں ہیں آپ نے بہتر طریقے سے اس کو پیش کیا ہے لیکن جہاں تک عوام کی عدالت کی باتیں کی گئیں، جمہوریت کی، آپ نے باتیں کیں سوراب کی آبادی آئندہ سو تیس بندوں پر مشتمل نہیں ہے چالیس، پچاس ہزار کی آبادی شاید اس سے بھی زیاد ہو اگر اس پچاس ہزار کی آبادی میں ایک سو بندوں کو کمال کر آپ روز پر لا کر ان غریبوں کو مروانے کی کوشش کریں اور اپنا سیاسی قدر بڑھانے کی کوشش کریں یہ کہاں کی انسان دوستی ہے ہم اس ایف سی کے اس عمل کو کندزم کرتے ہیں جاہے ڈپی کمشنر کی شکل میں ہو یا بی آر پی کی شکل میں ہو یقیناً جب گولیاں نکلتی ہیں ان سے خون ہوتا ہے خون کبھی اس پیدا نہیں کرتا۔ جہاں تک بلوچستان پر مشتمل پارٹی کا تعلق ہے ہم اس صوبے میں امن پیدا کرنا چاہتے ہیں، بھائی چارے کی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں، ایک دوسروں کو بھی ایسا ماحول دکھانے کی کوشش نہیں کریں گے جس سے پر امن ماحول خراب ہو، ہم سمجھتے ہیں کہ اس سمبلی میں جس کو عوام نے مینڈیت دیا ہے ہمارا فرض بتتا ہے ہم لوگوں کے جان دمال کی حفاظت کریں وہ جو ایف سی والے بیٹھے ہوئے ہیں ان کا جمہوری، قانونی، آئینی حق بتتا ہے کہ لوگوں کے جان دمال کی حفاظت کریں کوئی طوفان آئے لوگوں کے ساتھ تعاون کریں جہاں کہیں سیلاں آئے لوگوں سے تعاون کریں لیکن ہم نے ہر وقت دیکھا ہے کہ بارہ رپانہوں نے کبھی ہیر وئیں کی گاڑی نہیں پکڑی۔ تو پانہوں نے نہیں پکڑی وہ لوگ دو وقت کی روٹی کے لئے بارہ رہے اس پار

رات دن محنت کرتے ہیں ہم نے دیکھا ہے کہ تجھے میں ان کے گھروالوں کو ان کی لاش ملی ہے۔ ان کے عمل کی ہم نے بھی حمایت کی ہے نہ بلوچستان پیش پادنی ان کی بھی حمایت کرے گی لیکن جہاں تک سوراب کا واقعہ ہے۔ اس کڑی کو ملا کر ایف سی کے عمل کی مخالفت کر سکتے ہیں لیکن اس کے جو مضرات ہیں جو اصل حقائق ہیں جو اصل حرکات ہیں وہ ہم بلوچستان کے عوام کو بتانا چاہتے ہیں ان کے سامنے لانا چاہتے ہیں وہ کیا ہیں۔ اس حوالے سے میری یہ تجویز ہیں کہ بلوچستان اسمبلی سے بے ذبلیوپی کے دور کن مسلم ایگ کے دو معزز رکن بی این ایم اور پیپلز پارٹی کے بھی ایک پیشون خواہ کا بھی ہوان کی ایک کمیٹی جا کر حقائق کا پتہ کریں وہ جو کمیشن بن چکا ہے ان کے سامنے وہ حقائق کو لا کیں اگر ان کا ذمہ دار میر اسرار ہے اس کو بھی معاف نہ کریں اگر اس کا ذمہ دار اختر مینگل ہے اس کو معاف نہ کریں اگر اس کا ذمہ دار ذپی کمشنز اوز ایف سی کا جزل ہے اس کو عوام بھی معاف نہیں کریں گے لیکن حقائق تک پہنچنے کے لئے تم سب کا فرض بنتا ہے آج بلوچستان کے عوام باشمور ہو چکے ہیں اور بلوچستان کے عوام بھی اسی ہم جوئی کا شکار نہیں بن سکتے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارا دشمن مشترک ہے منزل مشترک ہے اسکے ہم نے لڑنا ہے لیکن اس میں ایمانداری شرط ہے کوئی پارٹی ہنا کر اپنے پیٹ کی خاطر کوئی پارٹی ہنا کرو جن کی خاطر کوئی وطن سے عشق کرے گا۔ کوئی وطن کا سودا بھی کر سکتا ہے اس حوالے سے جو غلطیاں جو زیادتیاں ہوئیں ایف سی کی جانب سے بلوچستان پیش پارٹی کی طرف سے ہم ان کو کندھ مکار کرتے ہوئے اس جدوجہد میں شانہ بثانہ جائیں گے۔ شکریہ!

جناب چیف میلن: سردار مصطفیٰ خان ترین۔

سردار مصطفیٰ خان ترین: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اپنیکر سوراب اور ترقیات کے مسئلے پر دو چار دن پہلے تحریک پیش کی گئی تھی جس پر آپ نے مجھے یوں کا موقع دیا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ جناب والا ہمارے اس صوبے میں آج یہ واقعہ پیش نہیں آیا ہے چاہے سوراب اور ترقیات کا مسئلہ ہے اگر اس صوبے میں دیکھا جائے سینکڑوں ایسے افراد شہید کر چکے ہیں جن پر آج تک کسی عدالت میں یا کسی گورنمنٹ میں اس پر کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا، کہ یہ واقعات بند ہو جائیں۔ جناب والا حقیقت میں یہ

دیکھا جائے کہ سوراب کا مسئلہ جمہوری ہے ہم عوام یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہم کسی ڈپنی کمشنر یا کمشنر یا کسی وزیر یا کسی وزیر اعلیٰ سے ہم یہ شکایت کرتے ہیں۔ یعنی اس طرح سے سوراب کا واقعہ ہے کہ ایک تحصیلدار کی شکایت عوام نے ڈپنی کمشنر، کمشنر سے کی لیکن نہ جانے کیوں کمشنر یا ڈپنی کمشنر نے اس پر کوئی دھیان نہیں دیا تو عوام نے اپنا ایک جمہوری حق رکھتے ہوئے ایک مظاہرہ کیا جتاب والا مظاہرے کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی پارٹی مظاہرہ کرے یا عوام مظاہرہ کرے اور اس پر گولی چلا نہیں۔

جب تاں والا کچھ دن پہلے یہ ہمارا جمہوری حق ہے۔ سارے پاکستان میں ہڑتاں کی کال کی گئی سارے پاکستان میں ہڑتاں ہو چکی تھی، دکانیں بند رہیں لیکن کسی نے گولی نہیں چلائی۔ سوراب کے واقعہ پر مظاہرین پر گولی چلانا کوئی ایسا واقعہ ہو کہ مظاہرین کی طرف سے کوئی فائزگ ہو یا کوئی اسکن و امان کا خطرہ پیدا ہو جائے تب پھر ذی اسی یا کمشنر وسرے فورس کو بلاست ہیں چاہے وہ بی آر پی ہو، چاہے وہ ملیشیا ہو لیکن افسوس کی بات ہے کہ اس صاحب نے خود فرمایا کہ ۱۱۰۰ آدمی کا جلوس لکا۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ ۱۱۰۰ آدمی کو کشنروں کے لئے بی آر پی کو کیوں نہیں بایا گیا۔ آپ کے پاس تو اتنے یوں زوالے ہیں، ملیشیا آپ کیوں بلاست ہیں۔ جتاب والا اگر گورنمنٹ یہ ثبوت مہیا کر دے کہ وہاں کسی کو لوگ یہاں آئے ہیں اور کیوں آئے۔ جتاب والا اگر گورنمنٹ یہ ثبوت مہیا کر دے کہ وہاں کسی کو نقصان پہنچا، کسی گاڑی کو نقصان پہنچای تو پر اسکن جلوس تھا، مظاہرہ تھا، اپنے حقوق کے لئے اس پر ملیشیا کو بلاست کا کیا جواز پیدا ہوا تھا تو جتاب والا اگر یہ دیکھا جائے کہ وہاں کا ڈپنی کمشنر ہو کوئی افسر ہو۔ انہوں نے جیسے پرس نے بیا کہ دو دن پہلے ایہ یونیس ایک ہو چکی تھی آیا قلات یا خضدار کے ایہ یونیس کو آرڈر دینے کے لئے کہ آپ تیار ہو جائیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ یا اس کی ایجنسیوں کی نیت صاف نہیں تھی انہوں نے یہ کروانا تھا کہ یہاں پر یہ ہنگامہ آرائی کی جائے تو جتاب والا حقیقت میں ہمارے صوبے میں ایسے سینکڑوں آدمی مارے گئے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عدالت یا گورنمنٹ یہ ثبوت کر کے پیش کرے کہ فلاں آدمی کو سزا ملی ہے لیکن آج تک چاہے ملیشیا ہو چاہے بی آر پی ہو، چاہے ڈی اسی ہو، چاہے اسے سی ہو، کسی کو جتاب والا آج تک سزا نہیں ملی۔

یہاں پر جناب والا لوگ مطالبہ کر رہے ہیں کہ تحصیلدار کو یہاں سے تبدیل کیا جائے۔ اب جناب خود آپ سوچیں صاف ظاہر ہے کہ گورنمنٹ خود یہ کرواری ہے جہاں ان کی پسند ہوگی وہاں اے ہی، ذی سی لگائے گی۔ جناب والا کچھ دن پہلے میں اس کا ایک اور ثبوت دوں گا کہ گورنمنٹ کی مرضی سے میں یہ کہوں گا کہ پیشین میں مسلم باغ میں کچھ دماد پہلے وہاں سے ڈاکو آ رہے تھے۔ مسلم باغ کے اے ہی نے پیشین کے اے ہی کو اطلاع دی۔ اور انہوں نے ڈاکوؤں کو مارا۔ تیرے دن وہاں سے اے ہی کو تبدیل کیا گیا کیوں تبدیل کیا کہ آپ نے ڈاکوؤں کو کیوں مارا۔ اس لئے وہاں سے تبدیل کیا گیا کہ یہاں ایک تحصیل دار جہاں تین آدمی شہید ہو چکے ہیں سترہ زخمی ہو چکے ہیں اور آج تک کسی کو پوچھا ہی نہیں گیا ان تحصیلدار سے پوچھا گیا، نہ ذی سی سے پوچھا گیا ہے نہ کمشنز سے، نہ ملیشیا کے کسی مجرم سے بعد میں یہ سننے میں آ رہا ہے کہ کمشنر یا ذی سی صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم نے حکم نہیں دیا ہے اچھا آپ نے حکم نہیں دیا ہے تو گوئی کیوں چلی؟ تو جناب والا بات یہ ہے کہ ہم اس صوبے میں رہتے ہیں اور ہماری سیاست ہے، ہماری پارٹیاں ہیں، ہمارا یہ جمہوری حق ہے کہ کسی کے خلاف اپنے حقوق کے لئے جر بھی کر سکتے ہیں۔ ہم مطالبہ بھی کر سکتے ہیں اگر گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ آپ جلد کر سکتے ہیں آپ نہ جلوس کر سکیں گے آپ نہ کوئی فریاد کر سکیں گے تو اگر آپ لوگ کریں گے تو آپ کا سبھی انجام ہو گا۔

جناب چیسر میں: گورنمنٹ کی طرف سے کون نوٹ کر رہا ہے۔ یہ اہم مسئلہ ہے وزیر داخلہ صاحب کو ہونا چاہئے۔

سردار غلام مصطفیٰ ترین: جناب ان سارے واقعات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں انتظامیہ ملوث ہے یہ سارا اقوع ان مقامیں نے خود کرایا ہے ہم صوبائی حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ذی سی کو معطل کیا جائے انکو ازدی جب آپ کر رہے ہیں، تحصیلدار کو معطل کیا جائے اور انکو ازدی جو ہے ہائی کورٹ سے کرائی جائے۔ جناب والا ہماری دوسری بات یہ ہے کہ لفڑان کا مسئلہ ہے۔ جناب والا اس کے لئے چودھری شجاعت بھی آئے تھے اس میں جعفر صاحب بھی تھے ہائی صاحب بھی تھے تو اس میں جناب والا اس میں آپ کے ملیشیا کے آئی جی بھی بیٹھے ہوئے تھے سب بیٹھے ہوئے تھے سب لوگوں

نے انہیں کہا کہ آپ کے پیشمن یہاں نیلام ہوتے ہیں جناب والا جہاں ایک پیشمن کا ملیشیا والے بھتے کے ۳۰ لاکھ روپے میں بیلا می پر دیتے ہیں جس میں ملیشیا کا آئی جی بھی بیٹھا ہوا ہے تو جناب والا جہاں ایک پیشمن بھتے میں ۳۰ لاکھ روپے میں نیلام ہوتی ہو آپ کا کشم کا ہر پیشمن نیلام ہوتا ہے۔ اب جب یہ کشم کی نیلام ہوتی ہے تو لاکھوں روپے کمانے کے لئے آتے ہیں سب کو پتہ ہے ہم اس صوبے میں رہنے والے ہیں تو آج تک یہ حکومت یہ ثبوت دکھائے کہ کسی کو گولی گی ہے اور اس کا پانچ ٹرک اسلحہ سے بھرا ہوا ہے یا کپڑوں سے بھرا ہوا ہے یا ہیر و تن سے بھرا ہوا ہے کوئی ثبوت مہیا نہیں کر سکتا۔ آپ جب بھی ریکارڈ بیکھیں گے جس کو بھی گولی ماری ہو گی جو بھی شہید ہو چکا ہو گا اس کے دو قبل ہوں گے یا دو کوار ہوں گے تو جناب والا یہ چیزیں ہم خوب جانتے ہیں کہ ملیشیا والے یا کشم والے آپ کے کونکا یہ پیشمن ہے۔

جناب چیسر میں: سردار صاحب تشریف رکھیں۔

جناب چیسر میں: میر محمد اسلام پچکی۔

میر محمد اسلام پچکی: جناب والا۔ اس اہم واقعہ سوراب اور لقنان کے بارے میں عرض ہے کہ جناب اپنے کریم ایوان میں ہمیشہ وفاق کا روشناروٹے ہیں وہ زور آور ہیں ہم مظلوم اور حکوم ہیں، ہم نیلام ہیں جب بھی ہم حقوق کی بات کرتے ہیں تو ہم پر طاقت کا استعمال ہوتا ہے فوج کشی ہوتی ہے خون بھایا جاتا ہے یہ ہماری تاریخ ہے کہ بلوچستان میں یہ کئی بارہ ہرایا گیا اور طاقت کا استعمال کیا گیا اور بربریت کی گئی یہ بھی مانتا ہوں کہ اپنی ایجنسیاں جو یہاں بلوچستان میں تعینات ہیں بلوچستان میں ان کی زیادتیوں کا ان کے قلم کا ہم روشناروٹے ہیں مثلاً ایف سی کا ہم یہاں روشناروٹے ہیں کہ ان کو وفاق کی جانب سے اپنی اسمگنگ کا اختیار ملا ہوا ہے وہ بجائے کہ اسمگنگ کو روکیں یا وہ ایک جوان کو اختیار دیا گیا ہے وہ کشم اور کوست گارڈ کی بجائے ان کو بھی یہ اختیار دیا گیا ہے چونکہ بلوچستان میں بارہ رہت و سبق ہے اور یہاں بہت اسمگنگ ہو رہی ہے۔ جناب اول یہ تو اختیار نہیں دینا چاہئے کیونکہ آپ نے یہ جو ایجنسیاں رکھی ہوئی ہیں یہ لوگوں کی حفاظت اور ملک کی سلامتی کے لئے بھی یہ ان کی ذمہ داریاں

دی گئی ہیں لیکن آپ نے ان کو اضافی چارچ دے رکھا ہے تو کم از کم آپ ان کو ایک دم واپس نہیں لیتے ان کو بار بڑا تک مدد و در بھیں۔ یہ انسیر یر میں شہروں میں اور اندر انہوں نے یہ ظلم کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ اسکلئنگ اپنی جگہ پر جاری ہے اس کو کوئی نہیں روک رہا۔ البتہ یہ انسیر یر میں آکر لوگوں سے رشوت کے پیسے ضرور بخور رہے ہیں۔ یہ بالکل حقیقت ہے کہ ہر علاقے میں چاہے وہ چس ہونٹنماں ہو چاہی ہو یا تربت ہو، مکران، میرمحمد علی رندبالکل اس کی تائید کریں گے کہ وہاں کا جو مقرر ہے اور اتنی اسکلئنگ اسکواڑ وہاں پر بیٹھا ہوا ہے وہ کتنا لاکھ ایک ماہ کا لیتا ہے لاکھوں کی تعداد میں وہ لے رہا ہے وہ مجھے پتہ ہے اور ان کے علم میں بھی ہے تو جناب اپنیکر یہ اپنی جگہ پر ہے کہ یہ ظلم ہو رہا ہے اس ہاؤس میں کہا گیا جو بھی صوبائی حکومت آتی ہے اس کے علم میں ہے اور جو بھی گورنمنٹ آتی ہے اور اس اسلامی کے تو سطح سے یہ مسائل و فاقہ تک پہنچاتے ہیں اور قراردادیں پاس کی ہیں کہ اس کو بدلا جائے لیکن سننے والا کوئی نہیں ہے اور ابھی بھی کوئی نہیں سنتا ہے لیکن میں معدرات کے ساتھ یہ بھی کہتا چلوں گا کہ اس میں ہمارا بھی دوٹ ہے ہم یہاں صوبے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہماری بھی غلطیاں ہیں کہتے ہیں فارسی کا ایک شعر ہے۔

کہ آئے باد صبا ہتی ہم آور دو دوست

یہ ہماری وجہ سے اور ہماری مکروہی کی ہی وجہ سے ہے سیاسی پارٹیاں ہیں، سیاسی پارٹیوں کا منشور جمہور یہ ہے، اس نے حقوق، آزادی، آزادی تقریر آزادی تحریر۔ ان سب کا ہم دعویٰ کرتے ہیں اور منشور میں دیتے ہیں لیکن بد بختنی سے جو اقدام کی مندرجہ آ کر بیٹھ جاتا ہے تو اس کے ذہن میں یہ منشور یہ دھوکے جو عوام کے لئے جو ہم دیتے ہیں وہ ہم پھر بھول جاتے ہیں پھر انتظامیہ کا سہارا ریاستی مشینری کا سہارا لے کر ہم اپنے اقدام کو مضبوط بنانا چاہتے ہیں اس وقت ہماری آنکھیں بند ہو جاتی ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں لوگوں کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں۔ جمہوریت کے خلاف کر رہے ہیں آزادی کے خلاف کر رہے ہیں۔ اس وقت ہم بھول جاتے ہیں یہ بھی مانتا ہوں کہ وہاں ایف سی کی طرف سے لوگوں پر زیادتیاں ہو رہی ہیں لیکن لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ تو یہ صوبائی مسئلہ ہے یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے کہ لا اینڈ آرڈر ہو کیا جو یہ واقعہ ہوا ہے سوراپ کے

واقعہ پر ایک نائب تحصیلدار کے تبادلہ پر ایف سی کو بلا کر دعوت دے کر انتظامیہ لوگوں پر گولیاں بر سائے لوگوں کو قتل کرے۔ یہ تو ایک کرامہ ہے آپ لا اینڈ آرڈر اس وقت استعمال کریں۔ کرامہ کے خلاف استعمال کریں آپ جو دہشت گردی ہے اس کے خلاف استعمال کریں۔ ایف سی کو۔ اب مجرموں کے خلاف ایف سی کو استعمال کریں۔ آپ اس کو استعمال کرتے کہ ایک نائب تحصیلدار وہاں جو چاہتا ہے کرے اور وہاں کے لوگ اس کو ٹرانسفر کرنے کے لئے ایف سی کو کیوں استعمال کرتے ہیں۔ آپ کے پاس جو فورسز ہیں لیویز ہے یہ کہا گیا ہے کہ سو آدمی تھے سو آدمی کے لئے کتنی لیویز تھی جو وہاں تعینات ہیں وہ کافی تھے پولیس کے علاوہ بی آر پی ہے اور بھی اقدامات ہیں کیا ذپی کمشنر یا کمشنر یا یقین دہانی نہیں کر سکتے تھے کہ اگر ایک تحصیلدار یا نائب تحصیلدار زیادتی کر رہا ہے تو اس کو ہم ٹرانسفر کر دیتے ہیں کون سا آسمان گرا۔ روز ٹرانسفر میں ہوتی ہیں بڑے بیانے پر۔ آئی جی، ذی آئی جی سے لے کر ہم روز اخبار میں دیکھتے ہیں کہ فلاں کو ٹرانسفر کیا ہے فلاں کو کیا ہے۔ ذپی کمشنر، کمشنر کو ٹرانسفر کیا تو یہ کیا وہ جو بات ہیں کہ نائب تحصیلدار کے لئے وہاں لوگوں کا خون بھایا جاتا ہے اور وہاں ٹرانسفر کا بہانہ بنایا جاتا ہے تو جناب والا لا اینڈ آرڈر کا جو مسئلہ ہے وہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے وہ انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ احسن طریقے سے اس کو نہیں کو قتل نہ کریں، لوگوں کو آزادی دے کہ وہ جلوس نہ کلیں، تقریر کریں، تحریر میں لکھیں۔ خلاف لکھیں اتنی بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی ایک جلوس نکل آیا ہے یا کوئی تحریر لکھے۔

جناب چیسر میں آپ کا نام کشم نہ ہوا ہے۔

میر محمد اسلام چکلی: ایک شعر مجھے یاد آیا۔ نازک مزاج شاہان تاج خن نہ داراں۔

تو یہ شہنشاہ ہوئے جمہوریت والے نہ ہوئے جو ہم یہ لوگوں کو منصور دیتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ ان کے خلاف کرامہ کے مطابق ان کو سزا دینی چاہئے انکو اڑی ہونی چاہئے انکو اڑی میں اگر یہ مجرم ثابت ہوئے تو ان کو میں کہتا ہوں کہ ان کا قتل واجب ہے۔ مولانا صاحب بتائیں کہ کوئی کسی کا قتل کرے ناجائز تو اسلام میں کیا فتویٰ ہے کہ اس کا قتل واجب ہے یا نہیں ہے تو قتل ایسے لوگوں کے خلاف جائز۔

ہے جو ان کو پسند نہیں کیا جا رہا ہے کیونکہ انہوں نے اچھا کام سر انجام دیا ہے تو جناب جب تک ان کی پوچھ گئی تھی میں اس کو نکروں میں رکھے۔ آواران میں سانحہ ہوا تھا جس کا یہاں بھی ذکر ہوا تھا اس میں دس آدمی مارے گئے ہیں آدمی زخمی ہو گئے ہائی کورٹ کا فاضل حج تھا جو ہمارے موجودہ چیف جسٹس ہیں بلوچستان کے ہائی کورٹ کے۔ اس نے خود لکھا تھا کہ ان پر مقدمہ قتل عامد کیا جائے۔ ایف آئی آر کاٹی جائے اور اگر شوت ہو تو کورٹ سے ان کو سزا ملنی چاہئے تو جناب والا وہ افران ایک ماہ کے بعد دوبارہ بحال ہو گئے ایک تحصیلدار تین نائب تحصیلدار اور ڈپی کمشنز اب دو پھر اپنی بہترین پوسٹوں پر نیشے ہوئے ہیں یہ تو پھر روزانہ اسی طرح ہو گا اگر گورنمنٹ کی طرف سے کچھ نہ ہو تو وہ بحثتے ہیں کہ ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہو گا میں یہ ذکر کر رہا ہوں کہ ہائی کورٹ کے ٹریبوں کے بعد بھی کچھ نہیں ہوا بلکہ عوام کے لوگوں کی دو سال تک عدالتوں میں پیشی ہوتی رہیں ان کا دو سال بعد عدالتوں نے از خود باعزت ان کو بری کر دیا کہ یہ اصلی مجرم نہیں ہیں اور مجرم تھے لیکن وہ مجرم اب جزوی سی ہے، تحصیلدار ہے تو جب تک ہم اس کا ازالہ نہیں کرتے صرف انکو اڑی تک محدود ہیں۔ میں یہ مانتا ہوں کہ انکو اڑی ایپرائل ہوئی چاہئے۔ ہائی کورٹ کے حج سے ہوئی چاہئے اور اس پر عمل درآمد بھی حکومت کی ذمہ داری ہے اس پر عمل کرے تاکہ آئندہ کسی کو جرأت نہ ہو کہ اس سے جو ہے حرکت ایسی آئندہ کرے اور میں اس کی ذمہ داری حکومت اور انتظامیہ پر عائد کرتا ہوں اور یہ بات جو کہہ رہے ہیں کہ ہاں انارکی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں کہ ہاں انارکی سے نائب تحصیلدار کے فرانس فر کا وہاں مسلسل پیدا ہوا کہ وہ ایک پارٹی اور جمیعت کی کمیٹی کا ممبر بھی اس میں شامل تھا اس میں ایک آدمی مارا بھی گیا اور انارکی کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی وہ تو صرف ایک حق تھا کہ انتظامیہ کے افسرزیادتی کر رہے ہیں اس کے خلاف ایک احتجاج تھا۔ حکومت مکمل تحقیقات کر کے مجرموں کو قرار دلتی سزا دی جائے۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکر یہ مولانا امیر زمان صاحب۔

مولانا امیر زمان (سینئر منشیر): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔

جناب اسٹاکر: اس وقت زیر بحث و تحریک التواء زیر بحث ہیں جن کو ہم نے اکٹھا کر کے بحث

کے لئے منظور کر لیا ایک تفتان کے حوالے سے ہے ایک سوراب کے حوالے سے ہے میں تو سب سے پہلے اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں جو بچھلے دنوں تمام سیاسی پارٹیوں نے بنا کر یہاں پیش کی اور اخبارات کے ذریعے اور میڈیا کے ذریعے۔ اس قرارداد میں تمام پارٹیوں کے نمائندے موجود تھے صرف بی این پی مینگل گروپ کے ساتھی نہیں تھے۔ تو اس حوالے سے میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں جو قرارداد ہاں سے منظور ہوئی اور وہ گورنمنٹ کے پاس پہنچ چکی ہو گئی اور اخبارات میں بھی آگئے ہو گئے سب نے پڑھا ہو گا اس کے علاوہ جناب والا مسئلہ اس طرح سے ہے کہ ایک واقع سوراب میں ہوا ہے اور ایک واقع تفتان میں ہوا ہے اور اس طرح کے واقعات جیسا کہ ساتھیوں نے کہا کہ ایک واقع مختصر میں، لورالائی میں ہوا آپ کو یاد ہو گا اور ذرا سیوروں نے روڈ بلاک کیا تھا ایف سی والوں نے گولیاں چلا کیں اور اس میں کوئی جلوس کے لوگ بھی نہیں تھے ایسے عام لوگ جو وہاں مزدوری کر رہے تھے اس کو گولیاں لگ گئیں اور ان کو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ ٹوب کا واقعہ ہے جس کا واقعہ ہے جیونی کا واقعہ ہے۔ تمام واقعات ایسے ہوئے ہیں میرے علم کے مطابق تفتان کے واقعہ کی الگ صورت حال ہے اور سوراب کے واقعے کی الگ صورت حال ہے۔ تفتان کے واقعہ میں بالکل واضح ہے کہ ایف سی والوں نے گولی چلانی اور مسجد میں ایک موزون جو وہاں سویا ہوا تھا اس کے سر میں گولی لگ گئی اور ایک دو اور آدمی زخمی کئے۔ اور پھر اس واقعہ میں ایف سی کے خلاف ایف آئی آر جی سی درج ہوئی ہے جیسا ہچھلے دنوں اختر صاحب نے یہاں دکھایا تو اس واقعے میں جو ایف سی نے خود کر لیا ہے یا مختصر کا واقعہ جو ایف سی والوں نے کرایا ہے مثلاً اس طرح کے واقعات جو ایف سی نے کرائے ہیں اور میں سمجھتا ہوں جس کی ایف آئی آر درج ہوئی ہے وہ واقعہ ایک واضح بات ہے اور ان فورسز نے کی ہے جو مرکز کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور ہم نے قرارداد میں واضح کیا تھا کہ ہم باوچستان میں جو مرکزی فورسز کی کارروائی ہے وہ شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ اپنی حدود سے ہٹ کر کے ہمارے ساتھ یہاں زیادتی اور ظلم کرتی ہیں اور وہ سرا جو سوراب کا واقعہ ہے اس میں حالات واضح نہیں ہیں مختلف قسم کی باتیں آرہی ہیں وہ کہتے ہیں کہ یویز نے کر دادیا ہے۔ کوئی کہتے ہیں کہ ایف سی نے

کروادیا اور کوئی کہتے ہیں کہ نبھی ایسے سول ورودی میں لوگوں نے کروادیا اور ایک میرے پاس خط ہے کہ زیکڑے کے نیچے سے فارنگ ہوئی اور روڈ کے نزدیک ایک مسجد تھی اس کے پیچھے سے فارنگ ہوئی تو اس واقعہ میں کوئی ثبوت نہیں ہے جس کی بنا پر ہم کہتیں کہ ذی سی یا یوئی فلاں فلاں نے کروایا ہے۔

جناب چیسر میں: مولانا صاحب ذی سی نے ایف سی کے متعلق ایف آئی آر کے لئے کہا ہے ذی سی کی بھی بات ہے۔ ایف سی کے بارے میں پوچھا۔

مولانا امیر زمان (سینئر منشیر): میں اس طرف بھی آرہا ہوں کہ ذی سی نے ایف سی کو آرڈر دیا ہے یا نہیں دیا ہے۔ اب قرارداد کے ذریعے ان پارٹیوں نے مطالبہ کیا ہے یا وہاں کے عوام نے مطالبہ کیا ہے کہ اس صورت حال کی باقاعدہ ہائی کورٹ کے نج سے انکواڑی کی جائے جو صورت حال ہو سائے آجائے اور جو اس میں ملوث ہو یعنی جس کا ہاتھ ہو چاہے ذی سی ہو، چاہے ایف سی ہو، کمشنر ہو اس کو پھر باقاعدہ اسی سزا دی جائے کہ آئندہ ایسی کوئی حرکت نہ کرے تو جیسے آواران کے حوالے سے آواران کا جو واقعہ ہوا تھا اس میں کوئی ۷، ۸، آدمی مرے تو جب انکواڑی ہوئی تو انکواڑی کے حوالے سے تمام صورت حال واضح ہو گئی اس کی سزا دی ہے یا نہیں دی ہے اس وقت کی حکومت کی بات ہے تو میری رائے ہے جیسے اس دن سیاسی جماعتوں نے فیصلہ کیا تھا کہ مرکزی فورسز کے جو یہاں اعمال ہیں وہ یہاں زیادتی کے طور پر بلوچستان میں زیادتی کر رہے ہیں اور ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کو لگانہ لگانا چاہئے۔ اور جہاں تک سوراب کا واقعہ ہے سوراب کے واقعے میں ہم نے اس رات بھی مطالبہ کیا تھا تمام پارٹیوں کے توسط سے اور آج بھی میرے خیال میں اس بھلی میں تحریک لانے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں ہائی کورٹ کے نج سے انکواڑی کی جائے جو حقائق ہوں وہ سائے آجائیں تو اس حوالے سے، میں ایک گزارش اور کروں گا کہ ہمارے کچھ ساتھی یا یکشن کمیٹی کے حوالے سے ہے یا حزب اختلاف کے ساتھی ہیں یا افتدار کے ساتھی ہیں وہ احتجاج بھی کریں تو احتجاج بھی میرے خیال میں اس لئے ہے کہ اس ہائی کورٹ کے نج سے اس کے حوالے سے انکواڑی کی جائے اگر گورنمنٹ آج یہ وعدہ کرتی ہے کہ ہم ہائی کورٹ کے نج سے اس کے حوالے سے انکواڑی کرتے ہیں تو پھر احتجاج مناسب نہیں ہو گا مگا۔

ہوگا؟ بات پھر ختم ہو گئی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ بات صاف ہے جو حزب اختلاف کا مطالبہ ہے وہ حزب اقتدار کا بھی مطالبہ ہے اور جو بات وہ کرتے ہیں وہ ہم بھی کرتے ہیں میری بات سنیں اب جہاں تک ایف سی مثلاً کوست گارڈ والوں کا جورویہ ہے وہ یقیناً ہم کہتے ہیں کہ زیادتی ہے۔ گھنٹوں گھنٹوں بیس کھڑی کرتے ہیں اور جو ایف سی کا طریقہ کار ہے جیسا ساتھیوں نے کہا تھا کہ کون سے ہیر وہن کی گاڑی انہوں نے پکڑے ہوئے ہیں صحیح بات ہے۔ ایک آدمی کے پاس کولہ ہے آپ اس روڑ پہ چلے جائیں تو شکی کے روڑ پہ آپ دیکھ لیں گے ایک ایک کول پکڑا ہوا ہے یا چمن کے حوالے سے آپ جائیں تو ایک ایک کول پکڑا ہو گا، اور تو کچھ نہیں کیا ہے۔ تو جہاں تک ایف سی کی کارروائیوں کی نہ مرت ہے وہ ہم بھی کرتے ہیں۔ اور حزب اختلاف کے ساتھی بھی کرتے ہیں۔ اور جہاں تک ہائی کورٹ کے حوالے سے مطالبہ ہے وہ میرے خیال میں گورنمنٹ ابھی ہوم فشردا ضخ کر دیں گے کہ وہ ہم اس سے کروادیں گے تو لہذا جو بات سامنے آ رہی ہیں الگ رو داقعات ہیں یہ لفڑان کا واقعہ الگ ہے وہ یقیناً ایف سی نے کرایا ہے اور وہ اس میں ملوث ہے اس کے خلاف ایف آئی آر بھی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ جس کے خلاف ایف آئی آر ہوا ہے جس نے کارروائی کی ہے اس کو سزا دینا چاہئے۔ اور یا اسی طرح جو باقی مقامات کا میں نے ذکر کیا یا لورالائی کا یا چمن کا یا جیوں کا یا کچھ مختلف علاقوں کا جو میں نے ذکر کیا وہاں پہ ایف سی نے جو کچھ کرایا ہے وہ یقیناً زیادتی ہے۔ سوراب کے حوالے سے میری گزارش یہ ہے کہ جب تک وہ حقائق سامنے نہ آ جائیں اس وقت تک ہم کیوں کسی پر الزم اگاہیں۔ یعنی ہم ازام لگاتے ہیں کہ یہ کس کروائے ہیں تو اس وقت تک ہم کیوں انتظام نہ کریں کہ پندرہ دن کے اندر جو وقت گورنمنٹ نے مقرر کیا ہے اب اس وقت جو ہم کہتے ہیں کہ ہائی کورٹ کے نجی کے تو سط سے ہو اسی کے تو سط سے ہو جائے، جب حقائق سامنے آ جائیں تو پھر ان حقائق کی روشنی میں یقیناً گورنمنٹ ان لوگوں کو سزا دے دیں گے جو اس واقعے میں ملوث ہیں۔ اب اس وقت جو بات ہو رہی ہے میرے خیال میں یہ ایسے واضح بات نہیں ہے اور جہاں تک زیادتی کی بات ہے کہ بلا چلتان میں زیادتی ہے یا مرکزی فورسز ہمارے ساتھ زیادتی کرتی ہے یا فلاں ہو گیا یا یہ ہو گیا یا ہماری آزادی کے ساتھ وہ کچھ کرا

رہے ہیں یا جمہوریت کے ساتھ یہ پکنگو کر رہے ہیں یہ باتیں تو میرے خیال میں صحیح ہیں ان باقوں سے ہمارا تقاضا ہے۔ اور جہاں تک یہ بات ہے کہ سوراب کے واقعہ کی ذمہ داری نبیاد پر بات ہے کہ اس واقعہ کی ذمہ داری کی جائے ایک انتہائی غلط واقعہ ہوا ہے یہ انتہائی طور پر ظلم ہوا ہے کہ تین جانیں اس میں ضائع ہو گئی ہیں اور کے آدی زخمی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی انسان اس طرح نہیں ہے کہ وہ اس واقعہ کی ذمہ دار نہیں کرے۔ کوئی بھی انسان۔ اس طرح نہیں ہے کہ وہ اس واقعہ کی ذمہ دار نہیں کرتے ہیں کہ یہ واقعہ انتہائی غلط واقعہ ہے اس میں انسانی جانیں ضائع ہو گئی ہیں اس میں لوگ زخمی ہو گئے ہیں یا جیسے ساتھی نے کہا کہ لوگوں نے جمہوریت کے حوالے سے جلوس نکلا تھا اس پر فائز ہجگہ ہو گئی اور یا کوئی جلد کر رہا تھا یا حق کے لئے رو رہا تھا اس کے ساتھ زیادتی ہو گئی۔ ساتھیوں نے کہا کہ آج ایک ساتھی کے ساتھ ہوا ہے کل دوسرے کے ساتھ ہو گا میں سمجھتا ہوں کہ یہ یقینی بات ہے۔ اگر اس طرح کے حالات چلتے ہیں اگر ایک کے ساتھ ہوتی ہے تو کل دوسرے کے ساتھ بھی ہو گا آپ کے ساتھ بھی ہو گی۔ جناب اکٹر میرے ساتھ بھی ہو گا تو یقیناً وہ واقعہ بہت بڑا واقعہ ہے بہت زیادتی ہے لیکن ایک مطالبہ میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ کا جو مطالبہ ہے کہ ہائی کورٹ کے نجج سے انکوازی اور قتناں کا واقعہ اس سے الگ ہے۔ مہربانی۔

عبد الرحمن خان مندو خیل (جناب چیسر میں): مہربانی مولانا صاحب۔ سردار محمد اختر جان مینگل۔

ڈاکٹر تارا پرہر: میں نے نام لکھوایا تھا جناب اپنیکر۔ میں بھی محرك ہوں اس تحریک کا اور میں نے نام لکھوایا تھا سید یحییٰ صاحب کو۔

عبد الرحمن خان مندو خیل (جناب چیسر میں): آپ نے کیا فرمایا۔
سردار محمد اختر مینگل: ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں میں نے نام لکھوایا تھا۔

ڈاکٹر تارا پرہنڈ: میں نے نام لکھوایا تھا سید یحییٰ صاحب کو، اور میں محرك بھی ہوں اس تحریک کا۔
جناب چیسر میں: مجھے جو استمی ہے اس میں ڈاکٹر صاحب کا نام نہیں ہے۔

ڈاکٹر تارا چند: میں محرك ہوں اس تحریک کا خان صاحب۔

جناب چیئرمین: جی؟

ڈاکٹر تارا چند: میں محرك ہوں اس تحریک کا ہم چار ہیں اس میں چوتھا میں بھی ہوں میرا بھی حق بنتا ہے۔

جناب چیئرمین: یہاں اسٹ میں نہیں ہے۔ آپ مورور mover ہیں؟

ڈاکٹر تارا چند: جی ہاں۔

جناب چیئرمین: تو پھر سردار صاحب کی بجائے ڈاکٹر صاحب۔ اگرچہ میں یہ کلیئر کرتا ہوں کہ یہاں جو استحقاقیں نے اس کے مطابق.....

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر داخلہ): جناب اپنکر

جناب چیئرمین: جی؟

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر داخلہ): کلیئر کر لیا ہے سب نے یہی باتیں کرنی ہیں respeataion of words

کروہ بات کر لیں Basic Mover ہے۔ ہم لوگ صرف wind-up کر لیں گے

ڈاکٹر تارا چند: ہم بھی اپنی دل کی بھڑاس نکال لیں۔

جناب چیئرمین: وہ صحیح ہے لیکن ڈاکٹر صاحب کا حق ہے اگر وہ اس پر

ڈاکٹر تارا چند: مود نا صاحبان تو اپنے مسلمانوں کے زخم کا وہ نہیں دکھایا جو اس کو دکھ ہونا چاہئے تھا لیکن ہم انسانیت کے ناطے کم از کم

جناب چیئرمین: جی؛ ڈاکٹر تارا چند صاحب۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر داخلہ): ہاں یہ کہا ہے کہ حقائق تک پہنچنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر تارا چند۔

ڈاکٹر تارا چند: Thank you جناب اپنکر۔ جناب اپنکر اس واقعے کی نہ مت تمام معزز

اراکین نے کی لیکن میرے سوچ کے مطابق میں اس واقعے کی مذمت کہاں سے شروع کر دوں۔ ان ایجنسیوں کی جانب سے جنہوں نے سالوں سے بلوچستان کے عوام پر ظلم اور بربریت چارکھی ہے۔ یا اُس لاچار، بے بس اور محکوم بلوچستان کے عوام کی جانب سے۔ جناب اپنے۔ اگر آپ بلوچستان کی تاریخ، ہرائیں بلکہ بلوچستان کا جو بھی بچ پچ بلوچستان کی جب سیاسی تاریخ جب ظلم اور حقوق کی تاریخ دہراتا ہے تو صاف واضح نظر آتا ہے کہ حکمرانوں نے اپنے اہلکاروں کے ذریعے ہر دور میں بلوچستان کے عوام پر ظلم کے پھاڑ توڑے ہیں۔ ہم کس کس واقعے کی مذمت کریں ہم کس کس واقعے کی یاد دلائیں، ہم کس کس واقعے کے ملزم کی گرفتاری اور سزا کا سس سے ہم مطالبہ کریں؟ یہ بلوچستان کے عوام کے لئے کوئی نئی بات نہیں کرتاریخ گواہ ہے کہ جب بھی بلوچستان کے عوام پر کوئی ظلم کیا گیا اور اس کے قاتلوں کی جب بھی ذمہ بند کی گئی توقیت کے حکمرانوں نے تسلیوں کے علاوہ کچھ نہیں دیا۔

سوراب اور آفغانستان کے جوتاڑہ واقعات ہیں وہ بلوچستان کے عوام کے ذہنوں میں ایک سوال پیدا کرتے ہیں کہ آیا ہمارا کیا قصور ہے؟ کیا ہم اس ملک کے شہری نہیں ہیں؟ اگر شہری ہیں تو کیا ہمارا یہ حق نہیں کہ ہم اپنے حق کے لئے کوئی مظاہرہ کریں ہم کوئی احتجاج کریں؟ اور اس واقعہ کو دیکھ کر ہمیں پرانے واقعات کا تسلسل یاد آتا ہے کہ جب بھی اسلام آباد کے حکمرانوں کو کوئی ملک میں تبدیلی کی ضرورت پڑتی ہے تو قربانی کا بکرا بلوچستان کے غریب عوام کو وہ لاوارث عوام بھجو کر بہاں سے شروع کرتے ہیں۔ اور ملک میں کوئی تبدیلی لانی ہے اگر کوئی اپنا کوئی کالا کوئی ایسا کام کرنا ہے تو بلوچستان کے عوام کو فرنگوں کا شانہ بنایا جاتا ہے۔ وہ اس لئے کہ وہ بحثتے ہیں کہ یہ بے بس لوگ ہیں یا غریب لوگ ہیں۔ لیکن جناب اپنے میں یہ دعویی سے کہتا ہوں کہ ظلم آخوند ہوتا ہے۔ بلوچستان کے عوام اس وقت یہ جانے کے لئے یہ سوچنے پر یہ مجبور ہیں یہ بات کہ ہمارا قصور کیا تھا جب تمیں آدمی بے گناہ مارے گئے ان کا صرف خاندان نہیں سوراب کے اور آفغانستان کے شہری نہیں بلکہ بلوچستان کے تمام عوام یہ سوال کرتے ہیں کہ ہمارا کیا قصور تھا ان لوگوں کا کیا قصور تھا اور حکمرانوں کی بے نی کیا حد تک کہ آج تینے دن گزرنے کے باوجود وہ اس واقعے کو کسی طرف لے جانے، اس واقعے کی کلیسرنگ، اس واقعے

کو عوام کے سامنے وہ نہیں لاسکے۔ اس کے محکمات کیا تھے؟ اور جب ہم بات کرتے ہیں کہ یہ عوام کے ساتھ قائم ہو رہا ہے جب ہماری پارٹی یہ بات کرتی ہے کہ جو بھی اس ساتھ میں افسوسناک واقعہ میں افراد ایکار ملوث ہیں ان کو آپ عدالت کے کٹھبرے میں کھڑا کریں حکمرانوں سے ہمارا یہ سوال ہے۔ عرض ہے کہ مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ حکمرانوں سے ہمارا سوال ہے کہ جو بھی مجرم، ذمیتی، ایف سی کے الیکار کتے با اڑا یہ کیوں نہ ہوں جو بھی ملوث ہیں ان کے خلاف ایف آئی آر جاک کر کے ان کو اعلیٰ عدالت کے کٹھبرے میں کھڑا کریں بلوچستان کے عوام یہ چاہتے ہیں ہماری پارٹی یہ چاہتی ہے ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ جی ان کو پکڑ کر جو الیکار ہیں جو بڑے عہدوں پر بیٹھے ہیں ان کو عوام شوٹ کرتے ہیں وہ تو حق کی بات انہوں نے کی لیکن جب ہم حق کی بات کرتے ہیں تو لوگ پھر ہمیں کہتے ہیں کہ جی آپ ہم جو ہیں آپ نفرت پیدا کر رہے ہیں جناب اپنیکر اگر کوئی اسے نفرت کا نام دیتا ہے اگر یہ ہم جوئی کا نام ہے تو بلوچستان کے عوام نے یہ قصور یہ گناہ آج سے نہیں جب سے یہ پاکستان وجود میں آیا ہے یہ گناہ کرتے آرہے ہیں اور یہ غلطیاں یہ ظلم حکمرانوں کی جانب سے بھی رہی تو یہ گناہ ہم کرتے رہیں گے اور یہ گناہ شاید ہماری قسمت میں لکھا ہے۔ جناب اپنیکر گزشتہ دنوں جعفر خان مندوخیل صاحب کا اخباری بیان آیا تھا کہ کونہ کے جس تھانے کے ایریے میں کوئی چوری ہو گئی کوئی ذکریں ہو گی اس تھانے کے (ایس اچ او) کو مغلیل کیا جائے گا۔ نہیں بہت خوش ہوئی ہم سلام کرتے ہیں جعفر خان مندوخیل۔ ہم دونوں ہاتھوں سے تب سلام کرتے جب سوراب کے واقعے پر وہ خود مستغفل ہو جاتے جناب اپنیکر یہ انسانی حقوق کی بات ہے یہ انسانی جذبات کی بات ہے یہ کسی سیاسی پارٹی کی جگہ کی بات نہیں قد کی بات نہیں ہماری حکومت سے نہ کسی سیاسی پارٹی سے نہ کسی شخصیت سے کوئی ذاتی عدالت نہیں ہم حق کی بات کرتے ہیں بلوچستان کو اور بلوچستان کے عوام کو اگر آپ حقوق نہیں دے سکتے جو ان کے بنیادی حقوق بننے ہیں کم از کم ان کو جینے کا حق تو دیں یہ تو خدا نے ان کو دیا ہے کم از کم اتنا ظلم تو نہ کریں اتنا قہار تو نہیں کریں کہ آپ وہ حق بھی چھین رہے ہیں۔ جناب اپنیکر آخر میں، میں ایک مثال آپ کو بتاتا ہوں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور کی انہوں نے فرمایا تھا کہ اگر دجلہ کے

کنارے پر بھوک سے گولی سے نہیں اگر کوئی کتا بھی مر جائے تو میں اپنے خداوند کریم کو کیا جواب دوں گا لیکن افسوس یہاں جو اسلام کی بات کرتے ہیں جمہوریت کی بات کرتے ہیں آج لوگ گولیوں سے مر رہے ہیں ان ہی حکمرانوں کے ہاتھوں لیکن وہ خدا کے سامنے کیا وہ تو عوام کے سامنے بھی اپنے کو جواب دنہیں سمجھ رہے شکریہ۔

جناب چیسٹر مین (عبد الرحمن خان مندوخیل): میں سردار محمد اختر مینگل سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

سردار محمد اختر مینگل: جناب اپنیکر شکریہ۔ میں شکریہ ادا کروں گا ان الفاظ کے ساتھ کہ سوراب اور تفتتان کے واقعے کے سلسلے میں جو تحریک اتواء پیش کی گئی تھی اس پر آج جو دن مقرر کیا گیا ہے اس پر آپ نے ہمیں اور دوسرے ساتھیوں کو بولنے کا موقع دیا ہے۔ جناب اپنیکر معدودت کے ساتھ نہ صرف اس واقعہ کی بلکہ اس صوبے کی ان حالات کی گہرائی میں بھی جانا چاہوں گا جو میں سمجھتا ہوں اس واقعہ سے تعلق دار ہے جن کو میں اس واقعہ کا حصہ سمجھتا ہوں جناب اپنیکر پہلی بات یہ دیکھی جائے کہ لوگ احتجاج پر کیوں مجبور ہوتے ہیں۔ مختلف قسم کے احتجاج پر لوگ اس لئے مجبور ہوتے ہیں کہ ان کو اس دور حکومت میں یا حکمرانوں کی طرف وہ ان کے بنیادی حقوق سے جب انکار کیا جائے یا ان کو انصاف کے قاضوں کے مطابق انصاف نہ دیا جائے تو لوگ مجبوراً مختلف قسم کے احتجاج کا راستہ اختیر کرتے ہیں جلس و جلوس کرتے ہیں آج جس کو مہم جوئی کہا جاتا ہے لوگ اس راستے پر بھی مجبور ہو جاتے ہیں۔ جناب اپنیکر سوراب کا واقعہ ہو یا تفتتان کا واقعہ اگر یہ بات کہی جائے کہ یہ ہمارے لئے کوئی پہلا یا آخری واقعہ ہے تو ہم اس پر کبھی بھی یقین نہیں کریں گے نہ یہ ہمارے لئے پہلا واقعہ ہے نہ یہ آخری واقعہ جس طرح میں نے کہا جناب اپنیکر جس وقت لوگوں سے وہ بنیادی حقوق چھینے جائیں جس وقت لوگوں کے بنیادی حقوق سے انکار کیا جائے جس وقت لوگوں کے لئے انصاف کے وہ دروازے بند کئے جائیں تو لوگ مجبور ہو کر۔ جب لوگ قانون سے مایوس ہو جاتے ہیں لوگ جب حکمرانوں سے مایوس ہو جاتے ہیں حکمرانوں کے ان روپیوں سے جب لوگ تنگ آ جاتے ہیں تو وہ اس

اجتاج کو اپنا حق سمجھتے ہیں اور وہی راہ اپناتے ہیں۔ جناب اپنیکر بد قسمی سے یہاں پر پہلے میں مرکزی حکومت کے اس آرڈننس کی طرف جاؤں گا جس کے ذریعے لوگوں سے اس اجتاج کا حق چھیننا چاہتے ہیں جو آرڈننس پاس ہوا ہے اسدا دوہشت گردی کے نام سے جس میں پونچھکل پارٹیوں کے اس اجتاج کو روکا جا رہا ہے ان سے اس حق بھی چھیننا جا رہا ہے جو آج تک ن صرف مارشل لاءِ دور میں چھیننا گیا ہے کہ نہ وہ جلسہ و جلوس کر سکتے ہیں نہ ہی وہ کسی قسم کا اجتاج کر سکتے ہیں نہ ہی وہ دیواروں پر اپنے اگران کی زبان کو پابندی لگادی گئی ہے تو ان دیواروں پر وہ چاکنگ بھی نہیں کر سکتے۔ یہ ہے وہ آرڈننس جو مرکزی حکومت سے پاس کیا گیا ہے اور اس آرڈننس کے تحت تمام پونچھکل پارٹیز جو اپنے آپ کو جمہوریت پسند کرتی ہیں یا ان کا رول حقیقتاً میں جمہوریت پسند بھی ہے ان پر یہ پابندی لگانے کی ایک سازش کی جا رہی ہے کہ یہاں پر وہ میں شو کاراج یعنی وہ پارٹی روں کے تحت اس ملک پر حکمرانی کی جائے۔ مارشل لاء کے دور میں صرف یہ پابندی لگادی گئی تھی اور وہی پابندی یاں آج کے دور حکومت میں لگائی جاتی ہیں تو اس سے اس رشتے کی قدرتیں ہو جاتی ہے جو مارشل لاء کے وقت کی اور موجودہ حکومت کا جو ایک رشتہ بنتا تھا۔ یہ بھی اسی کی پیداوار ہے جناب اپنیکر وہ کہتے ہیں بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں تو سبحان اللہ یا آرڈننس مرکزی حکومت نے پیش کی لیکن اس کی ابتداء ہو چنان سے کی جاتی ہے سوراب کے واقع میں پہلے ذکر کروں گا جناب اپنیکر اس کو شاید ایک سوئیں یا ایک سویں افراد کا ایک اجتاج کہا جائے اس کو ہم جوئی بھی کہا جائے وہ اس کے کہنے والے پر ہے وہ اس کو کیا رنگ دیتے ہیں یا اس کو جو بھی نام دیتے ہیں۔ جناب اپنیکر کی عرصے سے تحریکدار سوراب کے خلاف وہاں کے لوگ وہاں کے عموم نے ایک اجتاج کا پروگرام بنایا۔ پہلا اجتاج ۲۳ راگت کو سوراب کے بازار میں ایک اجتاجی جلوس ایک جلہ اور سوراب کے تمام بازار کو بند کیا گیا مطالبہ کوئی برا فہیں تھا۔ جناب اپنیکر نائب تحریکدار کے تابے کا لوگ کیوں مجبور ہو کر انہوں نے اس اجتاج کی راہ اختیار کی۔ کبھی کسی نے اس بارے میں سوچا ہے۔ جناب اپنیکر کبھی کسی نے اپنے ذہن پر ذرا زور دے کر اس بارے میں اجتاج فہیں کیا۔ ایک نائب تحریکدار کے خلاف

اجتاج کیا جا رہا تھا۔ کبھی میرے خیال میں پہلا جو ۲۳ رائست کو اجتاج ہوا ہے یعنی کہ گورنمنٹ اس سے بے خبر تھی۔ ہوم منسٹر پیشے ہوئے ہیں چیف منسٹر موجود نہیں ہے کیا ۲۴ رائست کے DSR میں آپ کو اس بات کا علم نہیں ہوا کہ وہاں پر ایک اجتاج کیا گیا ہے۔ میں وزیر داخلہ سے یہ پوچھنا چاہوں گا انہوں نے زحمت گوارہ کی کہ وہ اس کمشنز سے بات کرتے کہ بھائی ان لوگوں نے اجتاج کیوں کیا ہے سوراب کے بازار میں جو ہر تال کی کیفیت ہے یہ فوہت آئی کیوں لیکن کسی نے گوارہ نہیں کیا انہی وزیر اعلیٰ نے ہاس عوام کی بجائے کوئی وزیر بھوک ہر تال پر پیشہ جاتا کوئی وزیر احتجاج استعفی دیتا تو شاید ہمارے وزیر اعلیٰ اور وزیر داخلہ کچھ متاثر ہوتے لیکن اس اجتاج کے باوجود کسی نے کسی سے رابطہ تک نہیں کی کمشنز سے رابطہ کیا گیا تو اس نے کہا کہ الائچی یہ کہا گیا کہ اس تحصیلدار کا خاص خیال رکھا جائے۔ جناب اپنیکر ۲۳ رائست کے اجتاج کے بعد مقامی انتظامیاً ڈی سی فلات نے آکے ان لوگوں کے ساتھ مذاکرات کئے اور یہ تسلی دی گئی ان کو کہ آپ اپنا اجتاج کچھ وقت کے لئے روک دیں۔ نائب تحصیلدار کا چند روز میں ہم تباہ کر دیتے ہیں۔ ۲۳ رائست کے بعد پھر ۳ مارچ کو انہی لوگوں نے اجتاج کا پروگرام بنایا پھر مقامی انتظامی کی مداخلت میں وہ اجتاج کا پروگرام جو شتم کر دیا گیا لیکن نائب تحصیلدار اپنے جگہ پر قائم تھے بلے نہیں تین تاریخ کو پھر لوگوں نے مجبور ہو کر انہوں نے اجتاج کیا پھر راہ اپنائی اور انہوں نے بازار بند کر دیا جائے کیا، جلوس کیا اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگ اس اجتاج سے مطمئن نہیں تھے جو تسلی فلات کے ایڈمنیسٹریشن نے دی تھی انہوں نے جلوس کی شکل میں آرسی ڈی روڈ کی طرف جانا چاہا جناب اپنیکر اب تک کہ وہ میں آرسی ڈی روڈ پر پہنچے ہی نہیں تھے۔ ڈپٹی کمشنز میں آرسی ڈی روڈ پر پیشہ ہوئے ہیں۔ میجر سکندر نام ہے ان کو وہ بھی وہاں پر موجود تھا نائب تحصیلدار جس کے خلاف اجتاج ہو رہا ہے جناب اپنیکر یہ بات نوٹ کی جائے نائب تحصیلدار جس کے خلاف اجتاج ہو رہا ہے اس کو Depute کیا گیا ہے کہ وہ جلوس کو کنٹرول کرے یہ خود ایک زیادتی نہیں ہے کہ جس کے خلاف اجتاج کیا جا رہا ہے اس کو Depute کیا جا رہا ہے کہ آپ جا کر کے اجتاج کو کنٹرول کریں ابھی تک وہ جلوس روڈ تک پہنچ نہیں پایا تھا سب سے پہلے اسی نائب

تحصیلدار نے بتول چشم دید گواہوں کے بقول ان زخمیوں کو جو ہسپتال میں ہے کہ سب سے پہلا فائز اسی نائب تحصیلدار نے کیا اور اس کے بعد ایف سی نے کئے ہوئے لیویز نے کئے ہوئے یا کسی تیرے فرد نے کئے یا ایک منٹ کے لئے یہ بھی سوچا جائے کہی آئی اے کی طرف سے کوئی ایجنت بھیج گئے تھے کہ جی بی کے ایجنت آئے تھے۔ انہوں نے فائز کیاراء کے ایجنت آئے تھے انہوں نے فائز کیا۔ ذی پی کمشن صرف پختے کھانے وہاں پیشہ وال پہپ پر بیٹھے ہوئے تھے آپ کے ایف سی کے کریں میجر جو کہتے ہیں کہ ملک کی برحدود کا وفاع کریں گے وہ کس لئے بیٹھے تھے اگر کسی تیرے فرد نے وہاں پر فائز کیا ہے تو انہوں نے اس کے خلاف کون سا ایکشن لیا کیا ان کی رائفلوں پر تیل لگا ہوا تھا کیا ذی پی کمشن کے احکامات صرف عوام پر گولیاں برسانے کے لئے ہوتے ہیں کوئی ایکشن نہیں لیا گیا جناب اپنیکر اگر تیرے فریق نے بھی کیا ہے چاہے کوئی ہوئیں ہوں موی جان ہے وہاں کا کوئی مقامی ہے ان کی رائفلیں صرف ان نہیں، بے بس اور غریبوں پر کھلتی ہے ان کی رائفلوں کا رخ جو ہندوستان کی بارڈر پر اپنے جو تے چھوڑ کر آ جاتے ہیں لیکن یہاں پر ان کی تسلیمیں ان کی بندوقیں صرف اس نہیں عوام پر گولیاں برسانے کے لئے تیار ہے جناب اپنیکر جس وقت قلات کے ذی سی کا واقعہ ہوا تو ایکشن کے دوران ایک واقعہ ہوا تھا میں سمجھتا ہوں قلات ذوزیں کو محاصرے میں لے لیا گیا یہاں تک کہ خان صاحب کے گھر تک کو محاصرے میں لے لیا گیا ایک تھیٹر کسی نے مارا تھا نہیں مارا تھا یہ ذی سی کا اپنا بیان ہے کہ ذی سی کو تھیٹر مارا گیا اس سے خان آف قلات کے گھر کا محاصرہ کیا گیا بنیلے تک جیسیں لگائی گئی کہ کوئی ملزم یہاں سے فرار نہ ہو وہاں پر ان لوگوں کا وہ احتجاج اس پر کیوں حکومت نے کوئی توجہ نہیں دی یہاں پر ذی پی کمشن کوئی نے ایک تھیٹر مارا اس کے خلاف حکومت کی یہ کارروائی لیکن اس کے بر عکس کوئی وزیر یہ دھمکی دینا ہے کہ ہم استغفار دیں گے تو اس صوبے کا چیف سیکریٹری تک رانسر ہو جاتا ہے تو اس سے یہ سمجھا جائے کہ یہ حکومت وزریوں اور یہود کریمی کی ہے اس حکومت کو بنانے میں اس حکومت کو چلانے میں اس حکومت کو رکھتے کے لئے یہود کریمی اور وزریوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے ذی سی کے لئے پورے ذوزیں کو محاصرے میں لیا جاتا ہے ایک وزیر کی دھمکی پر چیف سیکریٹری روزانہ یہاں

پر رانسر ہوتے ہیں اور اس تحصیلدار کو اس موقع پر بھیجئے کا جواز کیا تھا یہ کبھی کسی نے پوچھا ہے لوگ صرف اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں شاید ہم کچھ لوگ محفوظ ہیں باقی دیکھا جائے کون محفوظ ہے آپ کے دکاء انہوں ہوئے ہیں آپ کے دکاء پر فارنگ کی جا رہی ہے۔ ذپیں سیکریٹری موہی خان سالانی کا قتل ہواروزانہ بینک ذکریتیاں کارچوری۔ جناب اپنیکر معدرات کے ساتھ ہبھلی بار میں نے سنائے کہ بلوچستان میں یونگ ریپ تک کئے جا رہے ہیں وزیر داخلہ بھومن پہلے کہتے تھے کہ اگر ہم کنٹرول نہیں کر سکیں تو ہم استغفاری دیں گے ان تمام واقعات کے بعد بھی میرے خیال میں ہاں اس ذاتے کا یہ انتظار کر رہے ہیں کہ ہندوستان حملہ کرے پھر وزیر داخلہ استغفاری دیں گے تو میرے خیال میں اس وقت کچھ نہیں پیچھا کیا کچھ اس سے بھی زیادہ سوچ رہے ہیں یہ تمام تر ذمہ داری میرے خیال میں حکومت پر آتی ہے اس میں اگر کوئی بھی انوالو ہو جناب اپنیکر ہندوستان میں اگر ایک رین کا ایکسٹریٹ ہو جاتا ہے، انکو اس سے پہلے وہاں کا جو وزیر رہیوے وہ استغفاری دے دیتا ہے وہ یہ نہیں پوچھتا کہ اس میں ذرا بھور کا قصور ہے اس میں انہیں کا قصور ہے اس میں پڑھی کا قصور ہے یا اس میں دہشت گردی ہے وہ اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے وہ مستغفاری ہو جاتا ہے لیکن صرف ہم باقیں تو کرتے ہیں زبانی جمع خرچ ماشاء اللہ ہمارے لئے جتنے بھی تاج ہیں کم ہے آج تک دیکھا جائے جناب اپنیکر جب سے نہ کہ صرف ایف سی کو جو اپنی اس مکانگ کا اختیار دیا گیا ہے یا اس سے پہلے جو واقعات ہوئے ہیں ان میں کتنے لوگوں کو سزا کیں دی گئی ہیں۔ معاوضہ دیا گیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے خون کا معاوضہ چند لاکھوں میں دیا گیا ہے مقامی انتظامیہ شاید ہوتی تو اس کے خلاف ایکشن لیا جاتا جب یہ ایف آئی آر کا کرنے کے لئے لوگ کمشنر کے پاس گئے اور ایف آئی آر ان کو over Hand کی تو کمشنر کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔ جناب اپنیکر میں سمجھتا ہوں اس میں صرف کمشنر تو نہیں ہو گا کمشنر کو جہاں حکومت سے احکامات ملیں گے وہ تو بچارا اس کا پابند ہو گا کہ جی آپ مجرما و رذی سی کا نام اس ایف آئی آر سے نکال دیں پھر ہم تحصیلدار کے خلاف نائب تحصیلدار کے خلاف یہ ایف آئی آر کاٹ کرنے کے لئے تیار ہیں ملاحظہ ہو جناب اپنیکر جس طرح کہ مولانا امیر زمان نے کہا کہ پہلے انکو اسی ہو پہلے تو ایف آئی

آرتو کاٹ کر آئیں آپ کے مجھ سرپت کا قلم مجھ اور وہی سی پر آ کر زک جاتا ہے اس کا نام نہیں لکھ سکتا لیکن تحصیلدار یونگ مقامی ہے اور چاہے پھانسی پر چڑھ جائے چاہے اس کو سزا ہو چاہے وہ معطل ہواں کے خلاف جو بھی کارروائی کی جائے اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن مجھ صاحب شاہی خاندان سے ہے۔ اس کے خلاف ایکشن لے بھی کون آج تک کوئی لے سکا ہے ایک ملک کا پورا حصہ گنو بیٹھے آج تک اس پر کسی نے انگلی اٹھائی ہے ہم نہیں اٹھا سکتے جذاب اپنے کردار اس ایوان میں اٹھا سکتے ہیں اگر انھیں تو حق بد کی خیر مانگے نہیں یا اٹھا سکتے ہیں وہ ایک ایسا ادارہ ہے جس کو اتنا فرج جائیں بلیں بنایا گیا ہے کہ اس پر با تحریر کرنے سے کہتا ہے ملک کوٹ جائے گا لیکن حقیقت میں دیکھا جائے آج تک ملک کو توڑنے کے لئے اور ملک کو برپا کرنے میں مبتلا کر اس ادارے کا با تحد ہے اور کسی کا نہیں ہے آج تک ملک کو اس کنارے پر دھائی پر لانے والا سب سے بڑا ذمہ دار جو ہے وہ یہی ادارہ ہے لیکن اس کو فرج جائیں بلیں کیا گیا ہے ہاتھ رکھو تو اس پر انسان کافر ہو جاتا ہے یا ملک دشمن ہو جاتا ہے ہم یہ بھیتھے ہیں کہ ہماری باقتوں سے لوگ ہمیں کہیں گے کہ ہم جوئی سے ہم نے انکار نہیں کیا جس طرح کہ ڈاکٹر تارنے کہا ہے جس وقت آپ پر آپ کی عزت آپ کے ناموس، آپ کی بقاء، آپ کا قوی شخص خطرے میں آجائے تو پھر انہم جوئی دو قطرے آپ اس میں اور بھی والیں ہمیں کوئی انکار ہے لیکن ان کو لوگ کیا کہیں گے جوڑ پی کمشترے دفتر میں گولیاں کھا کر آتے ہیں وہ ہم جوئی نہیں تھی۔

میرا سد اللہ بلوچ (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) : پاکست آف آرڈر اس کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں اس نام کو اسنٹ کمشٹ کو انہوں نے ڈپی کمشٹ بنایا ترقی دے کر ڈپی کمشٹ بنادیا
— Thank you

جناب چیئرمین : آپ تشریف رکھیں۔

سردار محمد اختر مینگل : جناب اپنے کردار ان گولیوں کا حوالہ دیتے ہوئے ہم ڈپی کمشٹ کے دفتر میں یا اسنٹ کمشٹ کے دفتر میں وہ ہم جوئی نہیں تھی میرے خیال میں وہ مدراہی کا کوئی کھیل تھا اس کے بر عکس جناب اپنے کردار۔

میر اسد اللہ بلوج (وزیر پبلک ہیلتھ نجیسٹر نگ) : پاکٹ آف آرڈر جناب اپنے
اس نے بیس منٹ لئے ہوئے ہیں کتنا نامم دیتے ہیں اس کے لئے اگر فری ہے ایک شخصیت ہے تو
نجیک ہے۔

پرس موسیٰ جان: وہ بات کر رہے ہیں آپ مہربانی آر کے بیٹھ جائیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں البتہ سردار صاحب وائے آپ کریں آپ تشریف رکھیں
پرس۔ پرس موسیٰ جان Please آپ کراس ٹاک ن کریں آپ بات ادھر کریں۔ سردار صاحب
آپ کا نامم ثقہ ہوا۔ یہ بات اپنے طور پر صحیح ہے۔

سردار محمد اختر مینگل: جناب اپنے لیکر مولانا صاحب نے فرمایا کہ پہلے ہم اس کی گمراہیوں میں
جائیں گے اس کی تحقیق کریں گے بالکل ہمیں انکار نہیں ہے ہم نے پہلے بھی مطالہ کیا ہے کہ ہائی
کورٹ کے نج سے اس کی باقاعدہ انکواری ہو لیکن مولانا صاحب مجھے اس بات پر ذرا مطمئن کریں کہ
جس وقت یہاں پر سینما جلا دیا گیا تھا لوگ گرفتار ہوئے تھے اس وقت انہوں نے کیوں کورٹ تک فیصلے
کا انتظار نہیں کیا۔ وہی کورٹ یہ کورٹ اس کورٹ میں بڑا تو فرق نہیں ہے مگر پھر بھی ہم اعتماد کرتے
ہوئے کہ اس کی انکواری ہائی کورٹ کے نج سے کرائی جائے۔ جناب اپنے لیکر نوٹکی جیل کی بریک آپ کا
واقع آپ سب کے سامنے ہے اسی اجلاس میں میں نے پاکٹ آف آرڈر پر زیر آور پر اس مسئلے کا
ذکر کیا تھا جس سے کچھ قیدی فرار ہو گئے تھے۔ صوبائی حکومت نے ایک انکواری کرائی اور وہ انکواری
جو اس میں مقامی انتظامیہ کو بری قرار دیا گیا۔

جناب چیئرمین: آپ وائے آپ کریں۔

سردار محمد اختر مینگل: آخری پاکٹ ہے جناب اپنے لیکر لیکن مرکزی حکومت کی طرف سے
وزیر اعظم کی طرف سے ایک حکم نامہ جاری ہوا اس میں آپ کا ہوم سیکریٹری، ذپی کمشنر، ایس پی،
اسٹٹ کمشنر معطل بھی کئے گئے یہاں تک کہ آپ کا اسٹٹ کمشنر بھی انکواری کمپلیٹ ہی نہیں
ہوئی تھی۔ اسٹٹ کمشنر ج سے آیا اس کو ایس پورٹ سے ہی گرفتار کر دیا گیا وہاں کیوں اپنی انکواری پر

حکومت کو یقین نہیں آیا وہاں پر ہم نے فیصلہ کیا۔ مرکزی حکومت کے ان احکامات پر جناب اپنے
اب بھی تم سمجھتے ہیں ہالی کورٹ کے اس نجی سے اس کی تحقیق کرانی جائے جو بھی اس میں انوالوں والان کو
سر عام لایا جائے جو لوگ شہید ہوئے ہیں اس میں اور جو زخمی ہوئے ہیں ان کو حکومت معاوضہ دے۔
R.I.F تو سینئر منش نے کہا ہے ہم نے درج کر دی۔
جناب اپنے کہ جب تک اس پر عمل درآمد نہ ہو یہ صرف اس کی حیثیت ایک کاغذ کے لکڑے کی ہے مجھے یہ
بتا کیں وزیر داخلم نے اس پر عمل درآمد کیا ہے اس میں ملوث افراد پر کمشنز آپ کا تحصیلدار آپ کے
اسٹنٹ کمشنز، ایف سی کے جو آپ کے مجرم ہیں اگر حکومت ان کو گرفتار نہیں کر سکتی کم از کم سپنٹ تو
کرے تب تک سپنٹ کر کے پھر اپنی انکوارٹری کرے آج تک معمولی ہی بات پر آپ نے لوگوں کو
سپنٹ کیا ہوا۔ معمولی سے وزروں کے احکامات نہ مانتے ہوئے آپ نے اس کو OSD کیا ہوا
ہے اور جس احتجاج میں لوگ شامل تھے آج تک وہ بند ہے جناب اپنے کر کر صرف وہ بند ہیں اس
تحصیلدار کے ان حرکتوں پر گواہی آپ کا مستونگ کا جیل دے گا۔ جناب اپنے کر کر اس میں صرف وہ چند
افراد بند نہیں ہیں سورا ب سے کئی افراد جن کو پریشرائز کرنے کے لئے جن پر دباؤ ذات کے لئے
مختلف مقدمات بنا کر نارچ کر کے ان کو مستونگ کے جیل میں لا یا گیا ہے میں نہ صرف صوابی حکومت
سے بلکہ انسانی حقوق کی ان تنظیموں سے یہ مطالبہ کروں گا کہ وہ جا کر مستونگ کی جیل کا خود معاون کریں
کہ اس میں وہ لوگ کیوں بند کئے گئے ہیں اسی تحصیلدار کے ہاتھوں لوگوں کے ہاتھ کانے گئے ہیں
لوگوں کے جسم کو جلا یا گیا ہے اور احتجاج کے طور پر جو لوگ گرفتار ہوئے تھے ان کو رہا کیا جائے ہماری یہ
ذیماں ہے جناب اپنے آخر میں میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس تحریک اتواء پر
ہمیں یونے کا موقف دیا اور اس کے ساتھ ساتھ تھانے کے واقعے میں ملوث افراد کو بھی ہمارا مطالبہ یہ ہے
کہ ان کے خلاف بھی ایکشن لیا جائے۔ Thank you جناب اپنے

جناب چیئرمیں: مہربانی۔ اب میں جناب جعفرخان مندو خیل وزیر داخلم کو۔

میر اسرار اللہ ذہری (وزیر بلدیات): جناب اپنے میں نے بھی آپ کو ہم لکھوایا تھا۔

جناب چیئر مین: آپ کا نام بالکل لکھا تھا اور میں نے آپ کا نام لیا اس وقت آپ نہیں تھے۔
میرا سردار اللہ زہری (وزیر بلدیات): جناب اپنے کریم میں باہر قہا بھی پہنچا ہوں کسی کام
سے گیا ہوا تھا۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے میرا سردار زہری آپ بات کریں محیک ہے اگر چہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ
آپ۔

میرا سردار اللہ زہری (وزیر بلدیات): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اپنے کریم میر زمان کا
بھی نام لیا گیا تھا لیکن پھر اس کو بھی چانس دیا گیا سب سے پہلے میں آپ سے اور ایوان کے دوستوں
سے مغدرت خواہ ہوں کہ میرا گل خراب ہے اور طبیعت بھی تحوزی سی خراب ہے اگر مجھ سے کچھ
گستاخیاں ہوئی ہوں تو میں معافی چاہوں گا۔

جناب اپنے کریم: طبیعت کی خرابی آپ کثروں کریں۔

میرا سردار اللہ زہری (وزیر بلدیات): سر میں کوشش کروں گا لیکن آپ کی طرح میں
کثروں نہیں ہوتا ہوں۔

جناب چیئر مین: نہیں ایسی بیٹھگی پر مشتمل نہیں۔

میرا سردار اللہ زہری (وزیر بلدیات): جناب اپنے کریم میں ان تمام پارٹیوں کا شکریہ ادا کرتا
ہوں جنہوں نے سوراب کے واقعہ پر قرارداد پیش کی اور مذمت کی گئی۔ خاص کر جمیعت کی مہربانی میں
جو پارٹیاں ادھر سریک ہوئیں ادھر بھی انہوں نے قرارداد مذمت پیش کی اور بی این پی مینگل کے
دوستوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بھی اس واقعہ کی مذمت کی لیکن ساتھ ساتھ تحوزی سے
ہاتھ کھینچے اور اشارے بھی کئے لیکن نہیں ہونا چاہئے تھا کیونکہ علاقہ مشترک ہے مصیبت مشترک ہے یہ
ہر کسی پر آ سکتا ہے آج سوراب پر آیا ہے شاید کل وڈھ پر آجائے پرسوں بیلہ پر بھی آ سکتا ہے ایک
دوسرے پر انگلیاں اٹھانا یہ مسائل کا حل نہیں ہے جناب اپنے کریم اگر مجھے اجازت دے دیں کیونکہ میں
تین چاروں سے علاقے میں رہا ہوں مجھے کچھ نہ کچھ معلومات حاصل ہیں اگر میں ایوان کے سامنے

رکھوں۔ جناب سوراب کا جو واقعہ ہوا ہے وہ شروع ایک سیاسی و رکر کی گرفتاری سے شروع ہوئی وہ حکومت کو کسی قتل میں کسی چیز میں مطلوب تھا جب اس کو گرفتار کیا گیا پھر بھی چھوڑ دیا گیا اسی پارٹی کے پریشر کی وجہ سے لیکن جج سے وارثت آئے ہوئے تھے اور اس پر کیسز تھے لیکن وہ جا کر اس کو اتنا اثر و رسوخ استعمال کیا اور اس کو احتجاج کی طرف لے گئے جب احتجاج شروع ہوا تو پہلے دن جس تاریخ کو سوراب میں ہڑتاں ہوئی اس میں مطالبہ کیا گیا کہ یہاں پر سیاسی و رکروں کو ناجائز عجہ کیا جا رہا ہے۔ اس میں مطالبہ کیا گیا کہ یہاں پر سیاسی و رکروں کو ناجائز شک کیا جا رہا ہے اس نے اس ہاب تحصیلدار کو تبدیل کیا جائے جس کے لئے مذکورات بھی ہوئے ہیں۔ قلات کمشنز سے ذی سی سے ملاقات بھی ہوئی کہاں تک یقین دہایاں ہوئیں تھیں البتہ میرے پکھو دستوں نے اس پارٹی کی جو لوکل لیڈر شپ ہے ان سے جا کر ریکویٹ کی تھی کہ آپ جناب لوگوں کو ہائی ویز پرنے لے جائیں ہڑتاں پرنے لے جائیں آپ اگر اپوزیشن میں ہیں تو ہم جا کر اپنے دوستوں کو کہیں گے اس تحصیلدار کو تبدیل کرائیں گے میں نام نہیں لوں گا دوستوں نے پابندی لکا دی ہے کہ نام کسی کا نہ لیں اس پر سیاسی پارٹی کے لوکل لیڈر نے یہ کہا تھا کہ جی اگر بات کرنی ہے تو چلیں ہائی وے پر بات کرتے ہیں۔ خیر سارے مایوس ہو گئے تھے پہلے دن جو تمیں تاریخ کا واقعہ ہے تمیں سے چالیس افراد احتجاج کے لئے ہائی وے پر چلے گئے تھے لیکن وہاں ان پر لاٹھی چارج ہوئی تھی اور بھاگلدرز بھی گئی تھی پانچ، چھ افراد پکڑے گئے تھے اور باقی منتشر ہو کر چلے گئے اس کے بعد جو پکھو بچے کچھے تھے وہ شہر میں گئے اور وہاں انہوں نے اعلان کیا جمع کا دن تھا وہاں دیہاتوں سے لوگ آ کر سوراب میں جمع کے دن نماز پڑھتے ہیں شہر میں۔ وہاں انہوں نے اعلان کیا کہ فلاں فلاں بندے مر گئے ہیں چولاشون کو اٹھا کر لے آتے ہیں تو یہاں سے جب لوگ روانہ ہو گئے ان کو مکان وہی آدمی کر رہا تھا اور جس کے وارثت تھے اور جو میں کمان تھا وہ گرفتار ہو چکا تھا کیونکہ معنی شاہد وہ کے مطابق اور ابھی میرے پاس ۰۰ فیصد ثبوت موجود ہیں اور باقی سو فیصد اس نے میں اس کو مزید کنضم کروں گا اور مزید تھا کہ اس میں مزید کوئی شبہات نہ ہیں جب یہ لوگ دو تین فرلانگ پیچے تھے وہاں سے اور جس کے وارثت تھے اس کے پاس

خشد ارسانید سے دو بندے آئے ہوئے تھے اور ان کے لئے گواہ ہیں اس واقعہ میں دوسرو، ذیر ہسو
بندے آگے وہاں روڑ پر آگے ایک آدمی کے ہاتھ میں اسکار جین بندوق چھوٹی سی تھی ۳۲ بورکی اور
دوسرے کے خلاف کلاشکوف تھی جو یہ جلوس میں شامل ہو گئے ہیں ان لوگوں نے دو تین فائر کے جب
فارز ہوئے پھر گورنمنٹ کی طرف سے ایف سی بی آر پی یا یویز والے جو تھے انہوں نے فائر کیا جب
فارز نگہ ہوئی ہے اتنے میں لوگوں کو گولیاں لگی ہیں جو ایف سی نے فائر کی ہے یا سائیڈ والوں نے کی
ہے یا یویز نے کی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق دو باہر کے بندے تھے اور دو بندے یویز کے تھے
جب احتجاج پر لوگ نکلتے ہیں ان پر فائر نگہ کی جاتی ہے۔ میرے خیال میں اتنے بے درد نہیں ہیں ان
کو اولاد ہو گی انسانیت تو ہو گی۔ جب فائر نگہ کی جاتی ہے پہلے ٹانگوں پر مارنی چاہئے تھی۔ جناب
اپنیکر اگر بھی بھی لا شوں کو دیکھا جائے یا جس رُٹھی کے بارے میں جس کو پتہ ہے تو فائر نگہ اوپر کے
 حصے میں ہوتی ہے اور لوگوں کو جن کو گولیاں لگی ہیں کچھ کو میں یہاں لایا ہوں کچھ کو کراچی بھیجا جائے تو ان کو
چیچھے سے اور اوپر کے حصے پر لگی ہیں اور کچھ کو ادھر سے لگ کر ادھر سے لکھی ہے یعنی اوپر کے حصے سے۔
فورس اس سائیڈ پر تھی اور لوگوں کو گولیاں چیچھے سے لگیں ہیں جب گولیوں کو نکالا گیا دیکھا گیا وہ بتیں
بورکی بھی گولیاں ہیں کفرم نہیں ہے لیکن اس ناٹک کی ہیں اور کلاشکوف کی بھی ہیں اور اُن کی بھی
ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق دُشمنوں پر آئی تھیں کافی تعداد میں تمام بھی ظاہر کرنا ہو گا لیکن
میرے دوستوں نے پابندی لگائی ہے کہ نام نہ لیا جائے اور میں کوشش کروں گا ان کو وہی بندے لائے
تھے جس کے اپنے دارث تھے۔ جناب اپنیکر میں سمجھتا ہوں یہ ایک سوچی بھی سازش تھی۔ میرے
علقے میں میرے پرانے کے فلاں فلاں آدمی کو مارو۔ میں جب ان کے پاس گیا تو لوگوں نے مجھے سے یہ
بات کی میں نے کہا جناب اگر مجھے بندے مروانے تھے ایک تو مجھے ضرورت ہیں ہے میں اپنے مخالفوں
اور ان کے ہمیڈوں کو مارنے تھے ان میں ایک بندہ جو ابھی کلیم کر رہا ہے جمعیت کے لئے۔ ایک بندہ
کلیم ہو رہا ہے اختر صاحب کی پارٹی کے لئے لیکن باقی جتنے رُٹھی ہیں وہ میرے بندے ہیں تو جناب
اس کے چیچھے ایک بہت بڑی سازش ہے اس سازش کا پتہ دو تین دن پہلے جعفر خان کو ایک بنسیوں نے دیا

تحاکہ جی لوگوں کو چاہئے لاشیں، ساکھ بچانے کے لئے تو مجھ سے جعفر خان مندوخیل نے گورنر ہاؤس میں کہا کہ یہ واقعہ کہاں ہو سکتا ہے میں نے کہا کہ یہ واقعہ خپدار میں اختیاط کریں اور اس سے آگے جا کر تھوڑا سا اختیاط کریں باقی علاقوں میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے تو ذائقی طور پر جعفر خان نے اپنے افراد کو کہا امرت ہو جائیں ایسا کوئی مسئلہ ہے جو پورٹ آئی ہوئی ہے۔ جناب اپنیکریہ جو مسئلہ ہے اس کو نوٹل چار آدمی پلان بن کر اپنے ایک بڑے آدمی کے سامنے لے گئے اور اس سے اپر ہول لے کر یہ کام کیا گیا اور مجھے امید ہے عدالتی تحقیقات کے بعد یا اس سے پہلے میں آپ سے یہ ریکویٹ کرتا ہوں کہ یہاں ہاؤس میں بیٹھنے ہوئے مختلف پارٹی کے لوگ میں ان میں سے ایک ایک بندہ مقرر کریں تاکہ وہ علاقے میں جائیں۔ لوگوں کی باتیں نہیں ان سے پوچھیں کہ یہ واقعہ کیسے ہوا ہے اور کیا ہوا ہے تو صورت حال بالکل سامنے آجائے گی صرف زبان سے کوئی کسی کو نہیں چھا سکتا ہے کیونکہ دنیا اب اتنی آگے جا رہی ہے کوئی بھی سازش کہیں بھی نہیں چھپتی ہے سازش صاف ظاہر ہے اس ہاؤس میں اخباروں میں پریس کا فرنس میں انہی کی زبانوں سے جو رخی ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کی سازش کو بے نقاب کریں گے اس وقت تک جب تک ایف سی والے ہوں اس میں ڈپی کمشنر ہو، اس میں کمشنر ہو، اس میں تھیسیلدار ہو یا کوئی اور سازشی عناصر ہوں۔ جناب اپنیکریہ ڈپی کمشنر کو تو سراہل جائے گی میرے حلقة کا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: اس کو وائیز آپ کریں۔

میر اسرار اللہ زہری: جناب دو منٹ میرے حلقة کا مسئلہ ہے اس میں جو بھی ملوث ہے اس کو سزا ملنے گی لیکن سازشیوں کو بھی سزا ملنی چاہئے اسی سزا ملنی کے تاکہ یہ جو بلوچستان کے لوگوں پر ہر روز یہ سازشیں ہو رہی ہیں لاشوں کے اوپر سیاست ہو رہی ہے کم سے کم یہ قسم ہو جائے اس کے لئے جناب میں آپ سے اور یہاں ہاؤس میں بیٹھنے ہوئے دوستوں سے گزارش کروں گا تعاون چاہتا ہوں مجھے امید ہے اور میرے علاقے کو انصاف ملے گا۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: مہربانی۔ اب میں درخواست کرتا ہوں جناب جعفر خان مندوخیل وزیر دا خلمہ۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر داخلہ): اعوذ باللہ ممن اشیطان الرجيم۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکر یہ جناب اپنے کیا ہے جو آج زیر بحث معاملہ ہے آپ کی اور سردار اختر مینگل کی جو تحریک ہے اس کو وائیڈ اپ کرنے کا موقع دیا ہے میں کوشش کروں گا اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کے حقیقتوں تک رہوں اور جو میرے سامنے پواخت آئے ہیں ان تک مدد و در رہوں اور بہت چیزیں ایسی ہیں یہ کیس ہے اس پر انکو اڑی مقرر ہو چکی ہے کچھ بحیثیت وزیر داخلہ اپنے آپ کو مدد و در کھوں گا کیونکہ بعض چیزیں ایسی ہیں شاید میری یا تم انکو اڑی پر اثر انداز ہو گیں۔ یہ واقعہ جو تین تاریخ کو ہوا ہے میں ایک پورٹ گیا ہوا تھا ادھر سے واپس آیا جیسے میں اتر ابتدیا گیا کہ سورا ب میں یہ واقعہ ہوا ہے اور ایف سی کی فائر گرگ سے تین افراد ہلاک ہوئے ہیں اور کافی زخمی ہوئے ہیں میں نے فوراً انتظامیہ سے رابطہ کیا کہ پہ کیا ہوا ہے تو انتظامیہ بھی کوئی کیسر بات نہیں بتا سکی ان کو کہا گیا کہ آگے کے لئے سنبھالیں تاکہ یہ واقعہ آگے نہیں بڑھے اور کوشش یہ کریں کہ مزید کوئی انسان نہ ہو اور ساتھ ساتھ بھی کہہ دیا تھا کہ سردار صاحب سے رابطہ کر لیں تاکہ احتجاج ان کی پارٹی سے تھا کہ وہ اس قصے کو غمڈا کریں۔ اسی دن ایک ڈیڑھ بجے تک دو گھنٹے تین گھنٹے کے بعد ہم نے جو ڈیشل انکو اڑی کے آرڈر کر دیئے۔ فلات کا سیشن مچ جس کے لئے مقرر ہوا اور اس کو بدایت کی گئی کہ پندرہ دن کے بعد یہ رپورٹ آجائے۔ واقعات ہوئے اتنا نہیں ہے بتا بیان کیا گیا۔ ایف سی کے رول کو یکیس میں اس کے متعلق عرض کروں ان کے کسی فعل کی ہم تعریف نہیں کرتے ہیں بلکہ میں ان کے اس انتہی اسمگنگ روں کے خلاف، **روزانہ** ان کا کوئی شکریہ نہ کھڑا ہوتا ہے کوئی نہ کوئی ان کے باتھ سے مرا ہوتا ہے۔ وزیر خزانہ کی بحیثیت سے مجھے سب پتہ ہے کہ کس ٹرک میں ڈیڑل آتا ہے، کس کس ٹرک میں بس میں دیگر سامان آتے ہیں اور یہ کس کی ملکیت ہیں اس طرح کہ غریب جس نے کوئی کو لیا قالمین انکھیا ہوتا ہے وہ روزانہ ان کی گولیوں کا شکار ہوتے ہیں تو ایف سی کے اس روں کے میں بالکل خلاف ہوں یہ نہیں ہونا چاہئے کشمکش موجود ہے اگر وہ کام نہیں کر سکتی ہے تو ان کو فارغ کر دیا جائے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ ان کے لوگ بھی تمام کر پت ہیں ہم نے واضح احکام دیئے ہیں کہ آئنے کی ایک

بوری نہیں جانی چاہئے آج آپ دیکھیں چمن بارڈر سے کتنے کر اس ہو رہے ہیں۔ کل بھی ہم نے آئی تھی کوکشنر کو خط لکھا آپ اس کے لئے کیا کر رہے ہیں یہ کس طرح جاری ہے ہیں پہلے تو آپ کہتے تھے کہ پرمٹ اشو ہو رہے ہیں۔ دوسرے ہو رہے ہیں لیکن اب یہ کیسے جاری ہے لیکن وہاں ان کی زبان بند ہوتی ہے اس سے آواز نہیں نکلتی لیکن جہاں ایک سائیکل والے کو یا کولروالے کو دیکھتے ہیں اس کو پڑھ کر دیتے ہیں شہر کے اندر کے اندر ہو ہم بلوچستان کی حیثیت سے مشرکی حیثیت سے ہماری کوشش ہے مرکزی حکومت سے رابطہ کیا ہوا ہے۔ وزیر داخلہ سے چیف مسٹر نے بات کی ہے وہ بھی آئیں گے ان کے روں کو کم سے کم کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ آگے کے لئے ایسے واقعات کا خاتمہ ہو، سلسہ رک جائے ان کو تکلیف تو ہو گی جو یہ کر رہے ہیں ان کو آج تک کسی نے نہیں روکا ہے جن کے گناہے جاتے ہیں ٹرک جاتے ہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے شیلا باغ سے پندرہ پندرہ ٹرک ایک ساتھ جاتے ہیں اس کو کوئی نہیں روکتا ہے میں تھا اسم اللہ خان تھا، چیف مسٹر صاحب تھے وہ چیزیں بھی ہمارے سامنے ہیں اور پوسٹوں کے لئے وہ کبھی کبھی کوششیں کرتے ہیں اور پڑھتے ہے کس لئے کرتے ہیں لیکن جہاں تک سوراب کے واقعہ کا تعلق ہے ابھی تک صورت حال اب تک واضح نہیں ہے میں آج بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ ایف سی کی واردات ہے یا کسی اور کسی جیسے مولانا صاحب نے کہا کہ اس کو بعد میں سیاسی رنگ دے دیا گیا کچھ دوستوں کے کبھی انداز سے پیش کیا لیکن آج بھی یہ کلیئر نہیں ہے اس وجہ سے میری تمام ہاؤس سے گزارش ہے کہ جو جو ڈیشل انکوائری کے آنے تک آپ اس کو معطل رکھیں چوڑیشل انکوائری کے گی آپ کے سامنے ہم کہتے ہیں ہم اس پر عمل کریں گے ان لوگوں کو قرار واقعی سزادیں گے جو اس میں ملوث ہیں آج ہم ذی سی کو کیوں معطل کریں اگر ان کا کوئی قصور ہو۔ ایک آدمی کو قصور ثابت ہونے سے پہلے کیوں سزادیں جب کوئی وہ چور پکڑے جاتے ہیں جس کا کوئی قصور ثابت ہوتا ہے اس کو سزادی جاتی ہے جو ڈیشل انکوائری آنے تک اس کو معطل رکھا جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر داخلہ صاحب اس کے لئے آپ نے ایف آئی آر درج کی ہے ٹرائل تو بعد میں ہو گا فیصلہ ہو گا کہ فلاں سزا ہے کوئی ایف آئی آر کوئی ملزم گرفتار ہوا کسی کی نشاندہی ہوئی ہے

لیکن اس کے لئے ابتدائی اقدامات کیا کئے ہیں اسٹیٹ کی طرف سے کوئی ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔

وزیر داخلہ: جناب ابتدائی اقدامات تو ہم نے جوڈیش روڈی ہوئی ہے اور جو ایف آئی آر انہوں نے درج کرائی تھی وہ درج ہے اسے ہم نے کوئی نہیں روکا ہے یہ مجھے پہنچیں ہے اسٹیٹ کی طرف سے کوئی ایف آئی آر درج ہوئی یا نہیں لیکن اسٹیٹ کی طرف سے نہیں ہوئی ہے۔

سردار محمد اختر مینگل: جناب والا معدودت کے ساتھ وزیر داخلہ سے، وہاں کوئی موجود نہیں تھا اب تک ایف آئی آر درج نہیں ہوئی ہے، نہیں کہا ہے ہیں وہ ایف سی کے مور پچے میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایس اچ او کو مطلع کیا ہے وہ کس کھاتے میں کیا ہے۔

وزیر داخلہ: نائب تحصیلدار کا تبادلہ کیا گیا ہے یہ ایڈیشن کا کوئی اقدام ہے اس کا تبادلہ اگر مطلوب تھا تو کر دینا چاہئے تھا کوئی بڑی بات نہیں تھی ایک کمیٹی کی بات ہوئی۔ ہاؤس کی کمیٹی یہ بھی بہتر بات ہے میں اس کی بھی حمایت کرتا ہوں حکومت کی طرف سے ہم اس کی حمایت کرتے ہیں وہ رپورٹ پیش کر دے تمام باتیں کلیسا ہو جائے گی اور اس کے متعلق مجھے دو دن پہلے ایجنسی نے وارن کر دیا تھا کہ وہاں بی این پی مینگل اسی کوئی صورت حال پیدا کرنے والی ہے میں نے اچیل برائی کو ہدایت بھی کی تھی کہ مناسب اقدام کرے مگر یہ ہواں کا اندازہ نہ تھا۔

اجتباخ ایک جمہوری حق ہے ہم نے خود اجتباخ کیا میں خود روڈوں پر نکلا ہوں میں کس طرح انکار کر سکتا ہوں اجتباخ کا سب کو حق تھا جب آپ لانگ مارچ کر کے قلات سے کوئی تک آتے تھے آج جرگ کوالے نے کوئی اجتباخ کیا اس کا بھی حق ہے لیکن ذوب کے کانچ میں آپ کے دور میں گولی چالی تھی ہمارے دور میں نہیں میں بھی آپ کے ساتھ تھا کہی غیر متوقع حادثات پیش آتے رہے ہیں لیکن اجتباخ میں روڈ بلاک اجتباخ نہیں ہوتے ہیں روڈ بلاک نہیں کرنا چاہئے۔ اور سخت کیسز کے مریضوں نے بھی جانتا ہے روڈ بلاک کر کے ان غربیوں کو دھوپ میں کھڑا کیا ہوا ہے اور مصیبت ہے اس جگہ پر ضرور ایڈیشن کو آنا ہوتا ہے اور جو ٹریک ہواں کو بحال کرنا پڑتا ہے اجتباخ کرنے کے دنیا میں کسی

طریقے ہیں۔ جیسے پونم آج جلسہ کر رہی ہے کل جیسا کہ آپ لوگوں نے چمن میں جلسہ کیا تھا، تم اس کو appreciate کرتے ہیں تھیک ہے جبھوڑی طریقے سے سیاسی طریقے سے پٹے کارڈ اٹھائیں، کسی جگہ جلسہ کر لیں جلوں نکالیں، کہیں مظاہرہ کریں لیکن پیلک پر اپنی کو نقصان نہ پہنچے اور لوگوں کو بھی تکلیف نہ ہو اس کے بعد جو incident ہو ایسا حادثہ جس طرح ہوا ہے، تم اس کی پر زور نہ ملت کرتے ہیں اور ان شاء اللہ ہم اس کی تہہ تک پہنچیں گے اور یہ بھی یقین دہانی آپ کو کرائیں گے کہ اس سلسلے میں کسی کو معاف نہیں کیا جائے گا۔

سردار غلام مصطفیٰ ترین: جناب اپنیکر آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ کہا گیا ہے کہ روڈ بلاک نہیں کئے جائیں گے لیکن یہاں کوئی شہر میں ویڈیو کی دکانیں توڑی گئیں لوگوں کو مارا گیا آپ بنے کوئی گرفتاری کی ہے آپ نے کسی پر کیوں گولی نہیں چلائی اس وقت آپ نے کیوں کوئی قدم نہیں اٹھایا ہے اس واقعے میں لوگوں کو مارا گیا۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: اس واقعہ پر بھی مولا نا صاحب ناراض ہیں ایک سو ہجیس آدمیوں کو پکڑا گیا۔

سید احسان شاہ: جناب پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا آپ روئنگ دیں کہ کیا اپنیکر صاحب کو خود سوالات پوچھنے کا حق ہے۔ جو کسی صدارت پر بیٹھا ہو۔

جناب چیئرمین: اسیبلی کی وضاحت کے لئے حق ہے۔

سید احسان شاہ: جناب دوسرا یہ ہے کہ کیا جب وائیڈ آپ اپنی ہو تو کیا اس پر پوائنٹ آف آڈر کی اجازت دی جائیتی ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر سوالات کے وقت ہو سکتے ہیں۔

پنس موکی جان: جناب جب وزیر اعلیٰ صاحب تقریر کر رہے تھے تو مولا نا امیر زمان صاحب نے اس کی قیص کھینچ کر انہیں بخدا دیا یہ روایت ہم نے شروع نہیں کی ہے یہ روایت حکومت کی طرف سے ہوا ہے۔ جناب ہم جانتے ہیں جب وائیڈ آپ ہو رہا ہے اس کے کچھ آداب ہوتے ہیں۔ جناب آداب ہماری طرف سے نہیں نہ ہے ہیں اس طرف سے نہ ہے ہیں۔

سید احسان شاہ: کیا وائدینہ آپ اپنے میں پوچھت آف آرڈر کئے جاسکتے ہیں۔

جناب چیسر میں: پوچھت آف آف آرڈر حق ہے لیکن اس کو انزپشن کی شکل میں نہیں ہونا چاہئے۔
البتہ ایسا وقت آ جاتا ہے جب پوچھت آف آف آرڈر ضروری ہو جاتا ہے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر داخلہ): جناب ہم بھی بیٹھے ہوئے تھے جتنی سخت باتیں
ہوئیں جب تک ہمارے دوست سعید احمد ہاشمی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ پنجابی ہیں پنجابیوں کو ادھر
گالی سے کم نہیں جانا جاتا ہے۔

پرسنوس موسیٰ جان: جناب وہ سید ہیں پنجابی سے بالا ہے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر داخلہ): جناب مجھے وہ وقت بھی یاد ہے جناب اپنے
مرسید بزرگ کی لائی انہی کے لئے الگی رہتی تھی جب استقبال کے ڈھول بجائے جاری ہے تھے مجھے ایک دن
اسلام آباد جانا تھا یہ دیکھا کوئی سیاسی واقعات ہوتے ہیں کل آپ کی اور ان کی لڑائی ہمیں یاد ہے ہم
کہتے تھے کوئی راستہ دینے کی کوشش کرے وہ بھی یاد ہے پولیٹکل چیویشن تدبیل ہوتی رہتی ہے۔ اس
طرح جذباتی تقریر سے کوئی کسی مسئلے کا حل نہیں ہوتا کل ہم اور یہ مخالف تھے اور پھر ہم مل گئے یہ
پولیٹکس کی باتیں آتی رہتی ہیں اس میں کسی کو حتمی قصور وار نہیں بھرا یا جائے کہ یہ ہے کل شاید ان
پنجابیوں کے ساتھ پھر کوئی ان کی دل الگی ہو جائے پھر شاید یہ لوگ ہیں پھر ان کے ساتھ کھلیں گے۔

جناب چیسر میں: شہزادہ صاحب پلیز۔ آپ متعلقہ مسئلہ پر آ جائیں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر داخلہ): آواران کی انکواڑی رپورٹ کی بات ہوئی
نمیک ہے ہم تو آج بھی گناہگار ہیں اس پر ہم نے عمل نہیں کیا ہے میں کچھی صاحب سے پوچھنا چاہتا
ہوں کہ جب آپ کے داماد کی حکومت تھی اور آپ اس کے چیف ایڈ و ائرر تھے اس حکومت میں اس
رپورٹ پر آپ نے کیوں عمل درآمد نہیں کیا ہے اور ان ڈپنی کمشزوں کے خلاف کیوں پرچے درج
نہیں کئے گئے ہیں جو اس وقت ایک ڈیڑھ سال آپ لوگوں کی بھی حکومت تھی اور اس زمانے میں وہ
پولیٹک میں حاصل کرتے رہے۔ پولیٹک قصور وار ہم بھی ہیں۔ قصور وار جو بھی حکومت میں آتا ہے اس

کے دور میں جو کچھ ہوتا ہے وہ ذمہ دار ہوتا ہے آج ہم اس کے ذمہ دار ہیں جو بھی Incident ہوتا ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ خدا سخوتوں سے ہمیں اس ذمہ داری سے نکالے اور جو پوچھن کر ریت ہوتی ہے اس کا آج یہ جوڑی بیشتری پڑھا کر دے گی کہ جو بھی ہو گا استغفاری کی باتیں ہوں یعنی آپ لوگوں نے بھی نہیں دیا ہم نے تو خواہش ظاہر کی لیکن ساتھیوں نے منع کر دیا کہ شاید اس کا اثر ہو جائے اگر آپ کا اس میں قصور ہو چوری چکاری آپ کے دور میں بھی ہوتی رہی ٹوب میں جو لوگ مرے آپ کے دور میں مرے ہیں غصہ میں آ کر لوگوں کو آپ نے بھی بھجوایا وہ بھی ہم کو یاد ہے۔

جناب چیسر میں: آپ اصل بات پر آئیں سوراب کے بارے میں دیکھیں وہ تو اور ہے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر داخلہ): میں آپ کے کہنے پر پوچھت نوٹ کرتا رہا اور ان پوائنٹس کا یقیناً اب ہمیں جواب دینا ہو گیا اگر آپ کہتے ہیں آپ کوئی روں ادا کرتے تو مجھے کچھ وہ ملتا ہے سوراب کے واقعہ پر میں یہ کہوں گا کہ اس کی متفاہر پورث آئی ہیں ایف سی کے متعلق بھی رپورٹ آئی ہے کہ ایف سی کی فائر گے سے لوگ مرے ہیں۔ اس کے بعد مجھے رپورٹ ملی ہے کہ ٹریکٹر میں آئے ہیں۔ لیویز کی وردی میں دو تین آدمیوں نے فائر گکی ہے یہ رپورٹ بھی آئی ہے آج صحیح مجھے دفتر میں بتایا گیا ہے۔

جناب چیسر میں: آپ پلیز دیکھیں کہ آپ وزیر داخلہ ہیں آپ کے پاس جوڑی شیل ادارے ہیں آپ کے پاس بھارتیت ہیں آپ کے پاس ایس ایچ او ہے آپ کا وہاں باقاعدہ تھا نہ ہے اس کے اپنے قانون ہیں اس وقت یہاں دوستوں نے مذمت کے لئے کہا آپ اس کی قانونی ذمہ داری بتائیں وہ اندر وہی خیہ رپورٹ اپنی جگہ پر ہیں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر داخلہ): اگر اب میر جبار صاحب نہ جاتے تو اچھا تھا آپ تو اپنے پوچھن کا روں ادا کر رہے ہیں۔

جناب چیسر میں: یہ بھری ذمہ داری ہے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر داخلہ): اچھا۔ بہر حال وہی نہ اپ کرتے ہوئے اس چیز۔

کو فائل میں جائیں گے، میں نے کہا مجھے جو رپورٹ آئی ہے وہ آج میں اس وجہ سے بیان نہیں کروں گا کہ شاید یہ انکواڑی پر اثر انداز ہو جائے اس چیز کے لئے ہم کو اس کا انتظار ہے کیونکہ اس وقت ہمارے کوئی بھی اور اپوزیشن کی طرف سے بھی اس ٹریڈری پر ہر سے بھی اور جو آزاد اپوزیشن سے جو پاؤنس آئے ہیں اسے ہم consederation میں گے اور سب کو سامنے رکھیں گے یہ میں یقین دہانی کرتا ہوں کہ اگر ان کو اعتراض نہیں ہے لوگوں پر۔ یا یہ نجی پرتو ہم ہائی کورٹ کے نجی کے آرڈر کی آج یقین دہانی کرتے ہیں اس کے ہم آرڈر کر دیں گے آج ہائی کورٹ کے نجی سے گزارش کرس گے کہ وہ خود کرے ہم کو اس چیز میں اعتراض نہیں ہے جو ایف آئی آر ہے میں ان کو کہہ دوں گا جو آپ درج کرنا چاہتے ہیں اس میں کوئی involve ہوئیں تو ہوا چھا ہو رہا ہو جو وہ کرو یا نہ چاہتے ہیں اس چیز کے آرڈر کر دیں گے ایف آئی آر درج کر دیں گے جو سیاسی کیسر ہیں ہمارا یہ ہوتا ہے کہ صحیح پکڑ لیں اور شام کو فارغ کر دیں مساوائے ان لوگوں کے جن سے خطرہ ہوتا ہے کہ دوبارہ ہمارے لئے کوئی تجربہ کاری نہ بنا سکیں۔ سیاسی حالات میں دس سال ہم حکومت میں رہے جتنا فراغی سے لیتے ہیں تو اتنا اچھی طرح سے بینڈل ہوتے ہیں انہوں نے قیدیوں کے متعلق کہا جو دیگر کیسر ہیں نا سمیڈ نہیں ہوں گے ان کو بھی رہا کر دیں گے اسی کے اوپر ریکویٹ کریں گے کہ اس سلسلے میں مختناد باتیں آئیں ہیں صرف ایک طرف کرنا ایک طرف تھوپنا اس وقت تک جائز نہیں ہو گا یہ انکواڑی رپورٹ آئے دیں اور ایک طرف کرنا ایک طرف تھوپنا اس وقت تک جائز نہیں ہو گا یہ انکواڑی رپورٹ آنے والے میں آپ نے احتجاج کر لیا یہ تھیک ہے لیکن کہھر روڈ بلاک ہیں۔ یا کہھرا یہ ہے یہ مظاہرے ہے یہ جلسے میں آپ نے احتجاج کر لیا یہ تھیک ہے لیکن کہھر روڈ بلاک ہیں۔ یا کہھرا یہ ہے یہ مظاہرے ہے جیسے اور unwanted incidents ہو سکتے ہیں کیونکہ بھیت حکومت یہ ہماری ذمہ داری ہے لوگوں کے مال پر اپرٹی ان کا راستہ بحال کرنے کا ان کا مال پر اپرٹی کی حفاظت کرنے کا جیسا کہ میں نے وزیر اعلیٰ کو کہا تھا اس کا دو گھنٹے بعد پہ چلا۔ میں ایسے رپورٹ پر تھا میں ایسے رپورٹ سے آیا اس وقت

مجھے پتہ چلا ہے لیکن جب کوئی incident ہو جائے تو اس کے بعد کیا فائدہ ہے اور ہماری یہ کوشش ہو گی کہ ایف سی کے روول کو پر اونسل لاءِ اینڈ آرڈر کو برقرار کرنے میں کم سے کم کردیں کیونکہ وہ فورس آپ دوسرے ہیڈپر دیکھیں ان پر کوئی پیز آتی ہے تو وہ فائز کرتے ہیں آپ کو یہ تجربہ ہے اس وقت اس کو کوئی نہیں روک سکتا ہے جا ہے آپ وزیر اعلیٰ بن جائیں یا آپ وزیر داخلہ بن جائیں یا سردار اختر صاحب جب وزیر داخلہ تھے اس زمانے میں نہ سردار صاحب روک سکے ہیں نہ ہم روک سکیں گے نہ دوسرے۔ اس کا بہتر حل یہ ہو گا کہ minimize کردیں کہ پر اونسل فورسز کی بھی ہمارے پاس بہتان نہیں ہے بڑی پچویش کے لئے ہم مجبور ہوتے ہیں ایف سی کو بلا نے کے لئے۔ لیکن لاءِ اینڈ آرڈر کے لئے ہماری یہ کوشش ہو گی کہ ان کا روول ہم minimize کردیں۔

سردار غلام مصطفیٰ ترین: جناب پاؤئٹ آف آرڈر وزیر داخلہ ایک بات بھول چکے ہیں جیسا کہ سید احسان شاہ نے بتایا کہ وہ کشم ایک جو ہے اس کو ختم کر دیا اس پر انہوں نے پچھنیں بولا ہے جناب والا۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر داخلہ): جناب اس کے متعلق میں نے کہا ہے کہ کشم ایک کوت دنیا میں کہیں ختم نہیں کیا جا سکتا ہے کشم اتحاری پوری دنیا میں ہوتے ہیں جو چینگ کرتے ہیں لیکن ایف سی کے متعلق میں نے خود کہا کہ ہم اس کے خلاف ہیں اس کا میں نے اپنی تقریر میں ذکر کیا ہے۔

میر عاصم کرو: جناب وزیر داخلہ میر احوالہ دے کر مجھ پر یہ کیوں الزام لگا رہے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں خاموش رہوں آپ جو کرنا چاہیں کریں۔ اس نے مجھ پر ایک الزام لگایا ہے میرا استحقاق محروم ہوا ہے وہ اپنی ذات پر جو لگائے بھلے لگائے۔ میرے اوپر کیوں الزام لگاتا ہے۔ دنیا جہاں کے جوڑک آرہے ہیں ان کو وہ نہیں روک سکتے ہیں دنیا جہاں کے جو absconder ان کو نہیں پکڑ سکتا ہے۔

جناب چیسر میں: آپ بنیھیں۔ مدائلت۔

سید احسان شاہ (وزیر): جناب جو سردار غلام مصطفیٰ ترین نے جس بات کی نشاندہی کی ہے کشم ایکٹ کی بات کی اور جعفر خان صاحب نے اس کا جواب دیا اس سے مطلب یہ نہیں ہے کہ کشم ایکٹ کوئی ختم کیا جائے لیکن وہاں عرض کرنے کا مقصد صرف اتنا تھا کہ کشم ایکٹ کے لئے کشم فورس ایک موجود ہے اس کے تحت جو اختیارات اس کو حاصل ہیں اس کا ایک حصہ ایف سی کو بھی دے دیا گیا ہے اسٹنٹ اسٹکنگ کے لئے۔ جو اسٹنٹ اسٹکنگ ایکٹ ہے اس کو لا گو کیا جائے۔

جناب چیسر میں: گیلو صاحب آپ تشریف رکھیں۔ اسبلی کے اپنے تواعد ہیں۔

سید احسان شاہ (وزیر): جناب وہ اسٹنٹ اسٹکنگ ایکٹ ہو ہے وہ ایف سی سے واپس لئے جائیں۔ یہی ہمارا مطالبہ ہے۔

جناب چیسر میں: اب گیلو صاحب بات کرے۔

میر محمد عاصم کرو گیلو: جناب انہوں نے پہلے ایک بات کی کہ میرے اور گیلو کے ڈرک کوئی نہیں روک سکتا میرا تو کوئی ڈرک نہیں ہے وہ تو وزیر داخلہ ہے جو کچھ بھی کرے اگر کچھ وہ اپنے پر ازام لگاتا ہے مجھ پر کیوں لگاتا ہے ایک شریف بندے پر۔ یہ کہنا ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر داخلہ): جناب ہم یہ شریف بندے ہیں اس لئے اپنا اور ان کا صرف ذکر کر دیا ہے۔

جناب چیسر میں: ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر تارا چنہ ٹکریہ جناب چیسر میں صاحب مندوخیل صاحب نے ہمیں دو چیزوں کی یقین دہانی کرائی ہے ایک ہائی کورٹ کے مجرم سے وہ تحقیقات کروائیں گے دوسری ایف آئی آر جو بھی اس میں ملوث ہوا کہتے ہو یا ایف سی کا آفیسر ہو اس کے علاوہ تفتیش کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا اور ورثاء کے لئے معاوضے کا اعلان کرتی اپنی جانب سے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر داخلہ): جناب ورثاء کے لئے میں صرف یقین دہانی

کراہا ہوں کہ اس کے لئے ہم کچھ نہ کچھ کریں گے لیکن انکوازی رپورٹ آنے تک۔ کیونکہ طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ مارے گئے ہیں ان پر میراثک پانچ فیصد نہیں آتا ہے ایک طرف کہا جا رہا ہے کہ ایف سی نے مارے ہیں اگر یہ لوگ پھر ایف سی کے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے تو پھر اس چند شک آ جاتا ہے یہ انکوازی رپورٹ آنے دیں انشاء اللہ ہم اس کو اکامہ مودعیت کریں گے یہ ہمارے اپنے دل میں بھی ہے۔

جناب چیسر میں: شکریہ۔ جی مولانا صاحب۔

مولانا امیر زمان (سینئر منستر): جناب پہلے جو قرارداد پیش کی گئی تھی میں اس کو اسمبلی کی کارروائی کا حصہ بناتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں جو ہمارے متعلق بات ہو گئی ہے کہ جب کوئی میں سینما تو زدیے گئے فلاں ہو گئے یہ ہو گئے ہم آج بھی اس بات پر کلیسر ہیں کہ وہ جمیعت العلماء اسلام کا کوئی رکن اس میں ملوث نہیں ہے اور یہ بات ہم واضح کرتے ہیں کہ آج بھی ہم انکوازی کے لئے انتظار کر رہے ہیں۔ احسان شاہ صاحب کو حکومت نے اور جمیعت کی طرف سے متفقہ طور پر پھر سے انکوازی کے لئے مقرر کیا تھا جب وہ انکوازی کر لے سامنے آجائے جو بھی مجرم ہو ہم کہتے ہیں اس کو سزا دی جائے اور جہاں تک یہ بات ہے کہ اس میں گولی کیوں چلی ہے میری گازی سے آدمی کو کیوں اتار دیا اور آنسو گیس چلائے اور وہاں پر لاٹھی چارج کیا گیا۔ یہ سب کچھ ہو گیا تھا لیکن یہ الگ بات ہے کہ وہاں اللہ تعالیٰ نے وہاں گولی کی نوبت نہیں ہے لیکن اس میں کی نہیں ہوئی ہے ہم آج بھی اور جعفر خان سے بار بار کہا ہے اور میں ان سے اس بات پر ناراض بھی ہوں اس سے اور میں نے کہا یہ انکوازی مکمل کرے جب میں خود انکوازی کا انتظار کر رہا ہوں تو پھر میں سمجھتا ہوں باقی ساتھی بھی انکوازی کے انتظار میں ہیں اور بار بار یہ بات جو آرہی ہے کہ جمیعت العلماء اسلام اور دہشت گردی کی بات ہو رہی ہے یہ قطعاً اس میں ملوث نہیں ہے۔

جناب چیسر میں: تحریک اتوار پر بحث کامل ہوئی ہے اب اسمبلی کی کارروائی گیارہ ستمبر بوقت تین

بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

اسکلی کی کارروائی دن بھر پدرہ منت پر ۱۱ ستمبر ۹۹، بوقت ۳ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گئی۔